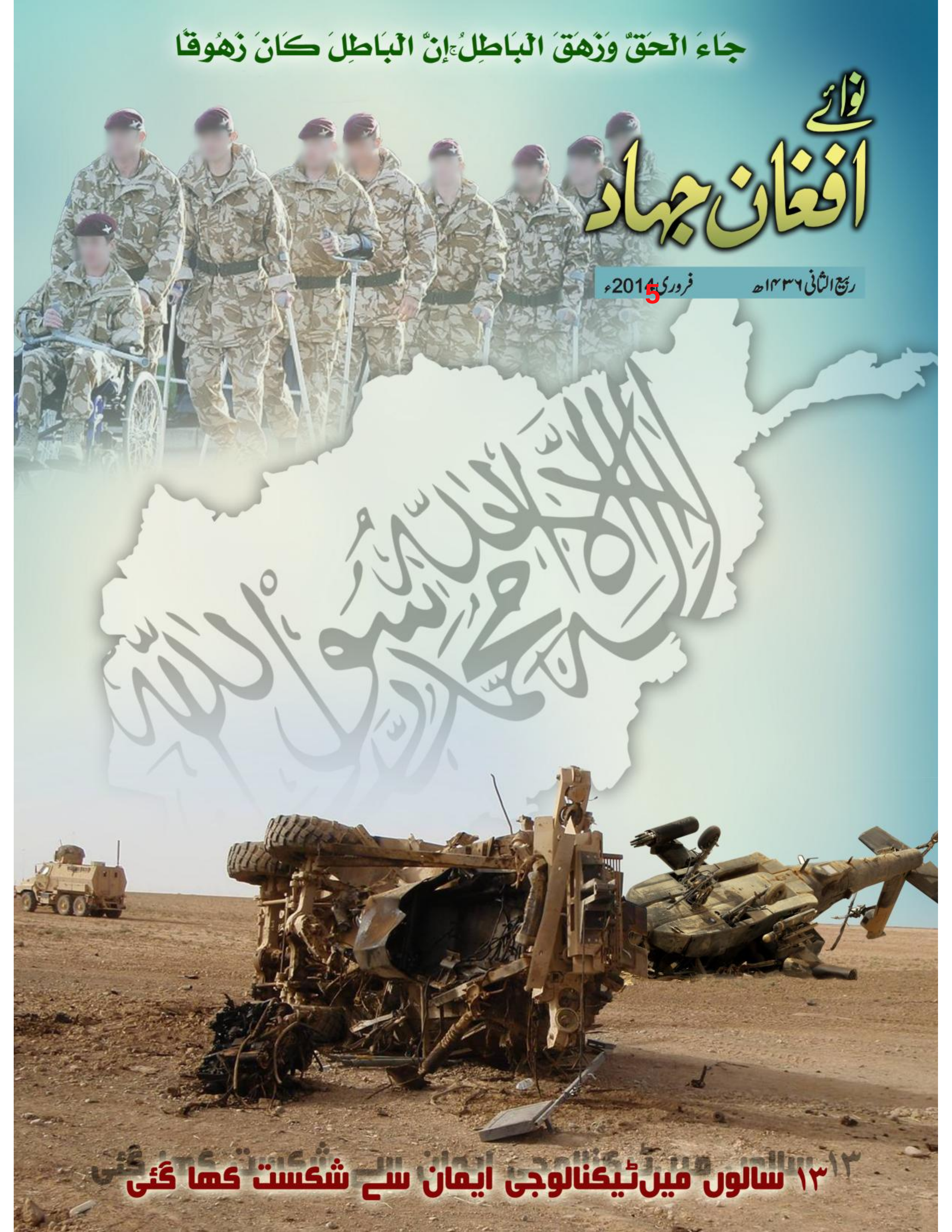


جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
نوائے
افغان جہاد
ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ
فروری 2014ء
5
لا إله إلا الله محمد رسول الله
۱۳ سالوں میں ٹیکنالوجی ایمان سے شکست کھا گئی

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے وصیّت

''میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرینِ اولین کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت و اکرام کا خیال کرے اور جو انصار، دار الہجرت اور دار الایمان یعنی مدینہ منورہ میں مہاجرین سے پہلے رہتے تھے ان کے بارے میں بھی اسے وصیّت کرتا ہوں کہ وہ ان کے نیک آدمیوں کو قبول کرتا رہے اور ان کے بُروں کو معاف کرتا رہے......میں اسے شہریوں کے بارے میں بھی بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ اسلام کے مددگار لوگوں سے (فرض زکوٰۃ وصدقات کا) مال جمع کرنے والے (اور امیر کو لا کر دینے والے) ہیں اور دشمن کے غصہ کا سبب بننے والے ہیں، ایسے شہریوں سے صرف (ضرورت سے) زائد مال ان کی رضامندی سے لیا جائے ......میں اسے دیہاتیوں کے بارے میں بھی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کی جڑ ہیں۔ وہ خلیفہ ایسے دیہاتیوں کے جانوروں میں صرف کم عمر کے جانور لے اور ان سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کر دے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان دیہاتیوں کے لیے جو عہد اور ذمہ داری خلیفہ پر عائد ہوتی ہے وہ اسے پوری طرح سے ادا کرے اور ان دیہاتیوں کے بعد والے علاقہ میں جو (دشمن اور کافر) رہتے ہیں ان سے یہ خلیفہ جنگ کرے اور ان دیہاتیوں کی طاقت سے زیادہ کا ان کو مکلّف نہ بنائے''۔

[نسائی، ابن حبان، بیہقی، ابن ابن شیبہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جلد نمبر۸، شمارہ نمبر۲

ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ فروری 2014ء

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک اونٹنی نکیل سمیت لایا اور کہنے لگا کہ ''یہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں''......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کے بدلے تجھے قیامت کے دن نکیل پڑی ہوئی سات سو اونٹنیاں ملیں گی''۔

(صحیح مسلم)



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام نوائے افغان جہاد ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر!

گزشتہ صدی کے اختتامی عشروں میں اللہ پاک کی توفیق سے اُس کے بے کس و بے بس بندوں نے اُس ''سپر پاور'' کو نابود کیا جو دہریت والحاد کا سرغنہ تھی اور ہستی باری تعالیٰ کے انکار کی آخری حدوں کو پار کرتے ہوئے غرور وتکبر سے اعلان کیا جاتا تھا کہ ''ہم نے خلائیں، فضائیں اور سمندر چھان مارے لیکن ہمیں مسلمانوں کا خدا کہیں نظر نہیں آیا''...... پھر نظروں سے پوشیدہ رب کائنات نے ایمان بالغیب کے حاملین کے ذریعے زندقہ کی علم بردار اس ریاست کو ایسی مار ماری کہ دنیا کے نقشے سے 'سوویت یونین' نامی ملک حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا...... اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے نور کا اتمام فرمانے اور یُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کا فیصلہ فرما چکے ہیں، لہٰذا موجودہ صدی کے ابتدائی عشرے میں ظلم وفساد اور کفر وفجور کے دوسرے منبع 'امریکہ اور دنیائے صلیب کو اللہ پاک اپنے اُنھی بے سروسامان بندوں کے ہاتھوں رسوا کروانے اور انجام بد سے دوچار کروانے کو کھینچ لائے...... جہادِ افغانستان اول میں اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید کے بل بوتے پر ہی مجاہدین کامیاب ہوئے لیکن میڈیا اور پروپیگنڈے کے بل بوتے پر اُس جہاد کی کامیابی کا ''سہرا'' امریکی ڈالروں کے سر سجا دیا گیا...... اس بار جہادی میدانوں کی ایک عجیب خصوصیّت یہ بھی رہی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو سوا چودہ صدیوں بعد اپنی قدرت کاملہ سے وہ منظر دوبارہ دکھایا جب اُس کے بندے اُسی کی تعریف اور حمد وثنا بیان کرتے ہوئے رطب اللسان تھے کہ **لا الٰہ الا اللّٰہ ،اللّٰہ اکبر الحمد للّٰہ الذی صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ**...... مجاہدین نے امریکہ، اُس کے حواریوں اور کاسہ لیسوں کا کامل تیرہ سال تک یکا وتنہا محض اپنے مالک اور پروردگار کی مدد اور اُسی کی تائید ونصرت سے مقابلہ کرکے اور تمام احزاب کو شکست دے کر جہاں جہاد کے مبارک عمل سے ہر طرح کی گرد ہٹا دی، وہیں یہ بھی ثابت کر دیا کہ سرخ آندھیوں کے مقابلے میں بھی اُنھیں محض رب العرش العظیم کی نصرت حاصل تھی اور موجودہ صلیبی صیہونی سیلاب کی طغیانیوں کے سامنے بند باندھنے اور اُسے کفِ دریا میں تبدیل کرنے کا سبب بھی واحد ولاشریک 'اللہ تبارک وتعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں ہی ہیں!

تیرہ سال قبل ان خاک نشینوں کے خاتمہ کے نام پر 'دین کا نام ونشان مٹانے کے لیے جو لشکر امڈتے چلے آئے تھے' وہ انسانی تاریخ کی سب سے بڑی اور مہیب جنگی قوت کے حامل تھے...... اُن کا مقصد ''دہشت گردی کا قلع قمع'' یعنی جہاد کا خاتمہ کرنا تھا...... وہ اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ اگر کوئی یہ کہے کہ اُنہوں نے اپنے ''مجرم اول'' شیخ اسامہؒ کو شہید کرکے کامیابی سمیٹی ہے...... تو کیا شیخ اسامہؒ کے بعد تحریک جہاد کو دبایا اور مٹایا جا سکا؟ ایک وقت تھا کہ مجاہدین اپنے اپنے ملکوں سے جلاوطن کیے گئے تو سوڈان میں پناہ کے لیے جا پہنچے، وہاں سے نکالے گئے تو افغانستان کی ایمان وغیرت بھری وادیوں کے علاوہ اُن کا کوئی مسکن نہیں تھا...... آج کیا صورت حال ہے؟ افغانستان کے کوہ وبیاباں میں پرورش پانے والی جہادی تحریک دنیا کے ہر گوشے میں مستحکم اور مضبوط ہو چکی ہے! یہ محض دعوے اور ہوائی کہانیاں نہیں بلکہ ایسی سچّائی ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کرنے پر مجبور ہے...... سی آئی اے کا سابق افسر اور 'بن لادن یونٹ' کا سابق انچارج مائیکل شوئیر یہی بات اپنے ایک انٹرویو میں ان الفاظ میں کہتا ہے: ''یہ امریکہ کے لیے ایک بہت ہی گھمبیر صورت حال ہے کیونکہ امریکہ کے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اسامہ بن لادن مر گیا ہے اور ہم وہاں سے نکل رہے ہیں اور مسائل ختم ہو گئے ہیں...... لیکن اگر آپ بغور جائزہ لیں تو اس وقت القاعدہ کے چھ آپریشنل پلیٹ فارم بن چکے ہیں جب کہ ۲۰۰۱ء میں یہ تعداد صرف ایک تھی، یعنی حالات مزید خراب ہو چکے ہیں اور ہم نے مسلمانوں کے سامنے اس چیز کا بھی مظاہرہ کیا ہے کہ ہمارے اندر مردانگی کی کمی ہے، دشمن ہر ہفتے میں سیکڑوں جانوں کی قربانی دیتا ہے اور ہم تین سو ملین آبادی والی سپر پاور ہوتے ہوئے بھی سال میں ۱۶۰ فوجیوں کی قربانی برداشت نہیں کر سکتے، یہ انتہائی کمزوری اور شرم کا مقام ہے، خاص کر ایک ایسے دشمن کے سامنے جو اس سے بھی زیادہ جانوں کی قربانی دینے کو تیار بیٹھا ہو''...... اسے اعترافِ شکست کے علاوہ اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

کفار کی جس بزدلی، پست ہمتی اور کم حوصلگی وکم ظرفی کا رونا شوئیر رو رہا ہے، صلیبیوں کی یہی کمینگی ہے جو اُنہیں میدانِ جنگ میں شکست کھانے اور ابطالِ اسلام کے ہاتھوں ذلتوں کے گھونٹ پینے کے بعد ذلیل ترین درجے تک گر جانے پر مجبور کرتی ہے اور وہ اہل ایمان کی محبوب ترین متاع' حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ ڈالنے کی جسارت کرتے ہیں...... پیرس میں شہید کواشی برادران رحمہما اللہ کے گستاخانہ میگزین پر حملے کے بعد عالم کفر نے جس طرح متحد ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی اہانت پر کمر باندھی اور چارلی ہیبڈو کی گستاخانہ خاکوں والی اشاعت ۳۰ لاکھ کی تعداد میں ۱۶ مختلف زبانوں میں شائع کی' یہ سب بندروں اور خنزیروں کی اولاد صلیبیوں کی بدخصلتی، اسلام دشمنی، شقاوت اور ابتذال کی انتہاؤں کا پتہ دیتے شواہد ہیں...... ہر محاذ پر بُری طرح پٹنے اور خواری ورسوائی سمیٹنے کے باوجود اولیائے شیطان اپنی خسیس حرکتوں اور مذموم وپلید ارادوں سے باز نہیں آ رہے تو اس کا صاف اور سیدھا مطلب محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے الفاظ میں یہی ہے کہ ''تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان ومال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟''...... ۲۱ جنوری کو اسٹیٹ آف دی یونین خطاب میں اوباما نے کہا ''پاکستان سے پیرس تک دہشت گردی کا نشانہ بننے والے ہر شخص کے ساتھ ہیں''...... جب کہ ۲۰ جنوری کو آئی ایس پی آر کے ترجمان عاصم باجوہ نے برطانیہ میں بیٹھ کر سی این این کو انٹرویو میں کہا ''دنیا میں کہیں بھی ۱۰۰ فی صد تحفظ کی ضمانت نہیں دی جا سکتی جس کی مثال پیرس واقعہ ہے، دہشت گرد کبھی بھی، کہیں بھی اور کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین کے تحفظ اور پہرے داری پر تمام افواجِ قاہرہ مامور ہیں! ائمۃ الکفر اپنے تمام حواریوں کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے برسر جنگ ہونے کا بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں، یہ پاکستان سے پیرس تک کی ''دہشت گردی'' کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں اور ایک ہی جنگ تصور کرتے ہیں...... امت کو بھی جان لینا چاہیے کہ یہ جنگ کبھی 'بے چہرہ' تھی نہ ہوگی، اس کے خدوخال شروع سے واضح اور اس وضع وساخت اول دن سے عیاں ہے...... یہ نہ وسائل واختیارات پر قبضے کا معاملہ ہے نہ ہی سازشی تھیوریوں پر ایمان لانے والوں کے بقول ''امریکی ویہودی مہروں کی باہم لڑائی'' ہے...... یہ حرمت رسول صلی اللہ علیہ کے تحفظ کی جنگ ہے! یہ دین وشریعت کے جاں نثاروں اور کفر اور اُس کی چاکری کرنے والوں کے مابین معرکہ ہے، یہ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین کے مابین محاربہ ہے...... لہٰذا شیطان کی جنگ کو ''اپنی جنگ'' سمجھنے سے پہلے اُس ذات باری تعالیٰ کے غصہ اور انتقام کو ضرور ذہن میں رکھا جائے کہ جس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے درپے صلیب اور اُس کے تمام حواری ہیں! جسے غضبِ الٰہی سے بچاؤ کا سامان کرنا ہو وہ ''ضرب کذب'' والوں کی بجائے اُن کی صفوں میں کہیں جگہ ڈھونڈے جنہوں نے ''ضرب کذب'' کے سپانسروں کو تیرہ سالہ جنگ میں خاک چاٹنے اور رسوا ہونے پر مجبور کیا ہے!

برباد ہوں اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یورپی یونین کے ''عقل مندوں''کے نام !

سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میری یہ گفتگو توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور تمہاری اس لاپرواہی سے متعلق ہے جس کا مظاہرہ تم نے اس مہلت کے باوجود کیا جو تمہیں ان خاکوں کی دوبارہ اشاعت روکنے کے لیے دی گئی تھی۔ ابتدا میں' میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ انسانوں کے مابین دشمنیاں زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہیں لیکن تمام قوموں کے عقل مند لوگوں نے ہر دور میں اختلاف کے آداب اور جنگ میں اخلاقیات کا لحاظ رکھا۔ اور یہی ان کے لیے بہتر ہوتا ہے کیونکہ حالات کبھی یکساں نہیں رہتے اور جنگ میں کبھی کسی کا پلڑا بھاری رہتا ہے تو کبھی کسی کا۔ لیکن تم نے ہمارے ساتھ جاری جنگ میں لڑائی کے بہت سے آداب کو پس پشت ڈال دیا ہے چاہے تم لاکھ ان کا ڈھنڈورا پیٹتے رہو۔ ہمیں یہ بات کس قدر غمگین کرتی ہے جب تم ہماری بستیوں کو بمباری کا نشانہ بناتے ہو، وہ کچی بستیاں جن کے ملبے تلے ہماری خواتین اور بچے ہوتے ہیں۔ تم یہ سب کرتے بھی جان بوجھ کر ہو اور میں خود اس بات کا مشاہدہ کر چکا ہوں۔ تم یہ سب ناحق کام اپنے ظالم حلیف (بش) کی حمایت میں کرتے ہو جو اب اپنی ظالمانہ پالیسیوں سمیت وائٹ ہاؤس سے رخصت ہو چکا ہے۔

یہ بات تم سے چھپی نہیں کہ تمہارے وحشیانہ مظالم سے جنگ ختم نہیں ہوگی بلکہ یہ سب تو ہمیں اپنے حق کے حصول، مقتولوں کا بدلہ لینے اور حملہ آوروں کو اپنی زمینوں سے نکال باہر کرنے کے عزم میں مزید تقویت دیتی ہیں۔ ایسے مظالم کبھی بھی لوگوں کے ذہنوں سے محو نہیں ہوتے اور ان کے اثرات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ ہماری خواتین اور بچوں کا قتل کچھ کم ظلم نہیں لیکن اس پر مزید یہ کہ تم نے اختلاف اور لڑائی کے آداب کو پس پشت ڈال دیا اور خباثت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ تم نے ان توہین آمیز خاکوں کو شائع کرنے کی جسارت کی۔ یہ ان مصائب میں سب سے بڑی مصیبت ہے اور اس کا خمیازہ بھی تمہیں سب سے بڑھ کر بھگتنا ہوگا۔

اس موقع پر میں تمہاری توجہ اس واضح امر کی جانب مبذول کرنا چاہوں گا کہ ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے باوجود تم نے ایک سو پچاس کروڑ مسلمانوں میں سے کسی کا ردّعمل یہ نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کے نبی عیسیٰ ابن مریم کی توہین کی ہو (اللہ ان پر رحمت وسلامتی کرے) کیونکہ ہم تمام انبیاء علیہ السلام پر یکساں ایمان رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے کسی ایک بھی نبی کی شان میں گستاخی کرے یا ان کا مذاق اڑائے تو وہ کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔

یہاں میں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ جس آزادی رائے کے تم راگ الاپتے ہو اور جن قوانین کو مقدس کہہ کر نا قابل تبدیل سمجھتے ہو وہ تم اپنے ہاں موجود امریکی فوجیوں پر لاگو نہیں کرتے اور کس بنیاد پر تم ان لوگوں کو قید کرتے ہو جو ایک تاریخی حادثے (ہالوکاسٹ) کے اعداد وشمار میں شک کرتے ہیں۔ پھر تم یہ بات بھی جانتے ہو کہ صرف ایک شخص کی جنبشِ قلم سے یہ خاکے شائع ہونے سے رک سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ معاملے کو اہم جانے۔ وہ شخص ریاض کا بے تاج بادشاہ (شاہ عبداللہ) ہے۔ اسی نے تمہارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو یمامہ کے سودے میں اربوں کے گھپلے کی تفتیش سے روک دیا تھا اور بلیئر نے اس حکم کو نافذ کیا تھا۔ اور وہ آج کل مجلس اربعہ میں تمہارا نمائندہ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انسانوں کے وضع کردہ قوانین جو اللہ تعالیٰ کی شریعت سے متصادم ہوں تو وہ باطل ہیں اور ہماری نظر میں نہ ان کی کوئی تقدیس ہے اور نہ کوئی حیثیت۔ پھر یمامہ کے سودے میں تمہاری کرپشن تمہیں یہ اقرار کرنے پر مجبُور کرتی ہے کہ تمہاری خود ساختہ اخلاقیات تمہارے ہی بعض مفادات کے مقابلے پر ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

آخر میں' میں یہ کہوں گا کہ اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتل عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ''ویٹی کن'' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان ومال سے زیادہ محبُوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

☆☆☆☆☆

دربارِ رسالت میں بے ادبی!

مولانا محمد حسنین صاحب

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید العالمین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

سخنِ اول، گالی کا مدار:

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

والمرجع فیمایسمی سباومالایسمی سباالی العرف۔[السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ص ۳۳۱]

''کسی کلام کے گالی ہونے یا نہ ہونے کا مدار عرف ہے''۔

لہٰذا جو کلام عرف میں گالی سمجھی جائے وہ گالی ہی ہے اگر چہ وہ واقع کے عین نہ مطابق ہو۔

کون سی بات ہمارے آقا و مولا جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں گالی اور نقص ہے؟

[۱]: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رنگت مبارک کو سیاہ بولے!

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف میں رقم طراز ہیں:

وقال احمد بن ابی سلیمان ،صاحب سحنون من قال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان أسود، یقتل۔[الشفاء جز ۲ ص ۲۱۷]

''جناب سحنون کے صاحب جنابِ احمد بن ابی سلیمان نے فرمایا: جو شخص کہے کہ ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالے تھے'' اسے قتل کر دیا جائے''۔

اس کلام کو امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

[السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۳۰]

اس کے تحت علامہ خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

ھذاالقائل قد کذب وافتری ووصفہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بمافیہ اشعار بالتحقیر لعنہ اللّٰہ وسود وجھہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ وھذامماصرح بہ الفقھاء وعللوابانہ قصد الکذب استخفافا فھو کمالوقال:لم یکن صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قرشیا۔[نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض جز ۴ ص ۳۴۳، ۳۴۴]

''اس شخص نے جھوٹ بولا اور افترا باندھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ عالیہ کا ایسا وصف بیان کیا جس میں تحقیر کی طرف اشارہ ہے، اللہ اس پہ لعنت کرے اور جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہوتو اللہ اس کے چہرے کو سیاہ کرے......اور یہ اس قبیل سے ہے جس کی فقہا نے تصریح کی ہے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ: اس شخص نے بقصدِ تحقیر جھوٹ بولا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر کوئی شخص کہے: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی نہ تھے''۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ:

[۲]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیر قریشی کہے اس نے بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کی، وہ بھی مستحقِ قتل ہے۔ اسی بات کی تصریح کرتے ہوئے آپ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

من یفضل احداعلی قومہ واصولہ ویقول انہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم لم یکن قرشیافانہ کفرصرح بہ الفقھاء۔[نسیم الریاض ج ۴ ص ۵۳۳]

''جو شخص کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ و اجداد و امہات سے افضل قرار دے اور کہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی نہ تھے تو اس نے کفر کیا، فقہا نے اس بات کی تصریح کی ہے''۔

اور علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

عن القاضی عیاض ان من قال کان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم اسود اوتوفی قبل ان یلتحی او قال لیس بقرشی کفر لانہ وصفہ بغیر صفتہ ففیہ تکذیب لہ۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۵۲]

''امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص کہے: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیاہ تھے، یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ڈاڑھی مبارک نکلنے سے پہلے ہو گیا، یا کہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی نہ تھے تو اس نے کفر کیا۔ کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت کے غیر کے ساتھ متصف کیا اور اس میں آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب ہے''۔

علامہ ابن حجر مکی اور علامہ خفاجی رحمہما اللہ تعالیٰ کی کلام سے مزید یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ:

[۳]: جو شخص کسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم سے افضل قرار دے۔

[۴]: جو شخص کسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبا و اجداد اور امہات سے افضل قرار دے۔

[۵]: جو شخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ڈاڑھی مبارک آنے سے پہلے ہوا۔

ایسے کلمات کے قائلین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تکذیب کر رہا ہے لہٰذا وہ کافر ہے۔

[۶]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو ازراہِ اہانت ''معمولی بال'' کہے۔

امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ فرماتے ہیں:

ولو قال لشعر محمد شعیر ایکفر و تاویله هکذا ان قال بطریق الاهانة۔[خلاصة الفتاوی ج۴ ص ۳۸۶]

''اگر جنابِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کو معمولی بال کہے تو کافر ہو جائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ بطور اہانت کہے''۔

البحر الرائق اور مجمع الانھر میں ہے:

واختلف فی تصغیر شعر النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم لکن اذا اراد الاهانة فلا خلاف فی الکفر اما اذا اراد التعظیم فلا۔[البحر الرائق ج ۱۳ ص ۴۷۸، مجمع الانهر شرح ملتقی الابهر ج۴ ص ۴۱۱]

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کی تصغیر کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن جب توہین کا ارادہ کرے تو [کہنے والے کے] کفر میں کوئی اختلاف نہیں اور جب کہ تعظیم کا ارادہ کرے تو اب کفر نہیں''۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

وفی المحیط لو قال لشعر النبی صلی تعالی علیه وسلم شعیر یکفر عند بعض المشایخ و عند البعض لایکفر الا اذا قال ذلک بطریق الاهانة۔[تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام صلی اللہ تعالی علیه وسلم فی ضمن رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۳۲۶]۔

محیط میں ہے کہ: ''اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کو ''معمولی سا بال'' کہے تو بعض مشائخ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور بعض کے نزدیک جب بطورِ اہانت کہے تب کافر ہے [ورنہ نہیں]''۔

ایسا ہی کلام فتاویٰ عالمگیری میں بھی موجود ہے۔

[الفتاوی الھندیۃ ج ۱۷ ص ۱۴۶]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راعیب کرد یا موئے مبارکش راموئیک گفت کافر شود۔ [مالا بد منہ ص ۱۲۷]

''اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگائے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کو گھٹیا بال کہے تو کافر ہو جائے گا''۔

[۷]: جو شخص ازراہِ اہانت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لمبے ناخنوں والا بولے۔

امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ نے فرمایا:

وهکذا لو قال......طویل الظفر و تاویل الکل ما ذکرنا[ای ان قال بطریق الاهانة فیکفر[خلاصة الفتاوی ج۴ ص ۳۸۶]

''یونہی اگر کہے......لمبے ناخنوں والا[یعنی اگر بطور اہانت کہے تو کافر ہو جائے گا] اور سب کی تاویل وہ ہے جسے ہم نے ذکر کیا[یعنی اہانت]''

ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا:

[منها] قال الشیخان عنهم واختلفوا فیما لو قال کان ای النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم طویل الظفر۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۲۵]

''مکفرات میں سے بعض وہ ہے جسے شیخین نے ذکر کیا اور اس میں علما نے اختلاف کہا: اگر کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لمبے ناخنوں والے تھے''۔

چند سطر بعد فرمایا:

ولم یتعرض الشیخان ولا غیرهما فیما رایت للراجح فی المسئلة الاولی اعنی قوله طویل الظفر والذی یظهر انه ان قال ذلک احتقاراله صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم واستهزاء به او علی جهة نسبة النقص الیه کفر والا فلا ویعزر التعزیر الشدید۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۲۶]

''جہاں تک میں نے دیکھا تو شیخین اور ان کے علاوہ کوئی بھی پہلے مسئلہ یعنی ''لمبے ناخنوں والا'' کہنے کی صورت میں راجح [کیا ہے اس] کے بیان کے درپے نہ ہوا۔ اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقارت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استہزا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی طرف نقص کی نسبت کے لیے کرے تو کافر ہے ورنہ نہیں سخت تعزیر کیا جائے''۔

علامہ شامی رقمطراز ہیں:

وان قال كان طويل الظفر فقد قيل يكفر لو على وجه الاهانة۔[تنبيه الولاة والحكام على احكام شاتم خير الانام صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم فى ضمن رسائل ابن عابدين ج ۱ ص ۳۲۲]۔

''اوراگر کہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لمبے ناخنوں والے تھے تو کہا گیا ہے کہ اگر بطوراہانت کہے تو کافر ہے''۔

[۸]: جوشخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مبارک کپڑے میلے تھے۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی رقمطراز ہیں:

وروى ابن وهب عن مالك من قال إن رداء النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ويروى زر النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وسخ أراد به عيبه قتل۔[الشفاء ج ۲ ص ۲۱۷، السيف المسلول على من سب الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم ص ۳۱۰]

''ابن وھب نے امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی: جوشخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی چادراقدس اورایک روایت میں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بٹن مبارک میلا ہے اوراس سے عیب کا ارادہ کرے تو اسے قتل کردیا جائے''۔

امام ابن حجر مکی نے ذکر فرمایا:

من قال رداء النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم اومئزره وسخ واراد به عيبه قتل۔ [الاعلام بقواطع الاسلام ص ۸۴]

''جوشخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مبارک چادر یاتہبند شریف میلا ہے اوراس سے عیب کا ارادہ کرے تو قتل کردیا جائے''۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

اى مثلا وكذاحكم ازاره وسائر دثاره وشعاره واعضاءه وابشاره۔[شرح الشفاء للعلامة على القارى ج ۴ ص ۳۴۱]

''یعنی یہ بات تو بطور مثال ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تہبند شریف، بدن سے مس ہونے والے کپڑے، اس سے اوپر والے کپڑے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مبارک جلد کا بھی یہی حکم ہے''۔

[۹]: جوشخص نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ''ساربان'' کہے۔

[۱۰]: جوشخص نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ''ابوطالب کا یتیم'' کہے۔

قاضی عیاض مالکی پھر امام تقی الدین سبکی رحمھما اللہ تعالی رقمطراز ہیں:

وأفتى أبو الحسن القابسى فيمن قال فى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الجمال يتيم أبى طالب بالقتل۔[الشفاء ج ۲ ص ۲۱۷، السيف المسلول على من سب الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم ص ۱۳۰]

''جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بارے میں ''ساربان، یتیم ابوطالب'' کہا اس سے متعلّق جناب ابوالحسن القابسی نے فتویٔ قتل دیا''۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی شفاء کی شرح میں رقم طراز ہیں:

ولعل الجمع بين الوصفين مطابق للواقع والافكل واحد منهمايكفى فى تكفير صاحب مقال۔ [شرح الشفاء للعلامة على القارى ج ۴ ص ۳۴۲]

''دونوں وصفوں [یعنی ''ساربان'' اور ''یتیم ابی طالب''] کے درمیان جمع شاید واقع کی مطابق ہے ورنہ ان دونوں وصفوں میں سے ہرایک کہنے والے کو کافر قرار دینے کے لیے کافی ہے''۔

[۱۱]: جوشخص نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کسی بدصورت کے ساتھ تشبیہ دے۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی پھر امام سبکی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

وافتى ابو محمد بن ابى زيد بقتل رجل سمع قوما يتذاكرون صفة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم إذ مر بهم رجل قبيح الوجه واللحية فقال لهم تريدون تعرفون صفته هى فى صفة هذا المار فى خلقه ولحيته قال ولا تقبل توبته وقد كذب لعنه اللّٰه وليس يخرج من قلب سليم الايمان۔[الشفاء ج ۲ ص ۲۱۷، السيف المسلول على من سب الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم ص ۳۱۰]

''جناب ابومحمد بن ابی زید نے اس شخص کے قتل کا فتوی دیا جس نے کچھ لوگوں کو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حلیہ کا ذکر کرتے سنا کہ ان کے قریب سے ایک بدصورت چہرے اور ڈاڑھی والا شخص گزرا تو اس شخص نے کہا: تم لوگ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حلیہ جاننا چاہتے ہو......آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حلیہ اس گزرنے والے کی طرح ہے اس کی صورت اوراس کی ڈاڑھی کے بارے میں۔فرمایا: اس شخص کی توبہ مقبول نہیں اوراس ملعون نے جھوٹ بولا اور ایسی بات ایمانی دل سے نکل ہی نہیں سکتی''۔

[۱۲]: جوشخص ازراہِ تحقیر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ''یتیم'' کہے:

[۱۳]: جوشخص ازراہِ تحقیر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ

کا سسر کہے۔

[۱۴]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زُہد کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجبُوری کہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ پھر امام سبکی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

وأفتى فقهاء الأندلس بقتل ابن حاتم المتفقة الطليطلى وصلبه بما شهد عليه به من استخفافه بحق النبى صلى الله عليه وسلم وتسميته إياه أثناء مناظرته باليتيم وختن حيدرة وزعمه أن زهده لم يكن قصدا ولو قدر على الطيبات أكلها إلى أشباه لهذا۔[الشفاء : ج۲ص ۲۱۸، السيف المسلول على من سب الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ص ۱۳۱]

''متفقہ ابن حاتم طلیطلی کے خلاف اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کرنے اور دورانِ مناظرہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یتیم'' اور ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سسر'' کہنے اور یہ گمان کرنے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زہد قصدی نہ تھا بلکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاکیزہ چیزوں پر قادر ہوتے تو انہیں کھاتے اور اس کی امثال کی گواہی دی گئی تو اندلس کے فقہا نے اس کے قتل اور اس کو سولی پہ لٹکانے کا فتوی دیا''۔

[۱۵]: جو شخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شکست ہوئی۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ پھر امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

قال القاضى أبو عبد الله بن المرابط:من قال إن النبى صلى الله عليه وسلم هزم يستتاب فإن تاب وإلا قتل لأنه تنقص۔ [الشفاء: ج۲ص ۲۱۹، السيف المسلول على من سب الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ص ۱۳۱]

''قاضی ابوعبداللہ بن المرابط نے فرمایا: جو شخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شکست ہوئی اس سے توبہ کا تقاضا کیا جائے اگر توبہ کرے ورنہ قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نقص کی نسبت کی ہے''۔

[۱۶]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کے ارادے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''تمہارا ساتھی'' کہہ کر یاد کرے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

قتل خالد بن الوليد رضى الله تعالى عنه من قال له عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم صاحبكم وعد هذه الكلمة تنقيصاله صلى الله تعالى عليه وسلم۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۴۷، ۸۴]

''جنابِ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلّق ''تمہارا ساتھی'' کہا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کلمہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ عالیہ کی تنقیص شمار کیا''۔

[۱۷]: جو شخص کسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا بتائے۔

خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من قال فلان اعلم منه صلى الله تعالى عليه وسلم فقد عابه ونقصه۔[نسيم الرياض ج۴ص ۵۳۳]

''جس شخص نے کہا کہ فلاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ جاننے والا ہے تو تحقیق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی''۔

[۱۸]: جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں زنا کرے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ان من زنا بحضرته كفر......لان هذاظاهرفى الاستخفاف فكان كفرا۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۲۱]

''بے شک جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں زنا کیا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ تحقیر میں واضح ہے لہٰذا کفر ہوگا''۔

[۱۹]: جو شخص بطورِ اہانت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ میں سے کسی عضو کی تصغیر بنائے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

من المكفرات لوصغرعضوا من اعضائه على طريق الاهانة۔ [الاعلام بقواطع الاسلام ص ۴۲]

''کفریات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ میں سے کسی کی بطورِ اہانت تصغیر بنائے''۔

[۲۰]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کی تصغیر بنائے۔

ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا:

فى شرح العباب قبيل باب الغسل قال......او صغر اسمه[اى فيكفر]۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۴۳]

''عباب کی شرح میں باب الغسل سے کچھ پہلے ہے کہ: یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کی تصغیر بنائے......یعنی کافر ہو جائے گا''۔

[۲۱]: جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیبت کرے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ ''شرح العباب'' کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

او اغتاب نبیا[ای فیکفر][الاعلام بقواطع الاسلام ص ۴۳]

''یا کسی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیبت کرے......یعنی کافر ہوجائے گا''۔

[۲۲]: جو شخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوسیدہ کپڑوں والے تھے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

قال......اوقال استخفافا النبی......خلق الثیاب[ای فقد کفر]۔ [الاعلام بقواطع الاسلام ص ۶۳]

''فرمایا: یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر کے طور پہ کہے: بوسیدہ کپڑوں والے......یعنی پس کافر ہوجائے گا''۔

[۲۳]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطورِ استخفاف بھوکا کہے۔

ابن حجر نے فرمایا:

قال......اوقال استخفافا النبی......جائع البطن[ای فقد کفر]۔ [الاعلام بقواطع الاسلام ص ۶۳]

''فرمایا: یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ سے استخفاف کے طور پہ کہے: بھوکے پیٹ والے......یعنی پس کافر ہوجائے گا''۔

[۲۴]: جو شخص کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت بھولتے تھے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

قال......اوقال استخفافا النبی......کثیر النسیان[ای فقد کفر]۔ [الاعلام بقواطع الاسلام ص ۶۳]

''فرمایا: یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی تحقیر کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت بھولنے والا کہے......یعنی تحقیق کافر ہوجائے گا''۔

[۲۵]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال ہوتے ہوئے کسی ایسے شخص کو گالی دے جس کا نام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے کسی پر ہو۔

ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

الفصل الثالث فیما یخشی علیہ الکفر]اذا شتم رجلا اسمہ من اسماء النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فقال یاابن الزانیۃ وھوذاکر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔[الاعلام بقواطع الاسلام ص ۳۴]

''تیسری فصل ان کلمات کے بیان میں جن میں کہنے والے پہ کفر کا اندیشہ ہے: جب ایسے شخص کو گالی دے جس کا نام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے کسی پہ ہو پس اسے کہے: اے زانیہ کے بیٹے۔ حالانکہ اس کے ذہن میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال بھی ہو''۔

[۲۶]: ایسے محمد نامی شخص کو گالی دے جس کی کنیت ابوالقاسم ہو جب کہ اس کے ذہن میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال ہو۔

البحر الرائق اور مجمع الانھر میں ہے:

یکفر......بشتمہ رجلااسمہ محمدو کنیتہ ابو القاسم ذاکر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔[البحر الرائق ج ۱ ۳ ص ۸۷۴، مجمع الانھر شرح ملتقی الابھر ج۴ص ۱۰۴]

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال ہوتے ہوئے ایسے شخص کو گالی دینے سے جس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم ہو کافر ہوجائے گا''۔

[۲۷]: جو شخص سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے۔

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وکذلک الخرقی أطلق القول بأن من قذف أم النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی ابویہ وسلم قتل مسلماً کان أو کافراً۔[الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ج ۲ ص ۷]

''ایسے ہی خرقی نے مطلقاً فرمایا کہ جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو تہمت لگائے تو اسے قتل کردیا جائے چاہے مسلمان ہو یا کافر''۔

ایک ورق بعد کہا:

قال القاضی فی ''الجامع الصغیر'':ومن سبَّ أُمَّ النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قُتل۔[الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ج ۲ ص ۸]

''قاضی نے جامع صغیر میں کہا: اور جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو گالی دے اسے قتل کردیا جائے''۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

من قذف ام النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فھوساب لانہ طعن فی نسبہ۔[السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ص ۴۳۱، ۳۳۱]

''جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائے تو وہ بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب میں طعن کیا''۔

[۲۸]: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے کسی کو تہمت لگائے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام

پیرس کے مبارک حملوں سے متعلق شیخ نصر بن علی الآنسی کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً (الاحزاب:۵۷)

''جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لایؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں''۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر!......امابعد!

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (الاحزاب:۲۳)

''مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنھوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اُسے سچّا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی''۔

بلاشبہ وہ سچے تھے......اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی سچّائی کی گواہی دی، ہمارا اُن کے بارے میں یہی گمان ہے......[عربی اشعار کا ترجمہ]

میری روح اور مال قربان ہو چکے
ان شہسواروں پر جنھوں نے اپنے ناموں کو زندگی بخشی
وہ مجاہد جو موت کو خوشی سے گلے لگاتے ہیں
جب جنگ اپنے عروج پر ہوتی ہے
نہ تو وہ احسان کے بدلہ میں برائی پر نہیں اترتے
نہ ہی وہ رحم کے جواب میں ظلم کرتے ہیں
نہ اُن کا حوصلہ کبھی ماند پڑتا ہے
چاہے اُنہیں بار بار جنگوں سے نبرد آزما ہونا پڑے

ان بدکردار کافروں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی! یہ اپنے کفر پر جمے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کے دوست اور اُس کی مخلوق میں سے افضل ترین ہستی محمد بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی......اس بدترین توہین پر امت مسلمہ بیدار ہوگئی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پہ غیض وغضب سے دھاڑی......اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجائیں اور دعائیں کیں اور اس کی مدد کے ساتھ کفار سے انتقام لیا! اگر اللہ چاہتا تو بلاشبہ وہ اس پر قادر ہے کہ ان کفار سے خود انتقام لیتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا حلم اور حکمت ہے کہ وہ دوسروں کے ذریعہ ہمیں آزماتا ہے......اور اس لیے بھی کہ وہ جانتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بن دیکھے حامی ومددگار ہے......جب ان جوانوں کے ذمہ یہ مبارک کام لگایا گیا تو انہوں نے فوراً سے بیشتر اس کی حامی بھری......انہوں نے وعدہ کیا اور اُس کو پورا بھی کر دکھایا......بے شک اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈک بخشی اور ان کے دلوں کا غم وغصہ ختم کیا۔

اے ہماری محبوب امت مسلمہ! تمہیں اُس انتقام کی مبارک ہو جس نے ہمارے سینوں کو راحت بخشی ہے......اے بہادرو! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے ذلت کی گرد کو اُڑا دیا اور شکست وغم کے اندھیروں کو عزیمت وعظمت کی مشعل سے روشنیوں میں بدل دیا......صلیبی صیہونی اتحاد کی طرف سے ہماری امت پر لاتعداد عسکری، معاشی، تہذیبی اور اخلاقی حملوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور شدید حملہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین پر حملہ ہے......اللہ کی قسم! اگر ہم ان دونوں حرمتوں کو کھو دیں تو ہم باقی ہر شے کو کھو دیں گے اور اگر ہم نے ان کا دفاع کیا تو باقیوں کا بھی دفاع کر لیں گے......یہی تو ہمارے لیے عظمت وذلت کا معیار ہے......

ائمۃ الکفر کو ان واقعات کے بعد اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے، آپ نے دیکھا نہیں کہ کیسے وہ سب جمع ہوئے، ریلی نکالی اور ایک دوسرے کی حمایت کی اور ایک دوسرے کی خامیوں اور زخموں پر پردے ڈالتے رہے......لیکن ان کے زخم ٹھیک ہونے والے نہیں اور نہ ہی یہ کبھی مندمل ہو پائیں گے......چاہے وہ پیرس ہو، نیویارک ہو، واشنگٹن اور لندن ہو یا سپین ہو یا امت مسلمہ کی عظمت وتفاخر کا نشان فلسطین ہو......ان کے اس اجتماع پر غور تو کیجیے......یہ سب وہی ہیں جو افغانستان، شیشان، غزہ، شام، عراق، یمن اور صومالیہ پر ہم سے لڑ رہے ہیں......

انہیں غور سے دیکھئے! یہی فرانس ہے جو امریکہ کے تمام جرائم میں پوری طرح شریک ہے......یہی فرانس ہے جس کے جرائم کی طویل فہرست مالی اور مغرب الاسلامی میں مرتب کی جا رہی ہے......یہی فرانس ہی جو وسطی افریقہ میں مسلمانوں کی نسل کشی کی حمایت کرتا ہے...... یہ شیطان کے حامیوں کا گروہ ہے، یہ اللہ کے دشمنوں کا گروہ ہے، یہ نبی صلی اللہ علیہ کے دشمنوں کا گروہ ہے......

اے امت مسلمہ! یہ اس جنگ کا انتہائی اہم اور تاریخی موڑ ہے، جس کے دوررس نتائج بھی ہیں......بلا شبہ ہمیں اپنے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت میں اُس سے کہیں زیادہ متحد ہونا ہے جس قدر کفار اپنے کفر اور گستاخیوں میں متحد ہونے کا پرچار کر رہے ہیں...... یہ حملہ کرنے والے ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے اپنی زندگیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربان کر دیں......اے امت مسلمہ! اب ہمارے لیے کیا لائحہ عمل ہے؟؟ ہمارے لیے صرف یہی راستہ اور لائحہ عمل ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے دین اور اپنی امت کی حمایت و نصرت کے لیے کمربستہ ہو جائیں...... ہر کوئی اپنی قابلیت، صلاحیت اور طاقت اس میدان میں پیش کر دے، یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے......حق و باطل کا یہ معرکہ بلا شبہ قیامت تک جاری رہے گا...... یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوگی......

> ہم نے یہ کارروائی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے تحفظ کے لیے اپنے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے حکم پر انجام دی، جو کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی وصیّت پر عمل بھی تھا......اس کارروائی کے ذمہ داران سے معاملات کا انتظام شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے کیا۔ شیخ العولقی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں بھی اور یقینی طور پر شہادت کے بعد بھی مغربی و صلیبی اتحاد کو نقصان پہنچایا ہے۔

اے امت کے جوانو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر کھڑے ہو جاؤ۔ اپنی زندگیوں کی پرواہ مت کرو بالکل اُسی طرح جس طرح تمہارے اسلاف نے اپنی زندگیوں کی پرواہ نہیں کی تھی......انتہائی بے دردی سے بہائے جانے والے مسلم خون کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہو جاؤ! پامال کی گئی عصمتوں کے انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہو! اس قرآن کی بے حرمتی کا بدلہ لینے کی ٹھانو کہ جس کی تلاوت سے دلوں کو آباد کرتے ہو!

اے امت کے جوانو! ان خبثا کی خباثت اور ناحق بہائے خون مسلم کو مت بھولو! ذبح کیے گئے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو مت بھلاؤ! کافروں نے خباثت کی انتہا کرتے ہوئے جو عصمتیں پامال کیں، اُنہیں مت بھلانا! انہوں نے اپنی اندھی نفرت میں اوراق قرآنی کو پھاڑا اور روندا......اسے مت بھلانا! اے مسلم نوجوانو! اپنے دین کی حفاظت کرو، اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لو! آؤ! کہ اپنے اعلیٰ وارفع منہج کو اپناتے ہوئے راستے میں آئے ہر جھوٹے نظریے کا انکار کریں......آؤ! کہ تاریخ کو گواہ بنا لیں کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے منحرف نہیں ہوئے......

امت کے مظلوم نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اُس واحد لاشریک سے مدد مانگنی چاہیے، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''فتح مظلوم کی دعاؤں سے ملتی ہے''......ہم اُن کو ایک ایسے جہاد کی طرف بلاتے ہیں جس کی راہ آسان ہے......

مسلمانو! ہم تم کو ''خاموش قتال'' کے ذریعے سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کی طرف بلاتے ہیں...... ''خاموش قتال'' کیا ہے؟ یہ بائیکاٹ اور مقاطعہ کرنا ہے......اللہ کے دشمنوں کو آرام سے مغلوب بناؤ اور بنا کسی شور کے اُن کو ختم کرو، ان کی اشیا کا بائیکاٹ کر کے آپ انہیں تھکا سکتے ہیں اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا ثواب بھی حاصل کر سکتے ہیں......ہم آپ کو اپنے ان مسلمان بھائیوں کی مدد کی بھی دعوت دیتے ہیں جو مہاجر کیمپوں میں سردی سے ٹھٹھر کر مر رہے ہیں......

مغربی عوام کے نام ھمارا پیغام:

تمہاری حکومتوں کی طرف سے آزادی اظہار اور آزادی صحافت کے نام پر سازشوں کے نتائج سے، ہم تمہیں خبردار کر چکے ہیں! برائی پھیلانے، اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے اور ہمارے دین کو پر طعن کرنے کے علاوہ باقی مواقع پر یہ آزادی محدود کر دی جاتی ہے۔ وہ لوگ جو توحید اور بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اُن کے معاملے میں ان (میڈیا اور حکومتوں) کی خواہشات یکسر بدل جاتی ہیں......ایسے لوگوں کو دہشت گرد اور یہود دشمن کہا جاتا ہے......ہولوکاسٹ پر بات کرنے یا لکھنے کی پابندی اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے......اس سے قبل شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تمہیں ان الفاظ میں خبردار کر چکے ہیں کہ:

> ''اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو......حقیقی جواب وہ ہوتا ہے جو آنکھوں دیکھا ہو نہ کہ کسی سے سنا ہو''۔

لیکن تمہاری حکومتوں نے شیخ رحمہ اللہ کی بات تمہارے کانوں تک پہنچنے نہیں دی......تمہاری حکومتیں اور بھی سرکش ہو گئیں اور ان گستاخ کارٹونسٹ، ڈائریکٹرز اور صحافیوں کی حفاظت اور پشت پناہی سے نہ رُکیں......اللہ کے فضل سے مجاہدین نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لے لیا! انہوں نے مقدسات اسلامی اور شعائر اسلام پر رکیک

حملے کرنے والوں کو اپنی کارروائی سے پیغام دے دیا!

ہم تم کو پھر خبردار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری مقدسات کی گستاخی سے بازآ جاؤ......مسلمانوں کا خون بہانے سے باز آجاؤ،ہماری زمینوں سے نکل جاؤ،ہمارے وسائل کولوٹنا بند کردو......اگرتم اب بھی باز نہیں آئے تو اللہ کی قسم! ہماری جانب سے آنے والے سانحوں اور دہشت کی امید لگائے رکھو! تم امن اور استحکام کی خواہش کرو گے لیکن تم ہمارے مجاہدین اور فدائین کی وجہ سے امن واستحکام حاصل نہیں کرسکو گے، ان شاء اللہ۔

تمہاری حکومتیں اور بھی سرکش ہوگئیں اور ان گستاخ کارٹونسٹ، ڈائریکٹرز اور صحافیوں کی حفاظت اور پشت پناہی سے نہ رُکیں......اللہ کے فضل سے مجاہدین نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لے لیا! انہوں نے مقدسات اسلامی اور شعائر اسلام پر رکیک حملے کرنے والوں کو اپنی کارروائی سے پیغام دے دیا!

معرکہ پیرس:

ہم القاعدہ فی جزیرۃ العرب، پیرس کی کارروائی کی ذمہ داری بطور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے انتقام کے قبول کرتے ہیں! ہم امت پر واضح کرتے ہیں کہ ہماری تنظیم نے اس ہدف کو منتخب کیا، اس کا منصوبہ بنایا اور اس کے لیے وسائل فراہم کیے......ہم نے یہ کارروائی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے تحفظ کے لیے اپنے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے حکم پر انجام دی، جو کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی وصیت پر عمل بھی تھا......اس کارروائی کے ذمہ داران سے معاملات کا انتظام شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے کیا۔ شیخ العولقی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں بھی اور یقینی طور پر شہادت کے بعد بھی مغربی وصلیبی اتحاد کو نقصان پہنچایا ہے۔

وہ اس دنیا اور آخرت میں سرفراز ہوئے

میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ عمل بہترین اعمال میں سے ہے

اس مبارک عملیہ کو اسلام کے دو مجاہدین شریف کواشی اور سعید کواشی نے سرانجام دیا (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لیں)......یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی تھی کہ یہ کارروائی اور مجاہد بھائی احمد کولیبالی رحمہ اللہ کی کارروائی اتفاقاً ایک ہی وقت میں ہوئیں......ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب کی شہادت کو قبول فرمائے اور ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شامل فرمائے......اس کارروائی کے نتیجے میں گستاخ اخبار کے کارٹونسٹ، کارکن اور محافظ ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مردار ہونے والوں میں ایک مجلّہ انسپائر کی ''مطلوبہ افراد کی فہرست'' میں تصویر اور نام کے ساتھ موجود تھا......تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں یہ توفیق مرحمت فرمائی!

یا اللہ! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام میں بہترین اجر عطا فرما۔

یا اللہ! ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے راستے سے ہٹنے مت دیجیے۔ اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شرکت کی توفیق سے نوازیں......

اے اللہ! ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے جام کوثر کے ذریعے اپنی پیاس بجھانے کی سعادت نصیب فرمائیے، اور ہمیں جنت میں داخل ہونے تک اُن سے الگ نہ کیجیے گا......

اے اللہ! دین کی اس کتاب کی، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مومنین کی نصرت فرمائیں

اے اللہ! جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، اُس کی زبان گنگ کر دیجیے، اُس کے اعضا کو شل کر دیجیے اور اُس کو باقیوں کے لیے نمونہ عبرت بنا دیجیے، آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: دربار رسالت میں بے ادبی!

امام سبکی، قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کرتے ہیں:

اماغير عائشة من ازواج النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم قال القاضى عياض فيمن يسبهاقولين احدهمايقتل لانه سب النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم بسبب حليلته والآخر انهاكسائر الصحابة يجلد حد المفترى قال وبالقول الاول اقول۔[السيف المسلول على من سب الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم ص ۴۳۱]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے بارے میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو انہیں گالی بکے اس کے بارے میں دو قول ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطے سے گالی دی، اور دوسرا قول یہ ہے کہ [اگرچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والے کی سزا قتل ہے مگر] دیگر ازواج مطہرات دیگر صحابہ کی طرح ہے لہٰذا ایسے شخص پر افترا کرنے والے کی حد جاری کی جائے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور میں پہلے قول کے مطابق کہتا ہوں [یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے کسی کا تہمت لگانے والا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہے''۔

☆☆☆☆☆

صلیبی مغرب کی گستاخی......قدم گھروں سے نکالنے کا جواز تم کو بلا رہا ہے

مصعب ابراہیم

کائنات کے سردار، حبیب رب العالمین، شفیع المذنبین، سرور دو عالم، سراج منیر، فخر موجودات، سید الاولین والآخرین، وجۂ قرارِ عالمین، امام الانبیاء والرسل، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، آقائے نامدار، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی وولدی) کی ذات مبارکہ ایک بار پھر انسانیت کی تلچھٹ اور زمین کا بوجھ قرار پانے والے ملعون یہود و نصاریٰ کی اہانت، استہزا اور تمسخر کی زد میں ہے۔ وہن کے مارے امتیو! نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں اہانت اور گستاخی جیسا جرم عظیم کر کے یہ بندروں اور خنزیروں کی اولاد چین اور سکون سے رہے......یقین مانو کہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ زمین و آسمان پھٹ جائیں، نظامِ کائنات تلپٹ ہو جائے اور زمین کا پیٹ تمہیں اپنا اندر سمو لے......

؎ تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری حرمت کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ تم اس ذلیل اور بے وقعت دنیا میں اتنا غرق ہو گئے......اس قدر محو ہو گئے کہ تمہاری قیمتی ترین متاع، تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کفار بار بار رکیک حملے کرتے ہیں......کبھی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے تراشے جاتے ہیں......کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو فلموں کا موضوع بنایا جاتا ہے......اور اس سب کے باوجود کفار تمہارے ملکوں اور سرزمینوں میں دندناتے پھرتے ہیں......اُن کے قلعہ نما سفارت خانے، اُن کی این جی اوز کے عالی شان دفاتر قائم و دائم رہتے ہیں، تمہارے ملک کے طول و ارض کو روند کر اُن کی افواج کے لیے 'سامانِ زندگی' مہیا کیا جاتا ہے، وہ پورے کر و فر سے تمہارے اوپر حکومت کرتے اور تمہارے ہی سیکورٹی اداروں کے تحفظ میں رہتے ہوئے اپنے خسیس عزائم پر عمل پیرا رہتے ہیں...... تمہاری ایک متعدبہ تعداد اُن ممالک میں موجود ہے جہاں یہ رذیل اور ناپاک جسارتیں آئے روز دہرائی جاتی ہیں لیکن تم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر جان وار دینے کا عہد کر کے ان شیاطین کی گردنوں کو مارنے کا عہد کیا ہو؟

قرآن کریم ہمارے سامنے کھول کھول کر کفار کی ان گھٹیا، نیچ اور کمینگی کی حد تک گری ہوئی حرکتوں کو بیان کرتے ہوئے، ان کفار کا انجام بتاتا ہے......

وَلَقَدِ اسْتُهْزِءَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُواْ مِنْهُم مَّا كَانُواْ بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ(الانعام: ۱۰)

''اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں۔ سو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو تمسخر کی سزا نے آگھیرا''۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِءَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُواْ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ(الرعد: ۳۲)

''اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں تو ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر پکڑ لیا۔ سو (دیکھ لو کہ) ہمارا عذاب کیسا تھا؟''۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِءَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُون(الانبياء: ۴۱)

''اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزا ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں تمسخر کیا کرتے تھے، ان کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اڑاتے تھے آگھیرا''۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ(لحجر: ۹۵)

''ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزا کرتے ہیں کافی ہیں''۔

کفار کے اسلام سے عداوت، بَیر اور کینہ کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اللہ رب العزت نے ان خبثا کا علاج بھی بیان فرمایا ہے:

وَإِن نَّكَثُواْ أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُواْ فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُواْ أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لاَ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ(التوبة: ۱۲)

''اور اگر یہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو (ان) کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں''۔

فَاضْرِبُواْ فَوْقَ الأَعْنَاقِ وَاضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍOذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال: ۱۲، ۱۳)

''تو ان کے سر (مار کر) اڑا دو اور اس کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے''۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (الانبياء:۱۸)

''(نہیں) بلکہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور باطل اسی وقت نابود ہو جاتا ہے اور جو باتیں تم بناتے ہو ان سے تمہاری خرابی ہے''۔

چند سال قبل فرانسیسی ہفت روزہ 'چارلی ہیبڈو' کے ایک ایڈیشن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کیے گئے ہیں۔ان خاکوں کو تراشنے والے ملعون نے کہا کہ ''ان خاکوں سے ان لوگوں کو دھچکا لگے گا جو دھچکا لگنے کے خواہش مند ہوں گے''۔ان خاکوں کی اشاعت کے بعد جماعۃ القاعدۃ الجہاد نے مذکورہ میگزین کے ایڈیٹر ان چیف اسٹیفین چاربونیر کو ''مطلوب ترین افراد'' میں شامل اور القاعدہ جزیرۃ العرب نے اپنے انگریزی مجلّے 'انسپائر' میں ''Most Wanted'' کی فہرست میں اس ملعون کو شامل کر کے اس کی تشہیر بھی کی......مذکورہ بالا آیات میں دیے گئے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے کواشی برادران رحمہما اللہ نے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا طریقہ امت کے سامنے آج کے دور میں بھی واضح اور غیر مبہم انداز میں پیش کر دیا ہے۔شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں اس رسالے کے ملعون ایڈیٹر اور خاکہ نگاروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لینے کے لیے منصوبہ بندی کی اور شہید کواشی برادران کی اس عملیہ کے لیے تشکیل کی......

سعید کواشی شہید اور شریف کواشی شہید رحمہما اللہ نے اپنی تشکیل کے بعد اس مبارک عملیہ کی تکمیل کے لیے تقریباً ۴ سال صبر وثبات سے فرانسیسی معاشرے میں گزارے......اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ توفیق تھی کہ ان بھائیوں نے کہ فرانس جیسے فساد زدہ شیطانی معاشرے میں اپنے ایمان وایقان کی حفاظت کا حق ادا کیا،اپنے مقصد سے روگردانی کی اور نہ ہی اپنے ہدف کو نظروں سے اوجھل ہونے دیا......بالآخر ۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو یہ دونوں سعید اور شریف بھائی' اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا استہزا اڑانے والوں کی گردنوں پر سوار ہو گئے اور مذکورہ میگزین کے منحوس ایڈیٹر اور چاروں ملعون خاکہ نگاروں کو واصل جہنّم کر دیا......یہ مجاہد بھائی عملیہ کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اعلان بھی کر رہے ہیں کہ ''ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لے لیا!''......

یہ آگے کی تاریخ میں لکھا جائے گا کہ جب مسلمان کاٹ کھانے والی اور بدترین جبر کے دور سے گزر رہے تھے اور بے بس تھے......ان کے جہاز اور ٹینک اور اسلحہ ان کے دشمنوں کے بجائے ان ہی کے خلاف استعمال ہو رہا تھا تو ایسے میں کچھ ایسے بھی تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور اس امت کے دفاع کے لیے آخری حد تک چلے گئے اور عین بھرپور جوانی میں اپنا جسم قربان دیا......یہ 'وہن' کے مارے ہوؤں سے ہر لحاظ سے بہتر ہیں،خوب صورتی میں، اخلاق میں،کردار میں، اعمال میں...... انسان ہونے کے ناتے اس عین جوانی میں ان کی بھی بہت ساری خواہشات ہو سکتی ہیں لیکن یہ یہی جوانی اس امت کے تحفظ کے لیے قربان کر دیتے ہیں...... بلاشبہ یہ دونوں بھائی اسم بامسمّیٰ تھے...... کائنات کی سب سے عظیم سعادت سے بھی بہرور ہوئے اور ایسی عزت وشرف کے بھی مستحق ٹھہرے جس کا تصور بے ثبات وبے مایہ دنیا کی رنگینیوں کے اسیروں کے واہمہ وخیال میں بھی نہیں آسکتا!

ملک بھر میں موجود ہر امریکی اور فرانسیسی اڈہ، ہر امریکی اور فرانسیسی سفارت خانہ وقونصل خانہ،مغربی سفارتی وغیر سفارتی عہدے دار وملازمین،مغربی شہری،یورپی اور امریکی ملازمین (چاہے وہ پاکستانی شہری ہی کیوں نہ ہوں)،نیٹو اور امریکہ کے ساتھ اس جنگ میں تعاون کرنے والے،تمام امریکی اور صلیبی مفادات ،کمپنیز اور ادارے جو یورپ اور امریکہ سے تعلّق رکھتے ہیں،امریکی کنٹینرز افغانستان لے جانے والے ٹرک ڈرائیور،امریکی اور یورپی سفارت خانے کی حفاظت کرنے والے (خواہ وہ پاکستانی سکیورٹی ایجنسیز کے ہوں،چاہے پولیس یا کسی بھی ادارے سے تعلّق ہو)،امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے کسی بھی قسم کا تعاون کرنے والے اشخاص،ادارے،پاکستان میں موجود تمام غیر ملکی این جی اوز کے نمائندے......اب ہر باغیرت اور دل میں حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن رکھنے والے مسلمان کا ہدف ہونا چاہئیں!!!

ان دونوں مجاہد بھائیوں نے ۳ دن تک فرانس بھر کی سیکورٹی فورسز کو تگنی کا ناچ نچایا......۸۸ ہزار سیکورٹی اہل کاران دونوں مجاہد بھائیوں کے تعاقب میں رہے اور یہ دونوں جری اور جواں مرد جدید ترین حربی ٹیکنالوجی سے لیس ۸۸ ہزار کی فوج سے لڑتے رہے......اور ۹ جنوری کو شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے...... پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جاں نثاروں کے جسد ہائے خاکی کو ایک ہفتے بعد نامعلوم مقام پر سپرد خاک کیا گیا......ان مبارک شہدا کی قبریں بلاشبہ خفیہ رکھی گئیں لیکن ایمانی بصیرت وبصارت والے ان کے مقام اور درجات سے تو بے خبر نہیں!ان کی قبروں کے لیے ''گم شدہ'' کا لیبل لگانے والے اُن قبروں کے اندر حور وقصور کے مناظرِ جنت پر بھی پابندی لگا سکتے ہیں؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ان فداکاروں کو جس طرح بانہیں پھیلا کر سینہ مبارک سے لگا کر بھینچا ہو گا اور 'افلح الوجوہ' کا مژدۂ جاں فزا سنایا ہو گا اُس کے بعد تو قبریں معلوم ہوں یا نامعلوم......سعادت اور خوش بختی کے سارے قرینے مکمل ہو گئے اور یہ شہدا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سکینت،اطمینان،

راحت اور رحمت کی ابدی زندگی سے سرفراز ہو گئے......

اس سارے معاملے کو پاکستانی ذرائع ابلاغ نے ثانوی حیثیت ہی دی...... ان ٹی وی چینلوں کے لیے کسی ہندو میراثی کا مرنا، فلمی جوڑوں کی شادیاں، کرکٹ مقابلوں کی رنگا رنگی اور ایسے ہی لا یعنی، فضول اور دین بے زار مواقع تو اس قابل ہیں کہ اُن کے لیے خصوصی ٹرانسمیشنز اور بھرپور کوریج کا اہتمام ہو لیکن حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ آجائے، پوری دنیا کے غیرت مند مسلمانوں کے دل پھوڑے کی طرح دُکھ اور تکلیف کے آزار میں مبتلا ہوں......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سپاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو کاٹ کر رکھ دیں......میڈیا کی ترجیحات میں یہ شامل نہیں کہ ''انتہا پسندی'' کو فروغ دیا جائے، کفار کی دسیسہ کاریوں کو کھُل کر بیان کیا جائے اور دین کے حوالے سے کسی بھی جذبے کی آبیاری کی جائے۔

کفر کے تمام سردار اور اُن کی قوتیں پیرس میں اکٹھی ہوئیں اور فرانسیسی صدر 'اولانڈ' کے الفاظ کو دہراتے ہوئے چیختے رہے ہیں'' دنیا سن لے کہ ہم سب چارلی (گستاخ کارٹونسٹ) ہیں، ہمیں توہین کی آزادی ہے اور ہمارا قلم نہیں رکے گا''......

اے زمین کے بوجھو! اگر تم سب کو چارلی کہلانے پر فخر ہے تو یاد رکھنا کہ یہ امت کبھی بانجھ نہیں ہوگی! اگر تمہارا قلم نہیں رکے گا تو ہماری تلوار بھی نہیں رکے گی اور خدا کی قسم! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اگر اس دنیا کا امن کیا پوری دنیا تہہ و بالا ہو جائے تو ہو جائے!......ہم اس جنگ کو اپنی سرزمینوں میں بھی لڑیں گے اور تمہارے گھروں میں بھی! اگر تمہاری مائیں چارلی پیدا کرتی رہی تو ہماری مائیں سعید اور شریف پیدا کرتی رہیں گی!......تمہاری مائیں تمہاری زندگی کی دعائیں کرتی ہیں، ہماری مائیں ہماری شہادت کی دعائیں کرتی ہے

مجاہدین کا اول دن سے یہ موقف ہے کہ جنگ تیل پر قبضے کی جنگ ہے نہ وسائل ہتھیانے کی جنگ...... بلکہ یہ جنگ عقائد کی جنگ ہے......نصاریٰ کی صلیبی ذہنیت اور یہودیوں کی ازلی وفطری عداوتِ اسلام کے یکجا ہونے پر وجود میں آنے والا صلیبی و صیہونی اتحاد' اسلام اور اہل اسلام کے خلاف تاریخ انسانی کی طاقت ور ترین عسکری قوتوں کو مجتمع کر کے امتِ مسلمہ پر ٹوٹ پڑا......صلیب اور اسلام کے اس معرکے کا عنوان ہی عقائد اور نظریات ہیں......مجاہدین کے اس دعوے کے ثبوت' اہلِ کفر کے عوام وخواص نے از خود مہیا کیے ہیں۔ ہر چند ماہ بعد کسی نہ کسی انداز میں مسلمانوں کے مقدسات، دین اسلام کے شعائر کریمیہ اور ہمارے ایمان و ایقان کی بنیادوں پر حملے کیے جاتے ہیں......قرآن مجید کی بے حرمتی، مساجد، حجاب اور داڑھیوں کے خلاف مہم اور اُن کی تضحیک، حرمین شریفین پر بم باری کی منصوبہ بندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی حرمت پر ہاتھ ڈالنا......یہود و نصاریٰ کے یہ وہ جرائم ہیں جن کی کوئی معافی ہے نا تلافی...... کچھ ناسمجھ مسلمان اب بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں......لیکن یاد رکھیے! کفار نے اسلام کی بنیادوں پر وار کیا ہے......اسلام کی ظاہری عمارت (نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج) بھی اُن کا ہدف ہے لیکن جب بنیادیں ہل جائیں تو عمارت کو ڈھانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

یہاں کے کچھ مداہنت پسند اور کفر سے مرعوب 'دانش فروش' اب ''مسلمانوں کی مصیبتوں'' پر کڑھ رہے اور غم کے پتلے بنے بیٹھے ہیں......ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ مسلم خون تو کئی صدیوں سے اور تین صدیوں سے تو مسلسل بہہ رہا ہے......کیا اٹھارہ سو ستاون کے بعد جو ندیاں بہہ گئیں اور اس سے بھی پہلے بغداد اور غرناطہ میں وہ سب بھی کسی'' پیرس حملے'' کا نتیجہ تھا؟ کیا مسجدِ اقصیٰ جو آٹھ دہائیوں سے یہود کے پنجہ میں ہے، کسی 'سعید اور شریف' کے ''غیر قانونی عمل'' کے نتیجے میں مسلمانوں سے چھینی گئی؟ کیا عراق اور افغانستان میں لاکھوں مسلمان بچے، خواتین، جوان اور بزرگ'' چارلی ہیڈو'' پر حملے کے ''مجرم'' تھے؟؟؟

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی وولدی) کی محبت، حرمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے......اگر کوئی کافر اس بنیاد پر حملہ کرتا ہے تو اُسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرنا، دراصل ایمان جیسی نعمتِ کبریٰ سے ہاتھ دھونے اور دست برداری کا اعلان کرنے کے مترادف ہے......لہٰذا ہمیں کوئی ''عقل مند'' پرامن رہنے کا سبق نہ پڑھائے، 'مصلحت اور حکمت' کے تقاضے سمجھانے کی کوشش نہ کرے، بقائے باہمی اور تقارب ادیان کے باطل اصول ونظریات ہمارے سامنے بیان نہ کرے......خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے گستاخ رسول کا حکم دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا:

ما بقاء الامّة بعد شتم نبيّها ؟

''اس امت کے باقی رہنے کا کیا جواز ہے کہ جس کے نبی کی توہین کر دی جائے؟''

صلیبیوں پر اللہ کا غضب نازل ہو' ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر ان کے غلیظ ہاتھ وار کر رہے ہیں، اُن کے تقدس کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، اُن کی رحمتوں بھری ذات پر زبانِ طعن دراز کی جارہی ہے اور ہمیں محض احتجاج کرنے، نعرے لگانے، غصّے سے مٹھّیاں بھینچنے، پرامن ریلیاں، مارچ اور جلسے جلوس منعقد کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے...... ہرگز نہیں!!! محمد بن مسلمہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ، عمیر بن عدیؓ، نورالدین زنگیؒ، غازی علم دین شہیدؒ، غازی عبدالقیوم شہیدؒ، عامر چیمہ شہیدؒ، محمد البوبیری (فک اللہ اسرہ)، ابوالبراء الحجازی شہیدؒ، ابوحمزہ المکی شہیدؒ، ابوغریب المکی شہیدؒ، شریف کواشیؒ اور سعید کواشیؒ کے کردار ہمارے لیے راہِ عمل کا تعیین کر رہے ہیں۔

ڈنمارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع ہونے کے بعد خوست میں صلیبی مرکز پر فدائی کارروائی کر کے دسیوں صلیبیوں کو ہلاک کرنے والے ابوالبراء حجازی کے یہ الفاظ (جو اُنہوں نے شہیدی کارروائی پر جانے سے عین پہلے کہے) ہمارے

لیے کافی ہیں:

''اے بھائیو! اللہ کی قسم یہ حقیر ترین چیز ہے جسے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہے ہیں اور اپنی جانوں کو قربان کر رہے ہیں تاکہ اللہ عزوجل ہم سے راضی ہو جائے۔ یہ کارروائی ان شاء اللہ اُن لوگوں سے انتقام ہوگا جنہوں نے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں ثابت قدم رکھے اور ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نعمتوں بھری جنت میں اکٹھا فرما دے۔ اللہ کی قسم! کیا اس سے بدتر بھی کوئی ذلت ہوگی؟ ذرا دیکھیے! یہ کس حد تک جا پہنچے...... اِنہوں نے پہلی مرتبہ جرأت کی لیکن جب مسلمان بیٹھے رہے تو دشمن جان گیا کہ اِن میں کوئی مرد نہیں...... اے بھائیو! اب تک ہم نے کیا کیا؟ لیکن اللہ کی قسم! اب ہم اللہ کے حکم سے اِنہیں دِکھا دیں گے کہ اس دین کے دفاع کے لیے جواں مرد موجود ہیں اور اُنہوں نے یہ توہین کر کے اپنے ہی حق میں برا کیا ہے...... اللہ کی قسم! پہلے مجھ میں شہیدی حملے کا شوق اتنا قوی نہ تھا لیکن جب سے اِنہوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے اور توہین آمیز خاکے شائع کرنے کی جسارت کی...... جنت کی رغبت اور شہیدی حملے کا شوق قوت پکڑ گیا ہے۔ میں تمام مسلمان بھائیوں کو، مجاہدین اور غیرِ مجاہدین کو ترغیب دلاتا ہوں کہ شہیدی حملے کریں۔ اللہ کی قسم! ان قربانیوں کے بغیر کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہم ہلاک ہوں اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں اور ویسے بھی اب تو کچھ کر دکھانے کا وقت ہے، باتوں کا نہیں...... لوگوں نے تو صرف قصیدے لکھے اور شعر کہے لیکن ہم ان شاء اللہ اس راہ میں کچھ کر کے دکھائیں گے''۔

اے پاکستان میں بسنے والے مسلمانو! تم کتنی دیر جی لو گے؟ آخر ایک دن تو مرنا ہے نا! پھر ایسی زندگی کا کیا حاصل جس کے ہوتے ہوئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی جائے...... گنبدِ خضریٰ سے تو آج بھی پکار آ رہی ہے من لی بھذا خبیث کیسے خوش قسمت ہیں وہ جو اس پکار کو سننے کے بعد اپنی جانوں سے گزر جاتے ہیں اور بدلے میں حوضِ کوثر پر ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے جام نوش کرتے ہوئے یہ اعزاز بھی پائیں گے، جب ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں جام عطا کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ افلح الوجوہ!!! کامیاب ہو تمہارا چہرہ!!! سبحان اللہ! اس کامیابی پر اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی و مسرت پر دنیا جہان کے عیش قربان کرنا کوئی مہنگا سودا ہے کیا؟

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

شیخ انور العولقی شہیدؒ نے بڑی پیاری بات فرمائی تھی کہ:

''ہم کتنے متفکر ہیں ناموسِ رسالت کی حفاظت اور گستاخانِ رسول کو انجامِ بد تک پہنچانے کے لیے؟ ذرا موازنہ تو کریں اپنی فکر اور تڑپ کا صحابہ کرامؓ اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی اس معاملے میں فکر اور تڑپ سے...... تو حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے بلند بانگ دعووں کی قلعی کھل جاتی ہے''۔

کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اہلِ پاکستان، شیخ اسامہ شہیدؒ کے ان الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی سعی و جہد کریں، جو اُنہوں نے صلیبی مغرب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس وقت کہے تھے جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کیے گئے تھے:

''تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں...... لہٰذا اب ہمارا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں''۔

ملک بھر میں موجود ہر امریکی اور فرانسیسی اڈہ، ہر امریکی اور فرانسیسی سفارت خانہ و قونصل خانہ، مغربی سفارتی و غیر سفارتی عہدے دار و ملازمین، مغربی شہری، یورپی اور امریکی ملازمین (چاہے وہ پاکستانی شہری ہی کیوں نہ ہوں)، نیٹو اور امریکہ کے ساتھ اس جنگ میں تعاون کرنے والے، تمام امریکی اور صلیبی مفادات، کمپنیز اور ادارے جو یورپ اور امریکہ سے تعلّق رکھتے ہیں، امریکی کنٹینر افغانستان لے جانے والے ٹرک ڈرائیور، امریکی اور یورپی سفارت خانے کی حفاظت کرنے والے (خواہ وہ پاکستانی سکیورٹی ایجنسیز کے ہوں، چاہے پولیس یا کسی بھی ادارے سے تعلّق ہو)، امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے کسی بھی قسم کا تعاون کرنے والے اشخاص، ادارے، پاکستان میں موجود تمام غیر ملکی این جی اوز کے نمائندے...... اب ہر باغیرت اور دل میں حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن رکھنے والے مسلمان کا ہدف ہونا چاہئیں!!!...... تاکہ محسن انسانیت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے ذمہ جو حق ہے، اُس میں سے کچھ نہ کچھ تو ہم ادا کر کے اپنے رب کے دربار میں بھی حاضر ہوں...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر اس طرح ملاقات کا شرف حاصل ہو کہ آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ٹھنڈک اور تراوٹ حاصل ہو رہی ہو اور وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا کردہ جام کے لطف سے سرشار ہو۔ پس شیخ اسامہؒ کے کفار کو کیے گئے انتباہ کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنالیں:

''اگر تمہاری آزادیٔ اظہارِ رائے کی کوئی حد نہیں ہے تو پھر تمہیں چاہیے کہ تم اپنے سینوں کو ہمارے آزادیٔ اظہارِ عمل کے لیے بھی کشادہ کر لو...... ہماری مائیں ہم سے محروم ہو جائیں، اگر ہم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد و نصرت کرنے میں ناکام رہیں''۔

☆☆☆☆☆

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ عقل تمام بولہب

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

امریکہ یورپ نے صرف صلیبی جنگ ہی نہیں چھیڑی۔ زبان وقلم، ذرائع ابلاغ سے مسلمانوں کی روح پر چرکے لگانے کا سامان فراواں کر رکھا ہے۔ سائنسی، عسکری ایجادات' مسلمانوں کی آبادیاں اور ممالک تباہ کرنے پر مامور ہیں۔ دوسری جانب توہین آمیز خاکوں، فلموں، کتب ورسائل اور میڈیا کے ذریعے ابولہب کی ذریت نے شان رسالت میں دریدہ دہنی کی ساری حدیں توڑ ڈالی ہیں۔ پہلے ۴۸ ممالک افغانستان پر ہمہ نوع اسلحہ آزماتے اسے قبرستان اور کھنڈر بنانے کے درپے رہے۔ تاہم افغانوں کے آہنی عزم سے سر پھوڑتے بالآخر ناکام ونامراد لوٹ گئے۔ اب کم وبیش اُنہی ۴۴ ممالک کے سربراہان بانہوں میں بانہیں ڈالے شان رسالت میں پے در پے گستاخیوں کو سند جواز بخشنے، پیٹھ ٹھونکنے آزادئ اظہار کے تحفظ کی آڑ میں پیرس میں ڈبل مارچ کرتے دیکھے گئے۔

چشم تصور تو مقابلے پر ایک اور منظر تراشتی رہ گئی۔ مدینہ منورہ میں ۵۹ مسلمان ممالک کے سربراہان اسی طرح ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے **اللّٰھم صل علیٰ محمد** کی گونج میں شان رسالت کے دفاع کے لیے سربکف نکل کر دکھاتے! تمام فرنچ سفیر نکال دیے، مگر...... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ...... ان ۴۴ ممالک میں چارلی ایبڈو کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے والوں میں الجیریا، ترکی، اردن، فلسطین، تیونس، متحدہ عرب امارات، نائیجر، مالی کے وزرائے اعظم، صدور یا وزرائے خارجہ بھی شریک ہوئے! پاکستان اپنے عوام کے خوف سے اتنی جرات تو نہ کرسکا[اب ایسے عوام کوٹھکانے لگانے کا انتظام جاری وساری ہے!] تاہم صدر ممنون نے حد درجہ منمناتا ہوا خط' گستاخان رسول کی بدانجامی پر ان کے خاندانوں سے تعزیت کرتے ہوئے فوراً روانہ کر دیا تھا...... ۱۲ ملین مسلمانوں کے قاتل کفر سے ۱۲ گستاخانِ رسول پر اظہارِ غم......؟ دفتر خارجہ نے بھی فرانس کا یہ حق فوری ادا کیا......نواز شریف اور دفتر خارجہ نے عوام کی طرف منہ کر کے خاکوں کی تازہ یلغار پر اظہار تحفظات فرما دیا۔ یہ ان کی ہم پر عنایت ہے۔۔۔۔ وگرنہ ۳ ملین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ۱۶ زبانوں میں دہرائی جائے [میگزین کی اشاعت کا اعادہ] دوارب مسلمانوں کا منہ چڑایا جائے اور مسلم لیڈروں کی زبانوں پر تالے پڑے رہیں......؟ بلکہ نہیں......أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا......دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں بلکہ ترے سینے میں دَم ہے دل نہیں ہے! جان لیجیے......! محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سراجِ منیر صلی اللہ علیہ وسلم، آفتاب ہدایت پر تھوکا منہ پر آیا۔ ملعونین نے ۳۰ لاکھ مرتبہ خود اپنے منہ پر تھوکا ہے۔

اللہ اور اس کے فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ(احزاب: ۵۶)

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (احزاب: ۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔

"اور یہ کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں"۔ (بخاری، مسلم)

مسئلہ تو ہر مسلمان کے اپنے ایمان کا ہے......حاکم ہو یا عامی......اپنی خیر منائیے! یہ معاملہ نبی کریم، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے! ایک پرویز مشرف کے نام پر ہم نے پھانسیوں کی قطاریں لگا رکھی ہیں......وہ ہٹا کٹا موجود ہے، میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات کرنے والا پار کر دیے گئے......اور شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے پر ایک سفیر تک طلب نہ کیا؟ حتیٰ کہ پوپ فرانسس بھی چیخ اٹھا۔"آزادئ اظہار کے ساتھ مذاہب کے احترام کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ مذہب کی توہین نہیں کی جاسکتی۔ ہر مذہب کا ایک وقار ہوتا ہے کچھ حدود ہوتی ہیں۔ اگر ڈاکٹر گیسپاری[پوپ کے دوروں کا انچارج جو اُس کے ہمراہ تھا] میری ماں کو گالی دے گا تو گھونسا میری طرف سے ضرور کھائے گا۔ آزادئ اظہار کی حدود ہیں، وہ لوگ جو دوسرے مذاہب کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی ہوگا!"

شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی پر مبنی ۳ ملین کا پیاں دنیا میں گوارا! نبیٔ جہاد علیہ الصلوٰۃ والسلام، نبیٔ الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم، امام المجاہدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر نفرت انگیز مواد کی آڑ میں جہاد پر قرآن وحدیث پر مبنی کتب ورسائل ممنوعہ بور کے اسلحے سے زیادہ سنگین جرم کی شقیں عائد کی جارہی ہیں......اشاعت فحش پر وعید سنانے والے قرآن کے وارثوں کے ہاں ایک چھاپہ بھی کسی فحش مواد رکھنے والی دکان پر نہیں پڑا جس کی فراوانی سے کون واقف نہیں......لیکن دینی کتب، ہیروئن چرس سے زیادہ بڑا جرم بن گئی ہیں......

مسلم قیادت نے منہ میں گھنگنیاں ڈال رکھی ہیں اُدھر، پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے! ٹام پلیٹ نے خلیج ٹائمز میں لکھا [بہ عنوان میڈیا کے پاگل آدمی]: '' یہ جریدہ صرف اور صرف اسلامی شخصیات ہی کو اپنا ہدف بناتا ہے اور یہ دراصل شعوری طور پر اسلامی شخصیات کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ سچ بولنا یا اس کی طرف توجہ دلانا ایک مشکل اور خطرناک کام ہو سکتا ہے''......

سچ بولنے والوں کے لیے حقیقتاً ایک طوفان ہے جو صلیبی جنگجوؤں، سیکولر انتہا پسندوں نے ہر ملک میں اٹھا رکھا ہے...... پاکستان پر بھی یہ دورہ پڑا ہوا ہے......ایک طرف ہم دہشت گردی کے نام پر جنگ چھیڑنے والے عالمی ٹولے کے پرجوش ساتھی ہیں جو دنیا میں آزادیٔ اظہار کے ڈنکے بجا رہے ہیں......دوسری طرف ہماری حکومت کی شدت پسندی کا یہ عالم ہے کہ ۱۲۰ افراد کو صرف حکومت مخالف نعروں پر جیل بھیج دیا......شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی پر مبنی ۳ ملین کا پیاں دنیا میں گوارا! نبیِ جہاد علیہ الصلوٰۃ والسلام، نبیِ الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم، امام المجاہدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر نفرت انگیز مواد کی آڑ میں جہاد پر قرآن و حدیث پر مبنی کتب و رسائل ممنوعہ بور کے اسلحے سے زیادہ سنگین جرم کی شقیں عائد کی جا رہی ہیں......اشاعت فحش پر وعید سنانے والے قرآن کے وارثوں کے ہاں ایک چھاپہ بھی کسی فحش مواد رکھنے والی دکان پر نہیں پڑا جس کی فراوانی سے کون واقف نہیں......لیکن دینی کتب، ہیروئن چرس سے زیادہ بڑا جرم بن گئی ہیں......

ٹام پلیٹ نے خلیج ٹائمز میں یہ بھی لکھا تھا کہ '' عملے کو یہ احساس نہیں کہ ان کی ملاقات ایک ایسے دشمن سے ہوئی ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں شکست دے دے گا''......ان کی ملاقات سچ سے ہوئی ہے......اس سچ کو عالمی جنگ باور کرنے کے لیے تیار نہیں ہے......انسانوں کے لیے دنیا جہنّم زار بنا رہی ہے......اوباما اور کیمرون نے کہا: '' ایسے عناصر کے خلاف کھڑے رہیں گے جو ہماری اقدار کے لیے خطرہ ہے''۔ یہ فرعون کے سے الفاظ ہیں، ہو بہو! آسمانی اقدار کے خلاف اس نے بھی یہی کہا تھا:

قَالُوا إِنْ هَـٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰOفَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ(طٰہٰ: ۶۳، ۶۴)

'' یہ دونوں) موسیٰؑ اور ہارونؑ (تو محض جادوگر ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کردیں۔ اور تمہارے مثالی طریق زندگی کا خاتمہ کردیں۔ اپنی ساری تدبریں اکٹھی کر لو اور ایکا کر کے میدان میں آ ؤ۔ بس یہ سمجھ لو کہ آج جو غالب رہا وہی جیت گیا''۔

آج بھی اپنی اقدار کو بچانے میدان میں ایکا کر کے نکل آئے ہیں۔ '' مثالی طریق زندگی'' بچانے کو! چارلی والی مثالی دریدہ دہنی، بداخلاقی۔ ان گھڑ، بن ماں باپ کے رُل رُل کر پلنے والے اعلیٰ اخلاقی معیار کیا جانیں......جس کے مدمقابل اسلامی تہذیب یہ ہو کہ:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ(الحجرات: ۲)

'' اپنی آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو...... اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی آواز سے بات کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''۔

حفظ مراتب، زبان و بیان کی احتیاط سکھانے والا دین! جہاں تربیت دینے والا خود رب العالمین ہو! مغربی تہذیب کی عقل نارسا میں شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سما نہیں سکتی......ان کے ہاں غیرت، حیا جیسے الفاظ بھی عنقا ہیں......ان کا دامن ان ذی شان پاکیزہ احساسات و جذبات سے خالی ہے......فرانس کی حس مزاح دیگر حسیات کی طرح مفلوج و مسخ شدہ ہے، اسی کا ظہور کارٹونوں کی صورت ہے...... یہ جنگ بنی آدمؑ کی اقدار اور بنی قردۃ (ڈارونی بندر) کی اقدار اور مثالی طرز زندگی کے مابین ہے......کتوں اور خنزیروں کی تھوتھنیاں چومنے والے آج اخلاقی گراوٹ کا سوائن فلو دنیا بھر میں پھیلانے پر کمربستہ ہیں......وبائی جوش و خروش کے ساتھ وہ پوپ فرانسس ہی کی زبان میں '' گھونسا کھانے والی حرکت'' کے مرتکب ہو رہے ہیں......

ہم تو خاکوں کو رو رہے ہیں، امریکی سپریم کورٹ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سنگ مرمر کا مجسمہ ۸۰ سال سے ایستادہ ہے، جسے ۱۸ دیگر قانون سازوں کے مجسموں کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ (اسلام میں حقیقتاً قانون ساز، شارع اللہ ہے یہ انسانی قانون نہیں ہے)۔ ۱۹۹۰ء میں اس پر اعتراضات اٹھے تو ایک امریکی فدوی، معذرت خواہ نام نہاد عالم نے یہ کہہ کر جواز کا فتویٰ دے ڈالا کہ یہ تو ان کا ہم پر احسان اور مثبت قدم ہے کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تسلیم کر لیا! گرہی مکتب وہی ملا......کار اسلامیاں تمام خواہد شد! سوا ایسے نام نہاد سکالرز، بے خدا نظام تعلیم، سوشل میڈیا پر فکری دہشت گردی کے حملے......حقیقی اسلامی فکر کے تار و پود بکھیر چکی! نوجوان نسل یہ جانے بغیر کہ شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ کتنا نازک، کتنا احتیاط طلب، ایمان کی شہ رگ ہے! علم کے بغیر بے محابا زبان و قلم چلاتی ہے۔ علما مساجد میں، صاحب علم اساتذہ تعلیمی اداروں میں اپنا فرض ادا کریں......! بولہبی سے اپنی نسلیں بچائیں۔

عشق تمام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عقل تمام بولہب

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

شاتمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اوران کوجہنّم واصل کرنے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ

مولانا ولی اللہ شاہ بخاری

گستاخِ رسول ''ابی بن خلف'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''بشر منافق'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''اروہ ام جمیل (ابولہب کی بیوی)'' کا فرشتے نے گلا گھونٹ دیا۔

گستاخِ رسول ''ابوجہل'' دو ننھے مجاہدوں معاذ ومعوذ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''امیہ بن خلف'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۲ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''نصر بن حارث'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۲ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''عصما (یہودی عورت)'' نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۲ ہجری میں قتل ہوئی۔

گستاخِ رسول ''خالد بن سفیان ھذلی'' کا سر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔

گستاخِ رسول ''ابوعفک'' حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''کعب بن اشرف'' حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ابورافع'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ابوعزہ جمع'' حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''حارث بن طلال'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''عقبہ بن ابی معیط'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۲ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''مالک بن نویرہ'' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ابن خطل'' حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''حویرث نقید'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''قریبہ (گستاخ باندی)'' فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی۔

گستاخ رسول خسرو پرویز شیرویہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا

گستاخ شخص (نام معلوم نہیں) خلیفہ ہادی نے قتل کروادیا۔

گستاخِ رسول ''ریجی فالڈ (عیسائی گورنر)'' سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''ابراہیم فرازی شاعر'' قاضی ابن عمرو کے حکم پر قتل کیا گیا۔

گستاخ رسول ''فلورا'' (عیسائی عورت) کو ۸۵۱ھ حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''میری'' (عیسائی عورت) ۸۵۱ھ حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''پادری پرٹیکٹس'' کو ۸۵۱ھ قاضی اندلس نے قتل کروادیا۔

گستاخ رسول ''یوحنا'' قاضی اندلس نے قتل کروادیا

گستاخ رسول ''اسحاق پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''سانکو پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''جرمیاس پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''جانتبوس پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''سیسی نند پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''پولوس پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''تھیوڈومیر پادری'' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''یولوجیئس پادری'' کو ۸۵۹ھ میں فرزند عبدالرحمٰن حاکم اندلس نے قتل کروایا۔

گستاخ رسول ''آئیزک پادری'' کو قاضی اندلس نے قتل کروادیا۔

گستاخِ رسول ''راج پال'' غازی علم دین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''نتھورام'' غازی عبدالقیوم شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''شردھانند'' غازی قاضی عبدالرشید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۲۶ میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''پالامل زرگر'' کو ۱۹۳۴ء میں غازی حافظ محمد صدیق شہید رحمہ اللہ نے قتل کیا۔

گستاخ رسول ''اہل سنگھ'' کو غازی غلام محمد شہید رحمہ اللہ نے ۱۹۳۵ء میں قتل کیا۔

گستاخ رسول ''ڈاکٹر رام گوپال'' غازی مرید حسین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۶ میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''چرن داس'' میاں محمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۷ قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''چنچل سنگھ'' صوفی عبداللہ شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۸ میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''میجر ہردیال سنگھ'' بابو معراج دین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۴۲ میں قتل ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

میں علمائے کرام سے توکل محض کا تقاضا کرتا ہوں!

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ

۱۰ ذوالقعدۃ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۹۹۶ کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے علمائے کرام کے عمومی شوریٰ سے تاریخی خطاب کا اردو ترجمہ

اللّٰھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صل علی جمیع الانبیاء و المرسلین و علی کل ملئکۃ و المقربین و علی عباد اللہ الصالحین

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْعَصْرِ O إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ O إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ O

''قسم ہے عصر کی کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق پر چلنے کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے''۔

محترم علمائے کرام اور مشائخ!

میرے لیے مناسب نہیں کہ آپ علمائے کرام کے سامنے کچھ کہوں لیکن پھر بھی اسلام کے لیے کچھ فائدہ ہو تو چند باتیں عرض کروں گا......عرض یہ ہے کہ ان طلبہ (طالبان) نے جو تحریک شروع کی ہے اور یہ کام (جہاد فی سبیل اللہ) کر رہے ہیں تو انہوں (طالبان) نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے، جس کسی نے بھی ان سے (ان کے مقاصد کے بارے میں) سوال کیا ہے، خواہ کسی صحافی نے سوال کیا، کسی ملک نے کیا، عوام نے کیا، دشمنوں نے کیا، خواص نے کیا......ان سب کو طالبان کا جواب ایک ہی ہے! یہ سوال کرت ہیں کہ طالبان کے اہداف اور مقاصد کیا ہیں؟ طالبان (ان لوگوں سے) یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا دین (اسلام) نافذ کرتے ہیں......اللہ کے کلمہ (لاالہ الااللہ) کی خدمت کرتے ہیں......شرعی احکام اور اللہ تعالیٰ کی حدود نافذ کرتے ہیں......یہی طالبان کا جواب ہے، ابتدا سے لے کر اب تک! یہی جواب حقیقت میں ان کے مقصد کی نشان دہی کرتا ہے......اسی مقصد کے پیش نظر طالبان نے قربانیاں دی ہیں، بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں اور آئندہ بھی دیں گے (ان شاء اللہ)، یہ اب بھی (دشمن کے مقابلے میں) کھڑے ہیں......لیکن میری گذارش علمائے کرام سے ہے! اور آپ علما میں سے جو موجود ہیں اور جو موجود نہیں ہیں، ان کو بھی میرا یہ پیغام آپ علما حضرات پہنچائیں، یہ پیغام آپ کے پاس امانت ہے جو آپ اُن تک پہنچائیں...... ہر علاقے کا عالم اپنے علاقے کے علما کو میرا یہ پیغام پہنچائے......وہ پیغام یہ ہے کہ علما میں کچھ نہ کچھ تساہل پایا جاتا ہے......ہم (طالبان) جب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا دین اسلام نافذ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرتے ہیں...... یہ اللہ تعالیٰ کی حدود کون لوگ عملاً نافذ کر سکتے ہیں؟ طلبہ تو اپنا کام کر رہے ہیں، ان (طالبان) کے ہاتھ میں تو بس ہتھیار ہیں، یہ (اپنے اہداف کی طرف) بڑھ رہے ہیں، ایک دن زخمی ہوتے ہیں تو دوسرے روز شہید ہو جاتے ہیں، ان کا کام ہی یہی ہے کہ اس زمین سے فساد کا خاتمہ کریں، اس زمین سے فاسق اور فاجر لوگوں کا خاتمہ کریں، یہی طالبان کا وظیفہ ہے اور یہی ان کا کام ہے......

طالبان جب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی حدود نافذ کریں گے، تو وہ یہ دعویٰ علمائے کرام کی سرپرستی کی وجہ سے کرتے ہیں......طالبان کا یہ دعویٰ اسی وجہ سے ہے کہ ان کی سرپرستی کرنے والے علمائے کرام ہیں......ہم علمائے کرام کی سرپرستی میں ہی اللہ تعالیٰ کی حدود نافذ کریں گے......اس کے علاوہ بھلا اللہ تعالیٰ کی حدود طالبان ازخود کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ شریعت کا کما حقہ علم تو علما کے پاس ہی ہے، اس کے نفاذ کا طریقہ کار علمائے کرام ہی بتاتے ہیں......طلبہ کے پاس تو (اس کا پورا علم) نہیں، یہ تو بدیع المیز ان، خوشبو اور کتابوں کے طلاب ہیں، ان کو احکامات شرعیہ کے نفاذ کا بھلا کیا علم! ان کو صرف ضروری علم ہی پر دسترس ہے، وہی بنیادی علم ان کے پاس ہے، جس سے وہ حق اور باطل کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں......اب مسلمانوں کے مابین (معاملات وامور میں) فیصلے کون کریں گے؟ اللہ تعالیٰ کی حدود کون نافذ کریں گے؟ بعض علما یقینی طور پر (اس سلسلے میں شریعت اور اسلام کی) خدمت کر رہے ہیں لیکن بعض علما اس معاملے میں ایک الگ سوچ رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے''......تو میری خواہش ہے کہ آپ اس آیت کا کما حقہ مصداق بن جائیں......

میں ایک مدرسہ میں تھا، ایک چھوٹا سا مدرسہ ہم نے بنایا تھا......ہم پندرہ یا بیس ساتھی تھے......اس وقت یہ زمین (افغانستان کی) فساد سے بھر گئی تھی......قتل وقتال تھا، چوری اور اغوا کاری تھی، زمین فاسق اور فاجر لوگوں سے بھر چکی تھی......اس وقت کے تمام معاملات آپ کے علم میں ہیں......یعنی حالت یہ تھی کہ لوگ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ اس معاشرے کی اصلاح کیونکر ہو سکے گی......میں جب سبق پڑھ رہا تھا، ادھر بیٹھا تھا، اس وقت اگر میں بھی یہی تصور کر لیتا کہ ''اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ

تکلیف نہیں دیتا'' کیا یہ میرے لیے کافی نہیں تھا؟ میں کہتا ہوں کہ اگر اس وقت میں بھی یہی تصور کرکے بیٹھ رہتا تو (اس فساد پر قابو پانا) میری قدرت میں کہاں تھا؟ کیا یہ **لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا** میرے لیے کافی نہیں تھا؟ توکلِ محض (صرف اللہ تعالیٰ پر توکل) میں نے توکلِ محض کیا......حقیقت یہ ہے کہ توکلِ محض کا کچھ نعم البدل نہیں، توکلِ محض کے لیے (ایمانی) قوت کی ضرورت ہوتی ہے......میں علمائے کرام سے توکل محض کا تقاضا کرتا ہوں......

لوگ کہتے ہیں کہ اس تحریک (طالبان) کی ابتدا کیسے ہوئی؟ کس انداز میں، کس خفیہ انداز سے اس کی بنیاد رکھی گئی؟ کہاں سے اس کو حمایت مل رہی ہے؟ کہاں سے یہ ترتیب حاصل کرتے ہیں؟ اس تحریک کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اس مدرسہ میں 'مَیں نے کتاب پڑھنا چھوڑ دیا، ایک دوست کو میں اپنے ساتھ لیا اور ہم سنگ حصار سے زنگاوات تک پیدل گئے......زنگاوات میں ہم نے ایک آدمی سے موٹر سائیکل لیا، اس آدمی کا نام سرور تھا اور وہ تالقان کا رہنے والا تھا......ہم اس آدمی کی تلاش میں زنگاوات سے شلوکار تک گئے......اس سے موٹر سائیکل لیا، اس آدمی کو پیچھے بٹھایا......یہ مولوی صاحب اور یہ (امیر المومنین نے قریب بیٹھے دو افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) میرے ساتھ تھے، ان کو بھی میں نے ساتھ لیا......

یہ ابتدا تھی اس تحریک (طالبان) کی جو آج آپ لوگوں کے سامنے ہے......یہ تحریک آج جس مقام پر پہنچ چکی ہے، یہ ہمارے تصور میں بھی نہیں تھا......اس تحریک کی ابتدا کا پس منظر یہی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا......میں موٹر سائیکل پر گیا، ایک دوسرے آدمی سے بھی موٹر سائیکل لیا اور ان مولوی صاحب کو کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیں، ہم ان مدارس میں چلتے ہیں اور ان طلبہ کو دعوت دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں نکلنے کی)......زنگاوات سے آگے تالقان تک گئے...... چلتے چلتے جب شام ہوگئی تو اس شام جب ہم خاردار جھاڑیوں اور کانٹے دار شاخوں سے گزر رہے تھے تو میں نے ان مولوی صاحب سے کہا تھا کہ یہ جھاڑیاں (یہ ابتدائی تکالیف) یاد رکھنا (بھولنا نہیں)، ان سے گزر کر ایک انقلاب آئے گا، ان شاء اللہ!

اگلی صبح ہم نے (مدرسے کے طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلنے کی) دعوت دینا شروع کی......ہم ایک جگہ گئے جہاں چودہ (۱۴) طلبہ رہ رہے تھے......ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا، ان کو دعوت دی، میں نے ان سے کہا کہ اللہ کا دین پامال ہو رہا ہے، دین کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے، مسلمان ایک دوسرے کو بہت بے دردی سے قتل کر رہے ہیں، اغوا کے بعد قتل کرتے ہیں، فساق اور فجار سارے علاقے پر قابض ہوگئے ہیں، ڈاکے اور چوری اپنے عروج پر ہیں، ہر راستے پر لوگوں کی عزت وناموس پامال ہو رہی ہے، لوگوں کے مال بٹورنے کے لیے اُنہیں گاڑیوں سے اتار کر گولی ماردی جاتی ہے اور لاشیں وہیں پھینک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ گاڑیاں لاشوں پر سے گزر کر آگے جاتی ہیں، (ڈر اور خوف کی وجہ سے) کوئی ان لاشوں کو دفنانے والا نہیں ہوتا......میں نے ان طلبہ سے کہا کہ ان حالات میں مزید سبق نہیں پڑھا جاتا، صرف سبق پڑھنے سے کام نہیں بنے گا، زندہ باد اور مردہ باد کے نعروں سے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا......ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان فاسق اور فاجر لوگوں کے خلاف کھڑے ہو رہے ہیں، اگر آپ واقعی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو یہ وقت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا خاطر اپنا سبق چھوڑنا پڑے گا، ان حالات میں یہ سبق مزید نہیں پڑھا جا سکتا......

یہ وہ وقت تھا کہ نہ کسی نے ایک افغانی روپیہ دینے کا ہم سے وعدہ کیا اور نہ ہی کسی نے ہمیں روٹی دینے کا وعدہ کیا، ہم صاحب خیر مسلمانوں سے چندے کے لیے کہیں گے اب کوئی کچھ دیتا ہے یا نہیں دیتا ہم نے سبق کو بہرحال خیر باد کہہ دیا ہے......یہ ایک دن، ایک ہفتہ، ایک مہینہ یا ایک سال کا کام نہیں ہے، آپ میں سے کون ہمارے ساتھ اس کام کے کرنے کی حامی بھرتا ہے اور ساتھ دیتا ہے اور کون ہے جو ایسا نہیں کرسکتا......میں نے ان طلبہ سے یہ بھی کہا کہ ایک مرتبہ جہاد شروع ہوجائے تو پھر آپ نے ہمت اور حوصلہ نہیں ہارنا، آپ دیکھیں کہ یہ فاسق اور فاجر لوگ اس سخت گرمی میں بھی اپنے مورچوں میں بیٹھے رہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی دشمنی پر اتر آئے ہیں اور اعلانیہ فساد کررہے ہیں......ہم اور آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کا طالب علم سمجھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین پر اعلانیہ عمل نہیں کرسکتے......ان ۱۴ طلبہ سے میں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم نے ایک جگہ حاصل کرلی تو وہیں ہمارا بیٹھنا ہوگا اور اگر اس سے اچھی جگہ فتح کرلی تو وہ ہمارا مرکز ہوگا......لیکن ابھی تو آپ کو سبق کو خیر باد کہنا ہی ہوگا، اس وقت ہمارے پاس ایک افغانی روپیہ بھی نہیں ہے لہٰذا اس کے لیے سوال (چندہ) کریں گے......آپ میرا ساتھ دینے کو تیار ہیں یا نہیں؟ ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں......اللہ کی قسم! اس وقت ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے میرا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہو......اُنہوں نے کہا کہ شب جمعہ کو کوئی کام ہو تو ہم تیار ہیں اس سے زیادہ نہیں! میں نے کہا کہ شب جمعہ کے بعد (مستقل طور پر) ساتھ چلنے کو کون کون تیار ہے؟ لیکن اس پر کوئی تیار نہیں ہوا......اگر اس مدرسہ کو میں ''مخصوص علیہ'' تصور کرلیتا تو یہ میرے توکل محض کا ثمرہ ہوتا بس! جی ہاں! اگر میں اس مدرسہ کو ''موقوف علیہ'' سمجھ لیتا تو دوسرے مدارس کو بھی اسی مدرسہ پر قیاس کرلیتا اور مایوس ہوکر واپس اپنے مدرسہ میں آبیٹھتا......لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کو وفا کرنے کی ٹھانی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا یہی صلہ (امارت اسلامی افغانستان کی صورت میں) دیا......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ

افغانستان کے ایک بڑے علاقے کو فتح کرلیا اور اپنے زیر قبضہ علاقوں میں نفاذ شریعت کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ مثالی امن وامان قائم کیا اور عامۃ الناس کو بے مثل عدل و انصاف مہیا کیا۔ طالبان تحریک کے امیر ملا محمد عمر مجاہد کو جب ''امیر المومنین'' تسلیم کیا گیا تو ہزاروں علما اور مجاہدین کے علاوہ عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے لیے یہ بات گویا اپنی برسوں کی آرزؤں کی تکمیل کا سامان تھا۔ انہوں نے نہ صرف حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی بلکہ خود کو اور اپنے رفقا کو امارت اسلامیہ افغانستان کی ہمہ جہت خدمات پر متعین فرمادیا۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خود کو ان کے سپرد کردینا جہاں ایک طرف امیر المومنین کے عظیم الشان منصب کا اظہار ہے وہیں شیخ کی بے لوثی، بے نفسی اور اسلام کے لیے اپنی گردن جھکا دینے جیسے قابلِ صد آفرین جذبات کا بھی اظہار ہے۔ زیر نظر مضمون دراصل امت مسلمہ خصوصاً علمائے کرام کے نام آپ کا پرخلوص پیغام ہے جو خدماتِ دارالعلوم دیوبند کانفرنس منعقدہ ۹، ۱۰، ۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء (پشاور) کے شرکا کے نام ارسال کیا گیا۔ اس میں شیخ نے امت مسلمہ کو اس کی شرعی ذمہ داری کا احساس دلایا اور انہیں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی امارت پر متحد و متفق ہوجانے کی دعوت دی۔ یہ پیغام اور اس کے مندرجات آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہیں جیسے آج سے تیرہ سال قبل تھے۔ اس پیغام کو پڑھیے اور اپنی شرعی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر میدانِ عمل میں برسرِ پیکار اہلِ حق کا ساتھ دینے کا عزم کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جو فرماتے ہیں

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور تھامے رکھو اللہ تعالیٰ کی رسی کو اور آپس میں اختلاف نہ کرو''۔

درود ہو اللہ تعالیٰ کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں اس عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو روزہ نماز اور زکوۃ سے بھی بہتر ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا جی ہاں! بتائیے اے اللہ کے رسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ عمل آپس میں مصالحت و مفاہمت ہے۔ بے شک اختلاف دین کو مونڈنے والا (جڑ سے ختم کرنے والا) ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اختلاف بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ اختلاف دین کو مونڈ دیتا ہے''۔

آپ آج یہاں مختلف ممالک، دور افتادہ علاقوں اور علیحدہ خطوں سے اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ اس اسلام کی نمائندگی کریں جس میں قومیت، رنگ، سرحدات اور زبانوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آپ اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ حق اور اہل حق کی مدد کے بارے میں اسلام کے عظیم حکم کی بجا آوری کرسکیں۔

بے شک آپ کے اس اجتماع سے عالم کفر کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور وہ اس قسم کے اجتماعات کو روکنے کے لیے ہزاروں تدبیریں سوچتا رہتا ہے۔

اے صاحب فضیلت حضرات! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ یہ سوچ کر میرا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ میں اب تک ایسی ہستیوں کی کمی نہیں ہے جو کہ ایک ایسے حالات میں جب ظلم وستم اور فساد نے روئے زمین کو ڈھانپ رکھا ہے، فساد کو روکنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

اے صاحب فضیلت بزرگو! امت کی طرف سے آپ کے کاندھوں پر رکھے گئے بارگراں کو آپ نہ بھولیں۔ بے شک آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث اور امت کے سالار ہیں اور یہ آپ ہی کے فتاویٰ ہیں جو لوگوں میں جہاد کی روح پھونک دیتے ہیں اور انہیں ہمیشہ باطل کے مقابلے کے لیے کمربستہ رکھتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آزمائش ہے جس نے آپ کو ایک ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ بغاوت اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے، مقدسات کو پاؤں تلے روندڈالا گیا اور جرائم کو حلال گردانا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ لوگوں نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا ہے؟

صاحبان فضیلت! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ امت کے چکنا چور جسم میں ذرہ برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جو کہ زہریلے تیر اور نوک دار تلوار سے گھائل نہ کی جاچکی ہو۔

میں آپ کے نام یہ سطور ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ جب اقوام متحدہ اور اس کے عالمی چارٹر کے تحت مسلمانوں کا قتل عام ایک جائز کام ہے۔ حد تو یہ ہے کہ شیر خوار بچوں تک کو معاف نہیں کیا جاتا، اسلامی مقدسات کی کھلم کھلا توہین کی جارہی ہے۔ یہ ایسا نظام ہے کہ متعصب کفار کروڑوں مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان کا محاصرہ کرنے کے درپے ہیں اور آج کل تو یہ حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اقوام کفر مسلمانوں کے خلاف اپنی ظالمانہ سازشوں کا برملا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں اور یہی اقوام متحدہ کی تنظیم ہے جو کہ ان سازشوں کی تکمیل کے لیے لونڈی کا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔ مغرب والوں کو اب بھی شرم نہیں آتی اور انسانی حقوق کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک عورت کو جہنّم میں اس لیے ڈالا گیا ہے کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا کھلاتی اور نہ ہی حشرات الارض کھانے کے لیے چھوڑتی یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی''۔

حدیث میں ایک بلی پر پابندی، انجام اور سزا کی کیسی تشریح کی گئی ہے۔

پس اے اللہ کے بندو! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں جن کی پابندیوں کی وجہ سے مسلمان قومیں موت کی دہلیز تک پہنچ گئی ہیں۔

اے خدائے بزرگ و برتر! میں ایسے لوگوں کے اعمال سے بے زاری کا اعلان کرتا ہوں اور کفار کی ظالمانہ پابندیوں میں جکڑے ہوئے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کرنے پر معافی چاہتا ہوں۔

اے عالم اسلام کے علما! یہ زخم چاہے کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں اور بحران جتنا بھی شدید ہو ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اللہ بہت مہربان ہیں اور یہ زخم بھر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور بشارت دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک جماعت ایسی ہوگی جو حق کے لیے لڑے گی اور ہمیشہ غالب رہے گی اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت، بدخواہوں کی بدخواہی اور ملامت کرنے والوں کا طعن و تشنیع ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادیں یعنی قیامت کا اعلان فرمادیں اور یہ جماعت اپنے عزم پر ڈٹی رہے گی۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور ان کو امارت اسلامیہ کا تحفہ دیا جو کہ اللہ کی شریعت کے نفاذ اور توحید کے جھنڈے کی بلندی کے لیے کوشاں ہے۔ یہ تحفہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔ پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں اور سیلاب کی طرح امڈنے والے بین الاقوامی کفر کے مقابلے میں جان اور مال سے مدد کریں اور کفر کے خلاف اس کے شانہ بشانہ لڑیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات کفر کے مقابلے کے لیے اپنی کانفرنس کے ایجنڈے میں مندرجہ ذیل موضوعات کو بھی شامل فرمائیں گے:

۱۔جان سے:

تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ امارت اسلامیہ کی حمایت کے لیے لوگوں کو دعوت اور جہاد کے لیے نوجوانوں کو ترغیب، کیونکہ جہاد ہی اس دور کا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

۲۔مال سے:

متمول اور دولت مند افراد کو ترغیب دی جائے کہ دامے درمے سخنے اور قدمے امارت اسلامیہ کے ساتھ امداد کریں۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ میں امارت اسلامیہ کو حصّہ دار بنادیں اور امارت اسلامیہ کی حدود میں نفع بخش کاروباری سرگرمیوں کے لیے آگے آئیں۔

۳۔زبان سے:

امارت اسلامیہ کی اور اس کے شرعی امیر کی اطاعت کے بارے میں فتویٰ صادر کرنا۔ اس مناسبت سے میں آپ سب اور دنیا والوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھوں پر بیعت کرنا فرض ہے اور یقیناً میں نے بالفعل ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے۔

اپنے اس عمل کی دلیل کے طور پر بہت سارے شرعی نصوص میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتا ہوں جو فرماتے ہیں:

تلزم جماعة المسلمين و امامهم

''مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کا ساتھ دو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قول ہے:

من مات وليس في عنقه بيعة مات موت الجاهلية(رواه مسلم)

''جو مرگیا اس حالت میں کہ اس کے گلے میں بیعت نہیں تھی تو گویا وہ جاہلیّت کی موت مرگیا''۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے اس جم غفیر کے سامنے جو کہ دین کی محبت اور آپ سے تعلّق کی بنیاد پر یہاں جمع ہوگئے ہیں اور آپ کی ہدایات کے منتظر ہیں یہ برملا اعلان کریں کہ عزت اور کامیابی جہاد ہی میں ہے، قرون اولیٰ کے مسلمان اسی جہاد کی برکت سے عزت و شرف کے اعلیٰ و ارفع مقام تک پہنچے تھے اور آنے والی مسلمان نسلیں بھی اسی جہاد کی برکت سے معزز بن جائیں گی اور ان کی تکلیف اور غربت ختم ہوجائے گی۔ مسلمانوں کو اس بات کا درس دے دیں کہ جہاد کا اصل مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ایک ایسی جماعت نہ ہو جس کا ایک امیر پر اتفاق ہو چکا ہو اور اس کی بات سنتے ہوں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے اور میں ان پانچ چیزوں کا حکم تمہیں دیتا ہوں: سننے اور اطاعت کا، جہاد کا، ہجرت کا اور اتفاق و اتحاد کا، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت کے بقدر دور ہوتا ہے تو گویا اُس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیا اِلّا یہ کہ وہ واپس لوٹ آئے اور جو جاہلیّت والی آواز لگائے گا تو وہ جہنّم کا ایندھن ہے''۔

اس لیے اے اللہ کے بندو! اللہ کی آواز لگایا کرو جس نے تمہارا نام مسلم اور مومن رکھا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے:

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے جی نہیں چراتا: صرف اللہ کے لیے عمل کرنا، مسلمانوں کے حکمرانوں کی خیر خواہی اور اُن کی جماعت سے چمٹے رہنا......''

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر)

جناب عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے عادات واخلاق!

شیخ عطیۃ اللہ شہید رحمہ اللہ

معروف متبحر وحلیم الطبع عالمِ دین، مجاہد فی سبیل اللہ، شیخ عطیۃ اللہ اللیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ نے جہادِ افغانستان کے دونوں مبارک ادوار اور الجزائر کے سابقہ جہاد میں بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ اس کے علاوہ مجاہدین کے مابین سب سے اہم فریضہ یعنی فریضہ تعلیم دین کی ذمہ داری بھی خوب نبھائی......آپ کے علم ہی کی بدولت پوری دنیا کے جہادی میدانوں میں موجود مجاہدین کے مابین فکری ونظری یکجہتی پیدا ہوئی۔ یوں مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے والے اوّلین داعیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شرق و غرب کے عوام اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے شیخ شہید رحمہ اللہ سے اکثر وبیشتر استفتا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ 'الحسبہ فورم' پر مفصل سوال وجواب کی مشہور نشست ہوئی جو 'لقاء مع الشیخ عطیۃ اللہ' کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں موجود ہے جو معاصر جہاد کی منہج وفکر کا انتہائی مؤثر خلاصہ ہے......

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی شخصیت دورِ جدید میں امتِ مسلمہ کے واسطے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ امتِ مسلمہ کئی برسوں سے ایک ایسے امامِ وقت سے محروم تھی جو کفار کی جانب سے کیے گئے حملوں کا دفاع کر سکے، امت کو ظلم وجبر کی چکی میں پسنے سے بچا سکے، ہر حملہ آور دشمن سے امتِ مسلمہ کو نجات دلا سکے، ہمارے مقدسات کو یہود ونصاریٰ کے شکنجوں سے آزاد کروا سکے اور مظلوم عامۃ المسلمین کی دادرسی کر سکے......الحمدللہ آج پوری امتِ مسلمہ کا سر فخر سے بلند ہے، اس لیے کہ اس بطلِ عظیم نے اس کمی کو فقط پورا ہی نہیں کیا بلکہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے عالمی صلیبی وصہیونی کفر اور اس کے عسکری گٹھ جوڑ 'نیٹو' کو شکست دی ہے......یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب عالی قدر امیر المومنین نصرہ اللہ کی مبارک ذات میں ایسے عادات وخصائل جمع فرما دیے جو ان کو پوری امتِ مسلمہ کی قیادت وسیادت کا اہل بنائے ہوئے ہیں......اور امت ہی کے اہلِ فضل وکمال علمائے کرام اور مجاہدین عظام ان کے امیر المومنین ہونے پر متفق ہیں......انتہائی قابلِ فخر بات ہمارے لیے یہ ہے کہ یہ ایسی شخصیت ہیں، جن کی ولایت پر دوست ودشمن سب ہی مقر ہیں۔ انٹرنیٹ کے ایک فورم'' شبکۃ أنا مسلم'' پر ۲۰۰۷ء میں ایک محترم بھائی نے امیر المومنین کے متعلق شیخ عطیۃ اللہ شہید رحمہ اللہ پر اعتراض کیا تھا......آپ نے ان کے اعتراض کا مفصل جواب دیتے ہوئے امیر المومنین کے متفرق مبارک اقوال واعمال اور واقعات جمع فرما دیے ہیں......اسی لیے مضمون کا عنوان'' جناب عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے عادات واخلاق'' رکھا ہے، گو کہ شیخ رحمہ اللہ نے خود سے یہ عنوان تجویز نہیں کیا۔ اور مزید یہ کہ تحریر ہٰذا کی افادیت کے دوچند ہونے کے پیشِ نظر کچھ چیدہ چیدہ عبارات حذف کی ہیں۔

[از: مترجم]

محترم بھائی کا اعتراض: [شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بھائی نے ہمارے متعلّق کہا کہ] ہم لوگ امیر المومنین ملا محمد عمر کا تذکرہ صرف آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے کرتے ہیں۔

عزیز بھائیو! اس بات میں کوئی صداقت نہیں۔ ان کلمات سے مجھے دکھ پہنچا اس لیے اس سلسلے میں میَں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی کسی سابقہ تحریر (غالباً سوڈان اور افغانستان کے متعلّق تحریر میں) یہ ذکر کیا تھا کہ میں کسی زندہ شخص کے بارے میں کچھ لکھنا پسند نہیں کرتا کیونکہ ہم نے اپنے اسلاف سے یہ سیکھا ہے کہ کوئی بھی زندہ آدمی کسی بھی فتنے کا شکار ہو سکتا ہے......اور اگر ان کے متعلّق کچھ ذکر کرنا بھی ہو تو ڈرتے ہوئے نہایت احتیاط اور انصاف سے ہی ذکر کروں گا۔ (یاد رہے کہ) عموماً اُنہی فوت شدگان کے حالاتِ زندگی کے متعلّق کچھ قلم بند کیا جاتا ہے، جن کے بارے میں ہمارا غالب گمان ہو کہ ان کا خاتمہ خیر اور بھلائی پر ہی ہوا......ہم وفا اور عزت وتکریم کی بنا پر ان کے محاسن کا تذکرہ کرتے ہیں، ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، ان کی تعریف میں اشعار کہتے ہیں اور عوام الناس میں ان کی تشہیر کرتے ہیں......یہ طریقہ یقیناً نفع سے خالی نہیں کیونکہ ان کے کارناموں کی وجہ سے لوگ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں، ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں، ان کی یہ سوانح وسیرت خیر اور بھلائی کے کاموں میں باعث اقتدا بن جاتی ہے اور آنے والی نسل کے لیے راہِ عمل ہوتی ہے اور دعوت الی اللہ میں ممد ومعاون ہوتی ہے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی شخصیت کے بارے میں چند مخصوص واقعات جو میرے علم میں ہیں، ان کو بغیر کسی خاص ترتیب کے سادہ الفاظ میں پیش کر دیتا ہوں۔

۱۔ جب امریکہ نے افغانستان خاص طور پر قندھار اور کابل دونوں شہروں پر حملہ کیا تو امیر المومنین نے اپنے محافظین کو جمع کیا اور ان کو اپنے ساتھ رہنے یا واپس لوٹ جانے کا اختیار دیا اور فرمایا میں آپ لوگوں کو مجبور نہیں کرنا چاہتا، جو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے، وہ رہے اور جو اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جانا چاہتا ہے، وہ چلا جائے اسے مکمل اختیار ہے۔

۲۔ گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد بعض طالبان رہنماؤں نے شیخ اسامہ بن لادن

شہید رحمہ اللہ کی سرگرمیوں کے متعلق کچھ تحفظات کا اظہار کیا تو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے حکم نامہ جاری کیا، جس کا لب لباب یہ تھا کہ ''اس سلسلے میں کسی کو کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے اور طالبان کو صبر کا دامن تھامنے، ثابت قدمی دکھانے اور قضا و تقدیر پر راضی ہونے پر ابھارا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے''۔

۳۔ ایک مرتبہ امیر المومنین نصرہ اللہ اپنے عمر رسیدہ چچا کی زیارت کو تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا ''اے چچا جان! آپ کی کیا خواہش ہے؟ یا آپ مجھ سے کیا طلب کرتے ہیں؟''...... یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے۔ چچا نے جواب میں کہا کہ ''مجھے ایک عدد موٹے حروف والے مصحف کی ضرورت ہے، جس کی تلاوت کرنا میرے لیے آسان ہو''۔ یہ امیر المومنین کے چچا ہیں، جو ان سے خواہش کر رہے ہیں کہ ان کو موٹے حروف والا قرآن کریم مہیا کیا جائے تاکہ بینائی کی کمزوری کے سبب تلاوت میں پیش آنے والی مشکل دور ہو سکے......

۴۔ مجھے کئی بھائیوں نے بتایا کہ وہ جب پہلی بار امیر المومنین نصرہ اللہ سے ملے تو ان کو پہچان ہی نہ پائے اور دیگر طالبان کی مجلس میں ہی ان کو سلام کیا اور ہمیں یہ گمان تک نہ ہوا کہ وہ امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ ہیں! سبحان اللہ یہی وہ قوم ہے جس کی جبلت میں اللہ تعالیٰ نے تواضع، جمیع اخلاق اور فضائل جمع کر دیے ہیں۔ جب کہ اس دور کے اندر عوام لناس میں بیک وقت یہ فضائل بہت کم ہوتے ہیں......

۵۔ ملا بدین یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے وقت جب طالبان قندھار سے نکل رہے تھے تو میں امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے پاس آیا، اُنہوں نے مجھے غم کی کیفیت میں دیکھا تو پوچھا: ''غمگین کیوں ہو؟''...... میں نے جواب دیا کہ ''امارت اسلامیہ کا سقوط ہو گیا اور اب قندھار کا بھی! اور آہستہ آہستہ سب کچھ چھن رہا ہے''...... وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین نصرہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم کچھ نہیں ہیں (یعنی ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے) اور قندھار بلکہ پورا افغانستان پہلے بھی ہمارا کب تھا...... اور اب ہم اپنی سابقہ حالت پر ہی لوٹ رہے ہیں تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ ہمیں کسی بھی چیز کا نقصان نہیں ہوا ہے''...... اللہ اکبر! پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہا ایسے انتہا درجے کے زہد و یقین سے نواز دیا!!!

۶۔ شیخ ابو منذر ساعدی اور امیر المومنین نصرہ اللہ سے ملاقات کرنے والے دیگر حضرات نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے قندھار میں ان کی زیارت کی تھی...... جب وہ لوگ ان کی رہائشی نشست گاہ میں داخل ہوئے تو امیر المومنین نصرہ اللہ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے معروف افغانی چادر بچھائی ہوئی تھی...... ان کا کہنا ہے کہ وہ قطعاً کسی سلطنت کے امیر نہیں لگ رہے تھے...... ان کے بچے قریب ہی میلے کچیلے کپڑوں میں کھیل کود رہے تھے اور وہ سڑکوں پر گھومنے والے عام بچوں سے ممتاز نہ تھے...... سبحان اللہ! اللہ پاک نے اپنے جس بندے کو چاہا زہد اور تواضع سے نواز دیا۔

۷۔ پاک و ہند کے علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے قندھار میں کچھ امور میں مشورہ طلب کرنے لیے امیر المومنین نصرہ اللہ سے ملاقات کی تھی۔ بتلانے والے نے مجھے بتایا: ''علمائے کرام کافی دیر بیٹھے رہے لیکن آپ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے بات نہ کر پائے، پھر ان سب نے ملا شبیر پاکستانی کو اپنا ترجمان مقرر کیا تو وہ بھی بات نہ کر سکے اور گرفتہ سے ہو گئے''...... ان کے بقول تقریباً ۴۵ منٹ تک یہ علمائے کرام تشریف فرما رہے اور کسی کو بھی گفتگو کی ہمت نہ ہوئی اور اس کے بعد کے حال کا مجھے علم نہیں کہ انہوں نے کوئی بات کی یا ایسے ہی کچھ کہے بغیر اُٹھ آئے۔

آپ کو امیر المومنین نصرہ اللہ کی رعب اور شوکت کا اندازہ ہو گیا، جو اللہ پاک نے ان کو عطا کر رکھی تھی، اللہ پاک ان کی حفاظت و مدد فرمائیں...... اس کی وجہ کوئی افرادی و حفاظتی قوت یا کسی بادشاہ اور صاحب اقتدار کا دبدبہ یا کوئی اور پروٹوکول نہیں ہے۔ یہ سب اللہ کے حضور تواضع اختیار کرنے اور زہد و یقین کی برکت ہے۔ **نحسبه كذلك والله حسيبه!**

۸۔ عرب مجاہدین سے آپ کی محبت، ان کی تعظیم، ان پر شفقت اور ان کا اعزاز و اکرام اس کی تو کوئی حد اور انتہا ہی نہیں تھی! شیخ اسامہ بن لادن (شہید رحمہ اللہ) کو کفار کے حوالے نہ کرنے کا فیصلہ اور اس کی وجہ سے امارتِ اسلامیہ کا سقوط برداشت کر لینا اس کی ایک واضح مثال ہے...... جب کہ اس سلسلے کے واقعات جو ہمارے علم میں نہیں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں...... اس کے علاوہ درگزر کرنا، معاف کر دینا، لوگوں کے ساتھ نرمی اور رحمت کا معاملہ کرنا بھی آپ کے خصائل میں نمایاں خوبیاں ہیں......

جو لوگ اس امارتِ اسلامیہ کے مبارک زمانے میں زندگی گزار رہے تھے، وہ ابو المبتسم نامی ایک جاسوس کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ عرب امارات کا رہائشی ایک شامی شخص امریکی خفیہ ایجنسیوں کا ایجنٹ تھا...... اسے ایک مجاہد کے بھیس میں افغانستان بھیجا گیا...... چنانچہ عرب مجاہدین نے اس کا سراغ لگا کر پکڑ لیا اور اس کا مقدمہ امارتِ اسلامیہ کی عدالت میں پیش ہوا، ٹھوس ثبوتوں کے ساتھ اس کا یہ جرم ثابت ہو گیا اور اپنے جرم کا اعتراف اس نے خود بھی کیا...... پھر اس کی ماں امارات سے یہاں آ کر مسلسل روتی رہی اور طالبان سے معافی مانگتی رہی تاکہ وہ اس کے بیٹے کو معاف کر دیں...... ان دنوں ایک مدرسے کی زیارت کرنے کے لیے میں ایک شیخ کے ساتھ قندھار ہی میں تھا...... میں نے اس خاتون (یعنی ابو المبتسم کی والدہ) کو دیکھا، جیسے ہی ہم مدرسہ میں داخل ہوئے تو یہ بے چاری روتی ہوئی ہمارے ساتھ چمٹ گئی، مدرسہ میں آنے والے ہر آدمی سے ایسے ہی چمٹ جاتی تھی اور معافی کی بھیک مانگتی۔ جب کہ طالبان کے قائدین حیا اور شفقت کی وجہ سے اس کے سامنے اپنے سروں کو جھکا لیتے اور اسے ایک ہی جواب دیتے کہ ''یہ معاملہ امیر المومنین کی عدالت میں پہنچ چکا ہے، اللہ جل شانہ چاہیں تو اس میں خیر ہی ہو گی''...... اس وقت میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ امیر المومنین اس معاملے

میں درگزر ہی فرمائیں گے،عفو ودرگزر اُن کی سرشت میں ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس جرم کی وجہ سے کسی عرب شخص کو قتل کریں ...... چنانچہ ایک یا دو دن کے بعد امیر المومنین کی طرف سے اس کے بارے میں معافی کا فیصلہ صادر ہوگیا......اتنے واقعات ان شاء اللہ کافی ہوں گے ...... اس انتہائی معزز و محترم شخص کے یہ چند ہی واقعات ہیں...... ہم اللہ پاک ہی سے سوال کرتے ہیں کہ ان کو نیکیوں کے میزان میں ڈال دیں۔

امیر المومنین ملا محمد عمر اعزہ اللہ کے کردار کی پختگی اور شریعت کے احکامات پر سختی سے جماؤ بہت ہی معروف و مشہور ہے......مثلاً بامیان میں بتوں کو گرانا، علمائے کرام اور پاکستان کے ساتھ آپ کا رویہ، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ (کو امریکہ کے حوالہ نہ کرنے کا) معاملہ، پوست کی کاشت پر پابندی عائد کرنا اور اس کے علاوہ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں۔ یہ وہ واقعات ہیں جن کو نوجوانوں کے سامنے مدون شکل میں پیش کیا جانا چاہیے......جیسا کہ تاریخ ساز افراد سے متعلّق واقعات وحقائق اور اُن کے کارناموں کو مرتب کیا جاتا ہے......

اگرچہ ہمارے سامنے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو کفار کے حوالے نہ کرنے کا کارنامہ ہی زیادہ رہتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے اس طرح کے اور بہت سے کلام اور کارنامے ہیں ......جن کے نتائج آج ہم دیکھ رہے ہیں......جیسا کہ ان کا قول ہے کہ ''میں دو وعدوں کے بیچ میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مدد کا وعدہ کیا ہے جب کہ بش نے شکست اور ہلاکت کا اور میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پر مضبوطی سے قائم ہوں......اب ہم دیکھیں گے کہ کونسا وعدہ سچّا ثابت ہوتا ہے''......اور اس طرح کے بہت سے کلمات ہیں جو (وقتاً فوقتاً) ثابت بھی ہوئے ہیں......مثلاً آپ نے فرمایا کہ ''امریکہ ایک بڑا ملک ہے لیکن عقل کا چھوٹا اور مغرور ہے''۔

میں نے امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کو ابھی تک اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن میں اللہ تعالیٰ کو، آپ سب کو اور تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ مجھے ان سے بہت ہی زیادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق پر ثابت رکھے ہمارا اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہو، آمین!

اے اللہ! ان کی ایسی مدد فرما جیسی تو نے اپنے دین کی مدد فرمائی......اے اللہ! اے کریم ذات! بہت احسان کرنے والے! اے بہت ہی عطا کرنے والے! اے بڑے مہربان، نہایت رحم والے! تیرے اس بندے نے تجھ سے عہد وفا کیا اور تیری بات کی تصدیق کی، تیرے وعدے پر یقین کیا، اپنے معاملات میں صرف اور صرف تجھ پر بھروسہ کیا......اے اللہ! اس کو ناکام ہونے سے بچا......اے سخیوں کے سخی! اگر تو نے اس کی مدد نہ کی تو تیری بہت سی مخلوق فتنہ میں پڑ جائے گی......اس کائنات کے اسرار و رموز ایک آزمائش ہیں جس کے ذریعے سے آپ جسے چاہتے ہیں گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ہدایت بخش دیتے ہیں۔ ہمارے حامی و ناصر آپ ہیں۔ پس ہمیں معاف کر دیجیے اور ہم پر رحم فرمایے آپ سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے ہیں۔

یہ سب کچھ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا کمال ہے ورنہ انسان میں تو جس قدر کمالات اور خوبیاں ہوتی ہیں اتنے ہی نقائص وعیوب بھی ہوتے ہیں......ہم صرف کمالات کا تذکرہ کرتے ہیں اور عیبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں......اللہ کی قسم! میرے نزدیک امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ تاریخ کی ایک عظیم اور متاخر زمانے کی نادر شخصیت ہیں، جن کے مثل کم ہی شخصیات ہیں......اس عطا پر اللہ جل شانہ کا شکر ہے جس کے سوا کوئی معبود اور رب نہیں ہے......

امیر المومنین نصرہ اللہ اور ان کے عرب و عجم کے تمام ساتھی اپنے عہد پر اور راہ حق پر گامزن ہیں۔ تا قیام قیامت ان کا کوئی مخالف اور رسوا کرنے والا ان کو زیر نہیں کر سکے گا......اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور نصرت سے ان کو تقویت بخشے اور ان کی مشکلات آسان کرے اور ان سے خاص رحمت والا معاملہ فرمائے، وہی کارساز اور تعریفوں والا ہے، آمین۔

والحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

''امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تقاضہ ہے کہ داعی ایسا شخص ہو جو لوگوں سے محبت کرتا ہو، دور اندیش ہو اور لوگوں کے لیے کلام میں نرم ہو۔ کسی سے مخاطب ہو کر یہ نا کہیے'' میں تم سے اللہ کے لیے نفرت کرتا ہوں، کیوں کہ تم فلاں اور فلاں برائی میں ملوث ہو''، کیا آپ اس انداز سے مخاطب نہیں ہو سکتے کہ'' میرے بھائی! میں تم سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہوں، ہاں مگر میں تم سے کچھ معمولی خطا سرزد ہوتے پاتا ہوں''۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

حضرات شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ، شیخ الہندؒ سے طالبان عظیم الشان تک ایک ہی سلسلۃ الذہب

خباب اسماعیل

خطۂ خراسان اور برصغیر کی سرزمین پر ہجرت، جہاد اور نصرت دین کی تاریخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے ہی شروع ہوتی ہے...... اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوزِ دعوت، جذبہ جہاد اور اخلاق عالیہ واوصاف حمیدہ ہی کی بدولت اس خطے میں ایمان وعمل کی ایسی مبارک ہوائیں چلیں کہ صدیاں بیت گئیں لیکن یہاں سے آج بھی ابطالِ اسلام کے لشکر نکل رہے ہیں، اُن کی نصرت کے سامان ہو رہے ہیں اور دین کے غلبہ کے لیے ہر طرح کی آزمائشوں سے نبرد آزما ہو کر جہادی قافلے رواں دواں ہیں......

اورنگ زیب عالم گیر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے نظم اجتماعی میں خلل پیش آیا اور نظام میں شریعت سے متصادم امور کا دخل شروع ہوا تو نظام سلطنت میں بھی بگاڑ کے آثار نمایاں ہونے لگے......محلاتی سازشوں اور اقتدار کی چھینا جھپٹی کی وجہ سے اہل اسلام کی قوت منتشر ہوتی گئی اور ہندو مرہٹے روز بروز طاقت پکڑتے چلے گئے......ایسے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علم وعمل کے میدان کے شہہ سوار، سامنے آئے اور مسلمانوں کے بکھرتے شیرازے کو مجتمع کرنے کے لیے علمی وعملی معرکہ آرائیوں کے میدان میں اترے......آپ رحمہ اللہ نے نا صرف مغل بادشاہوں کو راہ راست پر لانے کی سرتوڑ کوششیں کیں بلکہ مسلمانوں کی کمزور ہوتی حالت اور ہندوؤں کی چڑھتے طوفان کے حالات کو دیکھتے ہوئے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی تاکہ مرہٹوں کا زور توڑا جا سکے اور اُن کے وسیع وعریض ہندو سلطنت قائم کرنے کے خواب کو چکنا چور کیا جا سکے، چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۷ء تک ہندوستان پر پے در پے حملے کیے اور ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے معرکہ میں مرہٹوں کی ایسی کمر توڑی کہ مسلمان حکام کی تمام تر کمزوریوں اور ناعاقبت اندیشیوں کے باوجود وہ دوبارہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہے......

انگریز 'ایسٹ انڈیا کمپنی' کی آڑ میں ہندوستان آئے اور رفتہ رفتہ یہاں اپنی سیاسی وعسکری گرفت مضبوط کرتے چلے گئے......شہید سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان شہید علیہما الرحمہ نے فرنگیوں کے عزائم کو بھانپتے ہوئے اُن کی یلغاروں کے سامنے بند باندھنے کی بھرپور کوششیں کیں لیکن غدارانِ دین وملت کی بدولت فرنگی اُنہیں شہید کرنے اور اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہوگئے......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فرزند اور علمائے ہندوستان کے سرخیل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے عملی طور پر برصغیر کو فرنگی سامراج کے ہاتھوں میں جاتے دیکھ کر ۱۸۰۵ء میں ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا......آپ نے اس متعلّق صرف فتویٰ ہی نہیں دیا بلکہ ایک ایسا قافلہ سالار بھی تیار کیا جس نے برصغیر کی تاریخ میں دعوت وجہاد کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے جن کی پیروی کرتے ہوئے زمانۂ موجود تک جہادی قافلہ رواں دواں ہے......حضرت سید احمد بریلوی شہید رحمہ اللہ آپ کے فیوض ہی کو سمیٹے ہوئے اس راہِ جہاد میں آئے، وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور معرفت وسلوک کی منازل طے کیں، آپ کے ہی توسط سے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی صورت میں خاندان ولی اللہ کا قیمتی موتی حضرت سید احمد رحمہ اللہ کا ہم رکاب بنا......

سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک نے اسی سرزمین ہند سے ہجرت کی اور خطہ خراسان کے انصار کے ہمراہ انیسویں صدی عیسوی میں احیائے دین کی ایسی جان دار اور شان دار تحریک کی بنا رکھی جس کے کرداروں میں دورِ صحابہ کی جھلک دکھائی دیتی تھی......آپ رحمہ اللہ نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے ایسے مردانِ کار اکٹھے فرمائے جو دین و ایمان پر ہر شے نچھاور کرنے کا داعیہ اور شہادت کا بے پایاں جذبہ اپنے اندر رکھتے تھے، انہیں لے کر آپ رحمہ اللہ' علمائے صادقین کی معیت میں ہجرت و جہاد کے راستے پر گامزن ہوئے......افغانستان اور قبائل کے غیرت مندوں کی سرزمین پر ہی آپ کی نظریں تھیں......اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے انصار واعوان بھی عطا فرمائے

اڑھائی صدیوں سے عزیمت کے ہی راہی اپنے رب کے بتائے اور سکھلائے ہوئے راستوں پر یکسوئی سے چلتے چلے جا رہے ہیں......حالات کی کٹھنائیاں اور جبر وتشدد کی گھاٹیاں ان کے اکابر نے بھی عبور کیں اور رب کے حضور سرخرو ٹھہرے اور یہ بھی اپنے مالک ہی کی توفیق سے ان مشقتوں اور کلفتوں کو انگیز کرتے ہوئے 'شریعت یا شہادت' میں سے کسی ایک تک جا پہنچنے کی سعی دمِ آخر تک کرتے رہیں گے! خائب وخاسر ہو چکی 'رائل انڈین آرمی' اپنے آقاؤں سمیت......محرومی اور قنوطیت طاری رہے گی کفر اور اُس کے فرنٹ لائن اتحادیوں پر! قافلہ جہاد کے راہیوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد وتائید سے کل بھی فرنگی کا غرور توڑا تھا اور آج بھی ایک نہیں پانچ درجن صلیبی اتحادیوں کو شکست سے دوچار کیا ہے......

جنہوں نے ہندوستان کے دور دراز سے آئے ان مہاجرین کی نصرت و اکرام کا حق ادا کیا اور یہ قافلہ مہاجرین وانصار بالاکوٹ کی وادی میں اپنی منزل مراد سے ہم کنار ہوا...... دنیاوی پیمانوں سے ہر شے کو جانچنے والوں کے نزدیک یہ تحریک جہاد ناکامی پر منتج ہوئی لیکن اللہ پاک کی حکمتوں، اُس کی پوشیدہ مصلحتوں اور اُس کی تدابیر کا احاطہ کرنا دنیاوی پیمانوں سے کبھی بھی ممکن نہیں......

اصلاً یہ تحریک قرنِ اول کے تقویٰ، للّٰہیت، خداترسی، قربانی وایثار اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کو پروان چڑھانے، اسی طبع ومزاج کی بنیاد پر اسلامی معاشرے کی تعمیر وترقی اور اس میں دین کی اشاعت، ترویج اور نفاذ کی تڑپ پیدا کرنے والی تحریک تھی...... جو کہ اپنے مؤسسین قافلہ کے منزل شہادت پر پہنچ جانے کے باوجود بھی دوصدیوں سے جاری وساری ہے......

سیدین شہیدین علیہماالرحمۃ کا مبارک خون بالاکوٹ کے دامن میں بہا تو تحریک جہاد' وقتی ضعف کا شکار ضرور ہوئی لیکن محض ۲۰ سال کے اندر اندر اس تحریک جہاد وحریت کے افکار ونظریات ہندوستان کے کونے کونے میں سرایت کر گئے...... حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے قافلے کے اہم ترین بزرگ میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ کو حضرت سید احمدؒ نے صوبہ سرحد ہی سے ہندوستان واپس بھیج دیا تاکہ تحریک جہاد کی پشتی بانی اور نصرت کا سلسلہ ہندوستان کی سرزمین سے جاری وساری رہے اور حضرت میاں جی رحمہ اللہ تعلیم، دعوت، تذکیر اور تربیت کے میدان میں رہتے ہوئے تحریک جہاد کے لیے افرادی قوت بھی بہم پہنچاتے رہیں اور اس راستے کے لیے وسائل بھی مہیا ہوتے رہیں......

سانحۂ بالاکوٹ کے بعد حضرت میاں جی رحمہ اللہ ہندوستان میں وہ فرض ادا کرتے رہے جو حضرت سید شہیدؒ اُن کے ذمے لگا کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے...... حضرت میاں جی رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے بیعت کی اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر تحریک جہاد کو ہندوستان بھر میں منظم ومضبوط کرنے میں لگے رہے......۱۸۵۷ء کا جہاد، شاملی کے میدان میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی قیادت میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ جیسے بزرگ جہادی کارناموں سے متصف دکھائی دیتے ہیں اور حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ جیسے اللہ کے ولی اس جہاد کی اپنے خون سے آبیاری کرتے ہیں...... تحریک جہاد کا یہی سلسلہ ہے جو دارالعلوم دیوبند کی تاسیس وتعمیر کا سبب قرار پاتا ہے...... حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب انگریز کی اجنبی حکومت نے اس ملک پر پورا قبضہ جما لیا اور حق وباطل کے درمیان کشمکش شروع ہوئی اور ایک مستقل لڑائی ٹھن گئی...... بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ نے مدرسہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ ''میری خواہش ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا ہر فیض یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کر دے اور اس مدرسے کا ہر طالب علم ہر قسم کے سامراج کے لیے زہرِ قاتل بن جائے۔ انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں خواہ دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بج جائے، جنگ بہرحال جاری رہے گی''۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے اسی چشمۂ فیض سے سیراب ہونے والوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نے ہندوستان کے طول وعرض میں فرنگی کے خلاف بغاوت کی قیادت کی...... تحریک شیخ الہند جیسی عظیم ومربوط جدوجہد میں آپ کا قائدانہ کردار تاریخ کبھی فراموش نہیں کر پائے گی...... آپ کی علمی ثقاہت، تقویٰ وورع، للّٰہیت ودیانت اور زہد واتقا پورے ہندوستان میں مسلمہ تھا...... اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک نڈر جہادی قائد، بے باک ودلیر رہنما، عزم، ہمت، اولوالعزمی اور عزیمت کی تمام صفات سے متصف تھے...... ہندوستان بھر میں برپا کی گئی تحریک کے نتیجے میں آپ کی امیدوں کا مرکز ومحور خلافت عثمانیہ کی عسکری مدد اور آزاد قبائل میں موجود غیور مجاہدین ہی تھے......

ان غیور قبائل کی قیادت حاجی صاحب ترنگزئی رحمہ اللہ کی ہاتھوں میں تھی...... حاجی صاحب رحمہ اللہ، حضرت شیخ الہند کے شاگرد اور معتمد خاص تھے...... شیخ الہند رحمہ اللہ کے ساتھ آپ فریضہ حج ادا کرنے کے لیے بھی تشریف لے گئے۔ دوران حج ان کی ملاقات حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے رہی۔ اس دوران بشمول حضرت گنگوہیؒ ان تمام حضرات نے ہندوستان واپس جانے کے بعد انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس کے ذمہ دار شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ صاحب بنائے گئے، جب کہ حاجی صاحب ترنگ زئی کو اس منصوبے کے تحت امیر جہاد مقرر کیا گیا اور ان کو صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں میں لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کرنے کا فریضہ سونپا گیا۔ یہ منصوبہ بھی دراصل سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کا تسلسل تھا۔ اس منصوبے کے تحت ایک طرف ہندوستان میں وعظ ونصیحت کے ذریعے انگریزوں کے خلاف فضا ہموار کرنا تھی، اسلامی مدارس کا اجرا، انگریزی عدالتوں اور انگریزی تعلیم کا خفیہ طور پر مقاطعہ کرنے کی ترغیب دلانا تھا۔

دوسری طرف انگریزوں کے خلاف عملی جہاد کا آغاز تھا اور اس کے لیے سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی طرح صوبہ سرحد کو ہی منتخب کیا گیا۔ امیر جہاد کی حیثیت سے حاجی صاحب کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ سرحدی علاقوں میں دورے کر کے عوام کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو منظم کیا جائے تاکہ وہ انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے باہمی اختلافات مٹا کر اور مومنانہ شان سے متحدہ طاقت بن جائیں تاکہ جہاد آزادی کا میابی سے ہم کنار ہو سکے۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے آزاد قبائل ہی کو اپنی تحریک کا مرکز بنانے کا ارادہ

کر رکھا تھا......انگریز نے حضرت شیخ الہند کو گرفتار کر کے اسارتِ مالٹا سے دوچار کیا تو حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی دعوتی و جہادی تحریک کو ماند نہیں پڑنے دیا بلکہ آخری دم تک انگریزوں پر عرصہ حیات تنگ کیے رکھا اور مجاہدین حاجی صاحب رحمہ اللہ کے شانہ بشانہ رہے......دسمبر ۱۹۳۷ء میں آپ رحمہ اللہ جہان فانی سے کوچ کر گئے......

حاجی صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے تقریباً ایک سال قبل ۱۹۳۶ء میں فقیر اپی رحمہ اللہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کی صفوں کو مزید مضبوط کیا اور آپ کی وفات سے ایک سال قبل وزیرستان کے قبائل کو فرنگی نظام کے خلاف مضبوط مورچے میں ڈھال دیا......فقیر اپی اور ملا پاوندہ رحمہما' دو ایسے جہادی کردار ہیں جنہیں انگریز آخر دم تک زیر نہ کر سکا اور وہ پوری طرح انگریز کر غالب ہی رہے......انگریز قبائلی علاقوں کی فتح کا خواب دیکھتا دیکھتا ہی رخصت ہوا لیکن اُس کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا......

تقسیم ہند کے موقع پر فقیر اپی رحمہ اللہ نے چند شرائط کے ساتھ قیام پاکستان کی حمایت کا فیصلہ کیا لیکن مختصر عرصہ بعد ہی آپ کو احساس ہو گیا کہ مسلمانانِ برصغیر سے 'پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ' کی بنیاد پر قربانیاں لینے والا طبقہ ہی اس نعرہ اور نظریہ کا اصل دشمن ہے......اسلام کے نام پر یہاں کے مسلمانوں سے بہت بڑا دھوکہ ہوا لہٰذا آپ نے اپنی جہادی کارروائیوں کا رُخ نظام پاکستان کی جانب موڑ دیا......'رائل انڈین آرمی' جس کے ایک یونٹ کے طور پر ''پاک فوج'' کو کردار سونپا گیا' نے قیام پاکستان کے فوراً بعد سے ہی قبائلی اور بلوچی مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہو گئی، اس فوج نے فقیر اپی اور محسود مجاہدین کے اجتماعات پر بم باریاں کر کے ایک ہی دن میں ہزار ہا قبائلی مسلمانوں کا قتلِ عام کیا......حضرت فقیر اپی ۱۹۶۰ء میں اپنی وفات تک نظام پاکستان سے برسرِ پیکار رہے

آپ کی وفات کے بعد امیر نیاز علی خان آپ کے جانشین قرار پائے، اُنہیں جب امیر بنایا گیا تو اُن کے حق میں 'امیر المجاہدین' کی بیعت لی گئی۔ لاکھوں افراد کی بیعت کے لیے تین بڑے بڑے رجسٹر استعمال کیے گئے۔ بیعت مکمل ہونے کے بعد آپ کو رسمی طور پر 'امیر المجاہدین' کا خطاب دیا گیا۔ آپ نے امارت سنبھالنے کے بعد قبائلی علاقہ جات میں اصلاحی عمل جاری رکھا اور بتدریج شرعی احکامات نافذ کرتے گئے۔ مثلاً: نماز و روزہ کی سختی سے پابندی، عورت کے حق مہر کی ادائیگی، دشمنی کے دوران چھوٹے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی ممانعت، فصلوں کو جلا ڈالنے، گھروں کو آگ لگانے اور مویشیوں کو مارنے کی ممانعت، شادی میں ڈھول باجوں اور گانوں کی ممانعت وغیرہ۔ یوں آپ مختلف شرعی قوانین کا نفاذ کرتے گئے اور قبائلی علاقہ جات کی سطح پر نفاذِ شریعت کے عمل کا آغاز کر دیا۔

چند سال بعد افغانستان میں بیرونی مداخلت بڑھ گئی جس کے ردِعمل میں جہاد کا سلسلہ دھیرے دھیرے شروع ہو گیا۔ جہادِ افغانستان کے آغاز ہی میں مولوی یونس خالص رحمہ اللہ علیہ سمیت کئی جہادی قائدین آپ کا تعاون حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے بقدرِ استطاعت ان مجاہدین کا ساتھ دیا۔ آپ کے بیٹوں الحاج نور ولی خان، حاجی خان وزیر اور الحاج شیر محمد خان نے افغان جہاد میں 'گورویک' کی طرف سے مجاہدین کی کمان سنبھالی اور روسیوں کو سخت نقصانات پہنچائے، ان کے ہیلی کاپٹر مار گرائے، ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کو تباہ کیا۔ گورویک کی توپوں کو اونٹوں پر لاد کر لایا گیا اور روسی فوج کے مراکز پر گولہ باری کی گئی۔ اس دوران میں آپ دیگر جہادی گروپوں کے ساتھ بھی اسلحے اور اموال کی مد میں تعاون کرتے رہے۔ شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ علیہ ۱۹۸۶ء میں 'مجلّہ الجہاد' میں چھپنے والے اپنے ایک مضمون میں آپ کا تذکرہ کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''سرحدی پٹی میں بسنے والے قبائل میں سب سے بڑا وزیر قبیلہ ہے۔ اس کے نمایاں قائد امیر نیاز علی خان ہیں جنہیں 'امیر المجاہدین' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ مجاہدین کے ساتھ اپنے بھرپور تعاون وحمایت کے سبب معروف ہیں''۔ (القبائل والجهاد، موسوعة الشيخ عزام رحمہ اللہ، المجلد الثانی) بالآخر لاکھوں قربانیوں کے بعد روس افغانستان چھوڑنے پر مجبُور ہوا۔ پھر طالبان کے دور میں آپ نے طالبان تحریک کا بھی بھرپور ساتھ دیا......

یوں اس دعوتی اور جہادی تحریک کی تاریخی کڑی کا سلسلہ امارت اسلامیہ افغانستان تک آن پہنچتا ہے......اس دوران میں ماہ و سال گزرے، بلکہ صدیاں بیت گئیں......نام اور کردار بدلتے رہے، قافلہ جہاد نے گرم و سرد موسموں کا سامنا کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا......اول دن سے اس قافلہ کے سرکردہ افراد اور قیادت کے مناصب پر فائز ابطال کا تعلّق علمائے دین اور طلبائے دین کے مبارک طبقہ سے رہا......علما اور طلبہ ہی اس جہادی کاررواں کے روحِ رواں رہے......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے افکار و نظریات نے جس تحریک کی بنیاد رکھی اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خانقاہ میں جس تحریک کے لیے حضرت سید احمد شہید، حضرت شاہ اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحئی رحمہم اللہ جیسے بزرگوں سے سلوک واحسان کی منازل طے کیں اور سرزمین سرحد میں اپنے متبرک لہو سے شجرِ جہاد کو سینچا......اسی تحریک کا علم سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے اٹھایا اور آپ کے متعلقین و وابستگان میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جیسے نابغہ روزگار علما' جنہوں نے نا صرف فرنگی کافروں کے خلاف عملی میدان میں جہاد و قتال کی سعادتیں سمیٹیں بلکہ شریعت، جہاد، طاغوت سے برات اور اسلام کی حاکمیت اعلیٰ قائم کرنے کے لیے علمائے صادقین کی اولوالعزم جماعت تیار کی......اسی جماعت نے شیخ الہند حضرت محمود الحسن رحمہ اللہ کی قیادت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں مضبوط ترین تحریک چلائی......شیخ الہند رحمہ اللہ سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ حاجی صاحب ترنگزئی، ملا پاوندہ، فقیر اپی رحمہم اللہ اور اُن کے بعد امیر نیاز خان تک پہنچتا ہے......

یہاں تو چند سطور میں ان برگزیدہ ہستیوں کے تذکرے کو سمیٹ دیا گیا...... وگرنہ حق یہ ہے کہ ان میں سے ایک ایک کے کردار و عمل اور مسلمانانِ برصغیر کی تاریخ پر ثبت

کیے گئے گہرے نقوش پر بلا مبالغہ کئی دفتر رقم کیے جا سکتے ہیں......ان میں سے ہر بزرگ اپنے بعد آنے والی نسلوں کو شریعت کو حکم بنانے، دین کی بنیاد پر ڈٹ کر کھڑے ہونے، ہر قسم کے طاغوت سے نفرت اور برات کا ایسا درس دے گئے جس کی روشنی میں یہ قافلہ جہاد آج بھی جانب منزل گامزن ہے......امارت اسلامیہ افغانستان اور مجاہدینِ طالبان' علمائے کرام کی قیادت میں اِنہی بزرگوں کی سیرت سے روشنی لیتے اور ان کے نقوش ہائے قدم پر چلتے ہوئے سعادت وشہادت کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں......

کل کے طواغیت کا سرادر ''برطانیہ عظمیٰ'' اپنی رائل انڈین آرمی سمیت ان خاک نشینوں کے مقابلے میں عاجز رہا اور آج کا طاغوتِ اکبر امریکہ اپنے ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' اور کٹھ پتلی افغان و پاکستانی حکمرانوں سمیت اس تحریک جہاد کو دبانے اور مٹانے میں ناکام ونامراد ہو چکا ہے......اڑھائی صدیوں سے عزیمت کے یہ راہی اپنے رب کے بتائے اور سکھلائے ہوئے راستوں پر یکسوئی سے چلتے چلے جا رہے ہیں......حالات کی کٹھنائیاں اور جبر وتشدد کی گھاٹیاں ان کے اکابر نے بھی عبور کیں اور رب کے حضور سرخرو ٹھہرے اور یہ بھی اپنے مالک ہی کی توفیق سے ان مشقتوں اور کلفتوں کو انگیز کرتے ہوئے 'شریعت یا شہادت' میں سے کسی ایک تک جا پہنچنے کی سعی دمِ آخر تک کرتے رہیں گے! خائب وخاسر ہو چکی 'رائل انڈین آرمی' اپنے آقاؤں سمیت......محرومی اور قنوطیت طاری رہے گی کفر اور اُس کے فرنٹ لائن اتحادیوں پر! قافلہ جہاد کے راہیوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد وتائید سے کل بھی فرنگی کا غرور توڑا تھا اور آج بھی ایک نہیں پانچ درجن صلیبی اتحادیوں کو شکست سے دوچار کیا ہے......ان کی آخری منزل کل بھی شریعت یا شہادت تھی اور یہ اپنی منزل پر پہنچنے میں سو فی صدی کامیاب ہوئے اور آج بھی شریعت یا شہادت ہی ان کا مطمع نظر اور تمنا ومقصد ہے......اور آج بھی یہ اپنے پروردگار کی رحمتوں کی بدولت اپنے مقصد اور مطمع نظر کو حاصل کرتے اور فائز المرام ہوتے چلے جا رہے ہیں!

☆☆☆☆☆

بقیہ: شاتمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور ان کو جہنم واصل کرنے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ

گستاخِ رسول ''عبدالحق قادیانی'' حاجی محمد مانک رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۶۷ میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''بھوشن عرف بھوشو'' بابا عبدالمنان کے ہاتھوں ۱۹۳۷ میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''چوہدری کھیم چند'' منظور حسین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۴۱ میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''نینو مہاراج'' عبدالخالق قریشی کے ہاتھوں ۱۹۴۶ میں ہاتھوں قتل ہوا۔

''لیکھر ام آریہ سماجی'' کسی نامعلوم مسلمان مجاہد کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ویر بھان'' بھی کسی نامعلوم مسلمان مجاہد کے ہاتھوں ۱۹۳۵ میں قتل ہوا

گستاخ رسول ''ہری چند ڈوگر'' (سپاہی) کو غازی میاں محمد شہید رحمہ اللہ نے ۱۹۳۷ء میں قتل کیا۔

گستاخ رسول ''بھوشن عرف بھوشو'' کو غازی بابا عبدالمنان ۱۹۳۷ء میں قتل کیا۔

گستاخ رسول ''چنچل سنگھ'' کو ۱۹۳۸ء میں غازی صوفی عبداللہ شہید رحمہ اللہ نے قتل کیا۔

۱۹۳۸ء میں کلکتہ میں ایک گستاخ غازی امیر احمد شہید اور عبداللہ شہید رحمہما اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''چوہدری کھیم چند'' کو ۱۹۴۱ء میں غازی منظور حسین شہید اور غازی عبدالعزیز شہید رحمہما اللہ نے قتل کیا۔

غازی عبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے ایک گستاخ سکھ کو مانسہرہ شہر میں قتل کیا۔

گستاخ رسول ''رام داس'' کو غازی مہر محمد امین اور غازی چوہدری محمد اعظم رحمہما اللہ نے ۱۹۴۶ء میں قتل کیا۔

گستاخ رسول ''نینوں مہاراج'' کو ۱۹۴۶ء میں غازی عبدالخالق قریشی رحمہ اللہ نے قتل کیا۔

گستاخ رسول ''لیکھر ام آریہ سماجی'' کو گم نام مسلمان مجاہد نے قتل کیا۔

گستاخ رسول ''پادری سیموئیل'' کو ۱۹۶۱ء میں غازی زاہد حسین نے قتل کیا۔

گستاخ رسول ''یوسف کذاب'' ۲۰۰۰ء میں کوٹ لکھپت جیل لاہور میں انجام کو پہنچا۔

گستاخ رسول ''ہیزرک بروڈر ایڈیٹر'' کو جرمنی میں عامر چیمہ شہید رحمہ اللہ نے قاتلانہ حملے میں زخمی کیا، جو بعد ازاں جہنم واصل ہوگیا۔

گستاخ رسول ''سلمان تاثیر'' کو ۲۰۱۰ء میں غازی ممتاز قادری فک اللہ اسرہ نے قتل کیا۔

☆☆☆☆☆

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اس کتے کا ذکر کیا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدلہ لیا...... ''ایک دن نصاریٰ کے بڑوں کی ایک جماعت منگولوں کی ایک تقریب میں شرکت کے لیے روانہ ہوئی جو ایک منگول شہزادے کی نصرانیت قبول کرنے پر منعقد کی گئی تھی، اس تقریب میں ایک عیسائی مبلغ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکی، قریب ہی ایک شکاری کتا باندھا ہوا تھا جو اس صلیبی کی طرف سے گالی بکنے پر چھلانگیں مارنے لگا اور زور دار جھٹکا دے کر رسی نکالی اور اس بدبخت صلیبی پر ٹوٹ پڑا اور اس کو کاٹا اس پر لوگوں نے اس کتے کو قابو کیا اور ہٹایا، تقریب میں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف تمہاری گفتگو کی وجہ سے ہوا، اس صلیبی نے کہا: بالکل نہیں، بلکہ یہ کتا خوددار ہے جب اس نے بات چیت کے دوران مجھے دیکھا کہ میں بار بار ہاتھ اٹھا رہا ہوں اس نے سمجھا کہ میں اس کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا رہا ہوں تو اس نے مجھ پر حملہ کر دیا، یہ کہہ کر اس بدبخت نے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر گالی بکی، اس بار کتے نے رسی کی کاٹ دی اور سیدھا اس صلیبی پر چھلانگ لگا کر اس کے منحوس گردن کو دبوچ لیا اور وہ فوراً ہلاک ہوگیا، اس کو دیکھ کر ۴۰ ہزار منگولوں نے اسلام قبول کیا''......ہمارے حکمران کاٹ نہیں سکتے کم از کم بھونک تو لیتے مگر یہ صرف اسلام کے خلاف بھونک سکتے ہیں۔

وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

استاد امین اللہ قاسمی

وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

''اور فتح و نصرت تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے''

پچھلے تیرہ سال افغانستان کی سرزمین پر کفر و اسلام کی ایک تاریخی جنگ لڑی گئی......ایمانی بصیرت کے حاملین جن کے پاس آیاتِ ربانی اور اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور موجود تھا اور جو معرکہ حق و باطل کی تاریخ سے واقف تھے، انہیں تو جنگ کے آغاز سے ہی نتائج کا ادراک تھا......کیوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کلام جا بجا اہلِ ایمان کو اس معرکے کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے......ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلة: ٢١)

''اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر ہی غالب رہیں گے......یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے''......

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الصافات ١٧١۔١٧٣)

'' اور اپنے پیغام پہنچانے والے بندوں سے ہمارا وعدہ ہو چکا ہے کہ وہی (مظفر و) منصور ہیں اور ہمارا لشکر غالب رہے گا''۔

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدة: ٥٦)

''اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا اور) اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے''۔

اسی مفہوم کی دیگر متعدد آیات قرآنِ کریم میں وارد ہیں جو اہلِ ایمان کو فتح و شکست کے حقیقی اسباب سے آگاہ کرتی ہیں......پھر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فتوحاتِ مصر و فارس اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت کے ان وعدوں کی عملی مثالیں ہیں جو ہر دور میں اہلِ ایمان کو کفر کے لشکروں کے سامنے صف بندی کا حوصلہ اور کامیابی کا یقین دلاتی ہیں......

لیکن مادیت پرست دنیا کے بندوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جنگ کا نتیجہ اس انداز میں نکلے گا......یہی عقل پرست اور اعداد و شمار کے غلام عسکری تجزیہ نگار آج کفر کی ذلت آمیز ہزیمت کے او پر انگشت بدنداں ہیں......دنیا بھر کے کفر کے اس اتحادی لشکر کے مقابلے میں جو جدید ترین ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی سے لیس تھا، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بے سرو سامان بندوں کی استقامت اور فتح کی ایک ہی تعبیر اور توجیح ممکن ہے اور وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خصوصی تائید و نصرت ہے جو اس معرکے کے ہر مرحلے اور ہر قدم پر مجاہدین کے شاملِ حال رہی......بلا مبالغہ اس جنگ کا ہر دن اور ہر محاذ نصرتِ غیبی کے لاتعداد مظاہر و مناظر سے بھرپور ہے لیکن ہم یہاں چند چیدہ چیدہ جھلکیوں پر اکتفا کریں گے......کاش کہ ہماری امت کو یہ خبر پہنچ جائے کہ کائنات کے بادشاہ نے اپنے نہتے بندوں کے ہاتھوں دنیا کے جھوٹے خداؤں کے کبر و نخوت کو افغانستان کے ریگ زاروں کی خاک میں ملا دیا ہے!

نصرتِ الٰہی کا اولین مظہر: نڈر جہادی قیادت اور امیرِ لشکر 'عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللّٰہ:

بلاشبہ جنگ کے نتائج میں لشکروں کے سپہ سالار بنیادی اہمیّت رکھتے ہیں......کفر و اسلام کے اس معرکے میں بھی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا کہ تاریخ کے ایک ایسے دور میں جب کہ امتِ مسلمہ قیادت کے بدترین بحران کا شکار ہے اور دشمنوں نے تعلیم و سیاست اور ابلاغ کے میدانوں میں الحاد و دہریت، فحاشی، مادیت اور حرث و ہوس کی یلغار سے امت کو وہن میں مبتلا کرنے کی پوری کوشش شروع کر رکھی ہے ان حالات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے عرب و عجم کے ہیرے افغانستان میں اکٹھے کر دیے......مجاہدین کو ایک ایسی نڈر اور مخلص قیادت نصیب ہوئی جس نے دنیا کو لات ماردی اور اپنے جان، مال، اولاد، وطن، سب کچھ اللہ کے دین کی سربلندی اور مسلم سرزمینوں کی آزادی اور دفاع کی خاطر قربان کر دیا......ان جہادی قائدین نے صلیبی کفر کے اس حملے سے پہلے ہی افغانستان میں امت کے نوجوانوں کی ایک پوری نسل کو مقابلے کے لیے منظّم کرنا شروع کر دیا اور ان کی ایسی جسمانی اور فکری تربیت کی کہ وہ تیرہ سال تک شدید ترین حالات میں اس یلغار کے سامنے سینہ سپر رہے اور شاید ہی کوئی مثال تلاش کی جا سکے کہ ان میں سے کوئی پیچھے ہٹا یا میدان چھوڑ کر بھاگا ہو......اس بھی بڑھ کا تائید باری تعالیٰ کا اظہار ہوا جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس لشکر کی امارت کے لیے اپنے ایک ایسے بندے کو چنا جو دینی غیرت و حمیت سے سرشار اور اپنے رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا سچّا غلام ہے جس کے دل میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کا خوف نہیں تھا......

۱۱/ ۹ کو جب مجددِ جہاد، محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ نے مقدساتِ اسلام اور مسلم سرزمینوں کی صلیبیوں سے بازیابی کے لیے امت کے ۱۹ سرخیل جاں بازوں کے ذریعے طاغوتِ اکبر کے عین قلب میں گھاؤ لگایا تو کفر کا سرغنہ بلبلا اٹھا......

امریکہ نے ہڑبڑاتے ہوئے امتِ مسلمہ کو للکارا کہ ''شیخ اسامہؒ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ!!! ورنہ ہم تمہیں نیست و نابود کر دیں گے، پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے وغیرہ وغیرہ''...... مسلمانوں کے اوپر مسلط بزدل حکمران ٹھٹک کر اپنے بلوں میں گھس گئے اور ایٹمی ہتھیاروں سے لیس کمانڈو جرنیلوں نے ایک فون کال پر گھٹنے ٹیک دیے...... امریکہ کے سامنے ایسے سجدہ ریز ہوئے کہ امت کے خون سے پلنے والی فوج اور اس کے وسائل کو اس کی معاونت کے لیے پیش کر دیا...... اس صورت حال میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی نصرت سے اپنے بندے کو ایسی جرات اور ثبات عطا کیا کہ وہ شیخ اسامہؒ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا اور کفر کی للکار کا ایسے ہی جواں مردی سے جواب دیا:

''پورا افغانستان بھی لٹ جائے اور ہم تباہ برباد بھی ہو جائیں تو بھی شیخ اسامہؒ کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالے کر دوں، ہماری قوم غیرتِ اسلامی سے سرشار ہے اور ہم ہر قسم کے خطرات کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں...... امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کر لے ہم بھی جو کر سکتے ہیں کریں گے''......

ان دنوں پاکستانی علما کا ایک وفد امیر المومنین نصرہ اللہ سے ملاقات کے لیے گیا تھا...... شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس کی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب علما نے امیر المومنین حفظہ اللہ کی غیرتِ ایمانی کو دیکھا تو مولانا حلیم اللہ اور تمام علما رونے لگے کہ خدا کی قسم یہ صحابہ کے زمانے کے لوگ ہیں جو اس زمانے میں آئے ہیں...... ملا محمد عمر حفظہ اللہ نے فرمایا: ''میں اسامہ کے بارے میں دعائیں مانگتا ہوں کہ مولا اس کی زندگی کو دراز فرما، میں تمام رات روتا ہوں، مدینہ منورہ سے جو آدمی جہاد کے لیے آیا ہے میں اسے کفار کے حوالے کیسے کر دوں؟؟؟؟''......

اس کے بعد جنگ شروع ہو گئی اور کفر جو کر سکتا تھا اس نے کیا لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندے کے قدموں میں ایک ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آنے دی...... جنگ کے آغاز میں جب بم باریاں اور سقوط ہو چکا اس کے بعد امیر لمومنین نے اپنے ساتھیوں اور امت کو جو پیغام دیا اس کے ایک فقرے پر اس بات کو ختم کرتے ہیں:

''امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی طرف سے یہ گھیراؤ اور حملے کوئی نئی چیز نہیں ہیں، کیوں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی گھیراؤ اور حصار کیا گیا جیسا کہ ہمارا گھیراؤ کیا جا رہا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے اس محاصرے کو ختم کریں گے اور اس کا رخ پھیر دیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ توڑا تھا اور کفار کی فوجوں کا رخ موڑ دیا تھا''......

بم باریاں سقوط اور سکینتِ الٰہی کا نزول :

پہلے مرحلے میں جب امریکہ نے پورے افغانستان پر بارود کی بارش اور کارپٹ بم باری کی اور تمام ہمسایہ اسلامی ممالک کی فوجوں نے اڈے دے دیے تو مجاہدین نے وقتی طور پر منتشر ہو کر ایک طویل گوریلا جنگ لڑنے کی منصوبہ بندی کی...... اس پسپائی کے اوپر دشمن نے بہت واویلا کیا اور شکست کا شور مچا دیا، ان حالات میں بھی مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے عجیب سکینت عطا کی اور بڑی بڑی آزمائشیں انہوں نے جنگ کے مرحلے کے طور پر کمال تحمل سے برداشت کر لیں...... ان دنوں قندوز کے محاذ کا ایک واقعہ ایک بھائی نے بیان کیا جو سقوط کے وقت وہاں سے گرفتار ہوئے پھر گوانتاناموبے میں پانچ سال گزارنے کے بعد دوبارہ امارت کی صفوں میں آ گئے اور آج بھی الحمدللہ محاذ پر ہیں...... وہ بیان کرتے ہیں:

''ہمیں جب گرفتار کیا گیا تو ہم چھ یا آٹھ مجاہدین تھے، شمالی فوجی ہمارے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے...... اتنے میں ایک امریکی فوجی ہمارے سامنے تقریر کرنے آیا، اس نے ترجمان کو بلایا تو میں نے کہا میں ترجمانی کر سکتا ہوں تم بولو، اس نے لمبی چوڑی تقریر جھاڑی کہ ہم سب کچھ تباہ کر دیں گے، آٹھ دن میں سارا افغانستان تباہ کر دیں گے وغیرہ''......

میں نے ترجمہ کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے کہا: ''یہ کہہ رہا ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے، امریکہ کی تباہی کا وقت قریب آ گیا ہے اس لیے اس نے افغانستان پر حملہ کیا ہے''۔

تورا بورا اور نصرتِ الٰہی:

سقوط کے بعد مجاہدین کی تقریباً ساری قیادت' مجاہدین کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ تورا بورا کے غاروں میں اکٹھی ہوئی...... امریکہ نے شمالی اتحادیوں کے ساتھ مل کر ٹینکوں سے ان پہاڑوں کا مکمل محاصرہ کیا اور ایسی بم باری کی کہ تورا بورا تباہی کا استعارہ بن گیا (ہم تمہارا تورا بورا بنا دیں گے)...... ایسے ایسے بم برسائے گئے جو سوراخ کر کے غاروں میں گھس کر پھٹتے اور آکسیجن ختم کر دیتے ہیں...... لیکن دنیا نے دیکھا کہ اس جنگ میں بھی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نہتے بندوں کو فتح نصیب کی...... امریکیوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا اور تمام جہادی قیادت بحفاظت یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئی...... شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے ''ایام مع الامام'' میں اس جنگ کی تفصیلی روداد بیان کی ہے...... شیخ اسامہ بن لادنؒ نے اس جنگ کی قیادت کی اور انتہائی عسکری مہارت سے دفاع کیا...... شیخ فرماتے ہیں کہ ساتھیوں کے حوصلے بلند تھے شیخ اسامہؒ ساتھیوں کو کہتے کہ سورہ بقرہ کی آیت **أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاء وَالضَّرَّاء وَزُلْزِلُواْ حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللّهِ قَرِيبٌ** کی تلاوت کریں...... جب بھائی

یہاں تک پہنچتے ''مَتَی نَصرُ اللّٰہِ''، تو شیخ ؒ اپنی انگلی اٹھا کر فرماتے'' أَلَا إِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیبٌ ''......پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نصرت کا یہ انتظام فرمایا کہ جب سقوط ہوا تو امارت کے ٹینکوں کے شعبے کے ذمہ دار گرفتار ہوئے، شمالیوں نے انہیں ان کی ذمہ داری پر برقرار رکھا......انہوں نے شیخ اسامہؒ کو پیغام بھیجا کہ میں یہ ذمہ داری چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن شیخ نے منع کر دیا کہ آپ انتظار کریں ہوسکتا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ سے کام لے لیں...... جب محاصرہ ہوا تو ٹینکوں کی قیادت ان ہی کے پاس تھی......چنانچہ ایک تو وہ خالی پہاڑوں پر بم باری کرواتے رہے اور بعد میں انہوں نے ہی مجاہدین اور شیوخ کے لیے نکلنے کے راستے کا انتظام کیا......

شاہی کوٹ کا معرکہ اور مجاہدین کی فتح:

سقوط کے بعد پہلی جنگ جس میں امریکی فوجی زمین پر اترے وہ شاہی کوٹ کے مشہور پہاڑوں میں لڑی گئی......امارتِ اسلامی کی طرف سے امیر المومنین نصرہ اللہ کے نائب قاری سیف الرحمٰن منصورؒ اور مولوی جوادؒ اور ان کے ساتھ حرکۃ الاسلامیہ ازبکستان کے امیر قاری طاہر جانؒ اس جنگ میں مجاہدین کی قیادت کر رہے تھے......اس لڑائی میں تقریباً دو سو مجاہدین شریک ہوئے جن میں افغانی، پاکستانی اور بڑی تعداد میں عرب و ازبک مجاہدین نے شرکت کی ......مجاہدین نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے بھرپور منصوبہ بندی کی، کئی دنوں تک شدید بم باری کرنے کے بعد جب ہیلی کاپٹروں کے ذریعے امریکی شاہی کوٹ کے پہاڑوں پر اترے تو انہیں شدید مزاحمت کا سامنا تھا......مجاہدین نے ان پر بھرپور انداز میں جابجا گھات لگا کر بھاری جانی نقصان پہنچایا......ستائیس اٹھائیس دن تک شاہی کوٹ کے پہاڑوں میں اپنی پٹائی کروانے کے بعد امریکی اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے پسپا ہو گئے ......کسمپرسی کے حالات میں یہ فتح مجاہدین کے لیے ڈھارس اور فتح کی نوید ساتھ لائی......

امدادِ غیبی ......جماعتِ انصار:

سقوط کے بعد مجاہدین کو ایسی پناہ گاہوں کی ضرورت تھی جہاں وہ اپنی زیادہ سے زیادہ طاقت کو محفوظ بنا سکیں اور طویل جنگ کی منصوبہ بندی کر سکیں ...... بظاہر مسلم حکمرانوں کی خیانت، کفر کے پروپیگنڈے اور خوف و ہراس، پکڑ دھکڑ کے ماحول میں اس کا کوئی امکان موجود نہیں تھا......لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے محض اپنی امدادِ غیبی سے اسباب پیدا فرما دیے...... پاکستان کے اہلِ ایمان نے اپنی جان، مال اولاد سب کچھ داؤ پر لگا کر مجاہدین کو اپنے پاس پناہ دی اور اس کی بھاری قیمت چکائی...... کتنے خاندانوں کو قید و بند اور طرح طرح کی اذیتوں سے گزرنا پڑا لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس دور میں ان کو ایسا حقیقی ایمان عطا کیا کہ انہوں نے مہاجرین کی نصرت میں انصارِ مدینہ کی یاد تازہ کر دی...... حاجی صاحب ترنگزئی اور فقیر ایپی شہیدؒ کے فرزندوں نے اپنے گھروں کے دروازے عرب و عجم کے مہاجرین کے لیے کھول دیے......نہ صرف مہاجر و انصار کی اصطلاحیں دوبارہ زندہ ہو گئیں بلکہ جابجا مواخاتِ مدینہ کی یادیں تازہ ہو گئیں......بلاشبہ یہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جسے یقیناً کبھی سنہری حروف سے قلم بند کیا جائے گا...... یہ اس جنگ کا ایک خصوصی اور طویل باب ہے، ہم ایک ہی مثال پر اکتفا کریں گے......

ایک بھائی نے آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا: '' یہ ۲۰۱۰ء کا واقعہ ہے......

ایک رات عشا کے بعد ہم دو بھائی دتہ خیل کے قریب ایک گاؤں میں ایک انصار سے کسی مہاجر خاندان کے لیے گھر کا انتظام کرنے کے لیے ملاقات کے لیے گئے ......ان دنوں ڈرون کے حملے بہت بڑھ چکے تھے......ہم نے گاڑی گھر کے باہر کھڑی کی تو انصار نے اپنے دو معصوم بچوں کو جن کی عمریں چار سے چھ سال کے درمیان ہوں گی گاڑی کے پاس کھڑا کر دیا...... اس وقت تو ہمیں پتہ نہیں چلا......خیر ہم اندر جا کر بیٹھے تو وہ انصار بھائی جو ہم سے عمر میں کافی بڑے تھے خود زمین پر بیٹھے اور ہمیں چارپائیوں پر بٹھایا......بات چیت شروع ہوئی تو میرے بھائی نے ان سے کہا کہ چونکہ آج کل ڈرون بہت زیادہ ہے اس لیے آپ کوشش کریں کہ کوئی علیحدہ مکان ہو تاکہ حملے کی صورت میں آپ کا نقصان نہ ہو، انہوں نے عجیب ایمانی جواب دیا، کہنے لگے: '' یہ تو اللہ کا خصوصی کرم ہے کہ اس نے اپنے ایسے عظیم لوگوں کو ہمارے پاس بھیجا ہے، ہماری کتنی بدقسمتی ہوگی اگر ہم ان کی خدمت بھی نہ کر سکیں......انہوں نے برجستہ قرآنِ پاک کی دو آیات تلاوت کیں: ''أَینَمَا تَکُونُوا یُدرِککُّمُ المَوتُ وَلَو کُنتُم فِی بُرُوجٍ مُّشَیَّدَۃٍ'' اور'' وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلَی أَمرِہِ وَلَکِنَّ أَکثَرَ النَّاسِ لاَ یَعلَمُونَ'' ......ملاقات کے بعد جب ہم باہر آئے تو پتہ چلا کہ انہوں نے ان معصوم بچوں کو گاڑی کی حفاظت کے لیے باہر کھڑا کیا تھا کہ کہیں کوئی جاسوس کوئی چیز گاڑی میں نہ پھینک جائے''......

انصار قبائل کی تیرہ سالہ تاریخ ایسی مثالوں سے بھرپور ہیں......جنہوں نے

جہادی قائدین نے صلیبی کفر کے اس حملے سے پہلے ہی افغانستان میں امت کے نوجوانوں کی ایک پوری نسل کو مقابلے کے لیے منظم کرنا شروع کر دیا اور ان کی ایسی جسمانی اور فکری تربیت کی کہ وہ تیرہ سال تک شدید ترین حالات میں اس یلغار کے سامنے سینہ سپر رہے اور شاید ہی کوئی مثال تلاش کی جا سکے کہ ان میں سے کوئی پیچھے ہٹا یا میدان چھوڑ کر بھاگا ہو......اس بھی بڑھ کا تائید باری تعالیٰ کا اظہار ہوا جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس لشکر کی امارت کے لیے اپنے ایک ایسے بندے کو چنا جو دینی غیرت و حمیت سے سرشار اور اپنے رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا سچّا غلام ہے جس کے دل میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کا خوف نہیں تھا......

اپنے بچے، گھر بار، مال مویشی اور اب اپنا وطن بھی اللہ کے دین کی نصرت کے لیے قربان کر دیا اور ان کی نئی نسل اس جہاد کے دوران پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے کھڑی ہونے والی تحریک کا ہراول دستہ ہے......

قیدخانے ، گوانتانامو اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت :

کفار نے مجاہدین کو ختم کرنے اور امت میں جذبہ جہاد کو دبانے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈالا......اس جنگ کے دوران میں خود امریکہ اور اس کے کاسہ لیس غلاموں نے مجاہدین اور صالحین کو اذیت دینے کے لیے انسانی تاریخ کے بدترین عقوبت خانے قائم کیے اور اذیت اور تعذیب کے نئے نئے طریقے ایجاد کیے......ان کا خیال تھا کہ وہ اس تشدد سے جہاد اور اس کے ساتھ نسبت کو ایک بھیانک خواب بنا دیں گے ......لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے ان عقوبت خانوں میں بھی اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑا اور ان کی مختلف مظاہر سے حوصلہ افزائی فرمائی یہ قید خانے مجاہدین کی تربیت، فکر کی پختگی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یقین میں اضافے کا ذریعہ بن گئے......ان میں سب سے بدترین اور بدنام ترین عقوبت خانہ گوانتانامو ہے لیکن اس کے واقعات اور اعداد و شمار سب سے زیادہ حیران کن ہیں...... جتنے بھی لوگ وہاں سے رہا ہو کر آئے کسی ایک نے بھی اپنی فکر سے رجوع نہیں کیا بلکہ اکثر نے پہلے سے زیادہ جذبے کے ساتھ دوبارہ میدانِ جہاد کا رخ کیا......حفاظِ کرام کی ایک بڑی تعداد تیار ہوئی اور ان نہتے قیدیوں کی تبلیغ سے کئی امریکیوں فوجیوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی بجائے ان کو اذیتیں دینے والے امریکی فوجی ذہنی امراض میں مبتلا ہو گئے......رہا ہونے والوں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت کے عجیب و غریب قصے سنائے......

ایک بھائی نے بتایا کہ بالکل شروع کے دنوں میں انتہائی مایوسی کی کیفیت تھی ساری دنیا سے الگ تھلگ قید کے ماحول میں ایسا لگتا تھا کہ شاید امریکہ نے سب مجاہدین کو ختم یا گرفتار کر لیا ہو گا لیکن پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مبشرات سے ہماری نصرت فرمائی ......کچھ بھائیوں کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھارس بندھائی کہ یہ عارضی زخم ہیں جلد مندمل ہو جائیں گے......جس سے بھائیوں کے حوصلے بلند ہو گئے ......اسی طرح بھائیوں کو سچے خواب آنے شروع ہوئے، کہ جو سوال صبح تفتیش میں ہونے ہوتے وہ رات کو بھائیوں کو خواب میں پتہ چل جاتے اور اس طرح کی کئی مثالیں ہیں......ایک قیدی نے بتایا کہ'' پانچ سال بعد پھر وہ وقت آیا کہ وہاں موجود امریکی پہرے دار ہمارے ہاتھوں اتنے تنگ تھے گویا کہ وہ ہمارے قیدی ہوں، میں نے ایک تفتیش کار سے کہا تم لوگ ہم سے اتنے تنگ ہو تو ہمیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے......اس کا جواب اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت کا منہ بولتا ثبوت ہے، کہنے لگا: '' تمہاری مثال ہمارے لیے ایسے ہے جیسے کسی کے ہاتھ میں سلگتا ہوا انگارہ اور ارد گرد پٹرول کا سمندر ہو! پکڑیں تو ہاتھ جلتا ہے اور چھوڑ دیں تو ہر طرف آگ لگ جائے گی''......

یوں اس جنگ کا ہر محاذ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے قصے بیان کر رہا ہے جن کا یہاں احاطہ ناممکن ہے لیکن کھلی آنکھوں ان معجزات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک طرف دنیا بھر کا کفر متحد ہو کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر لے کر آیا جس کے ساتھ ڈرون اور بی باون اور طرح طرح کے ہتھیار تھے ...... پھر انہوں نے اپنے آگے تین لاکھ افغانیوں کی ڈھال رکھی اور پیچھے سات لاکھ پاکستانی فوج کا حفاظتی حصار بنایا......مقابلے میں اللہ کے نہتے بندے جنہوں نے اپنے رب کے علاوہ کسی کو بھی مدد کے لیے نہیں پکارا......اسی کی نصرت کے بھروسے پر اپنا سب کچھ لے کر اس یلغار کے سامنے صف آرا ہو گئے ...... پھر دنیا نے دیکھا کہ چند ہی سال گزرے تھے کہ اتنے طمطراق سے آنے والوں پر اس نہتے لشکر کی ہیبت طاری ہونا شروع ہو گئی ...... پانچ چھ سال پہلے بڑے بڑے دعوے اور بڑھکیں مارنے والے ۲۰۰۸ء،۲۰۰۹ء میں ہی بھاگنے کے بہانے تلاش کرنے لگے......تابوتوں کی قطاریں لگ گئیں اور معیشتیں تباہ ہونا شروع ہو گئیں آج صورت حال یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے سے پہلے افغانستان سے بھاگنے کی جلدی ہے...... جب کہ مجاہدین نے اپنے رب کی تائید سے نہ صرف اس حصار کو توڑا ہے بلکہ اس کا رخ موڑ دیا ہے......

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (الاحزاب: ۲۵)۔

'' اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصّے بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے''۔

☆☆☆☆☆

پاکستان کے اہلِ ایمان نے اپنی جان، مال اولاد سب کچھ داؤ پر لگا کر مجاہدین کو اپنے پاس پناہ دی اور اس کی بھاری قیمت چکائی......کتنے خاندانوں کو قید و بند اور طرح طرح کی اذیتوں سے گزرنا پڑا لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس دور میں ان کو ایسا حقیقی ایمان عطا کیا کہ انہوں نے مہاجرین کی نصرت میں انصارِ مدینہ کی یاد تازہ کر دی......حاجی صاحب ترنگزئی اور فقیر ایپی شہیدؒ کے فرزندوں نے اپنے گھروں کے دروازے عرب و عجم کے مہاجرین کے لیے کھول دیے...... نہ صرف مہاجر و انصار کی اصطلاحیں دوبارہ زندہ ہو گئیں بلکہ جا بجا مواخاتِ مدینہ کی یادیں تازہ ہو گئیں...... بلاشبہ یہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جسے یقیناً کبھی سنہری حروف سے قلم بند کیا جائے گا......

جہادِ افغانستان، تاریخ تحریک اور عالمی دنیا پہ اثرات

حافظ ضامن سعید

اسلام تمام مذاہب اور نظام ہائے زندگانی سے برتر اور کامل واکمل دین ہے۔''عبدیت'' اس کی روح اور ''خلافت'' اس کا اندازِ جہاں بانی ہے۔اسے غیروں کی دشمنی اور اپنوں کی جفا کہیے کہ جب سے عبدیت اور خلافت کا یہ مبارک بندھن توڑ ڈالا گیا یا ٹوٹ گیا ہے، اور دنیا خلافت جیسے عظیم الشان نظام سے محروم ہوئی ہے، تب سے اب تک یہ دنیا صہیونی وصلیبی قوت کی غلامی میں جکڑی ہوئی ہے اور یہ خوں خوار بھیڑیے اپنی بھیانک جبلت کی پرورش میں بغیر کسی رکاوٹ کے مشغول ہو گئے ہیں۔

انہوں نے پوری مسلم دنیا کو ٹکڑوں میں بانٹ کر اپنے کارپردازوں میں تقسیم کر ڈالا ہے، اور ان کے بظاہر مسلمان دُم چھلے اپنے آقاوں کی من چاہی خواہشات کی تکمیل کے لیے شب و روز ظلم و جبر اور بے حمیتی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔خصوصاً عزت و سربلندی کے حصول کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے وضع کردہ راستے ''جہاد'' سے امت کو روکنے کی ہر ممکن کوشش ان کا خاصہ ہے تاکہ احیائے خلافت کا تصور معدوم ہو جائے، اور عبدیت وخلافت کا ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ بحال نہ ہو سکے۔

لیکن باجود ان مظالم کے اللہ کے بعض خاص بندوں نے دین متین کی بقا و نفاذ کی جدوجہد سے دست برداری کو ہرگز منظور نہیں کیا۔وہ استیصال واستبداد کے مقابلے میں قربانیاں دیتے رہے، اذیتیں برداشت کرتے رہے، مگر اعلائے کلمۃ اللہ کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا ۔ایک طرف اللہ والوں کی محنتیں جاری تھیں تو دوسری طرف عالمِ کفر کی بدمعاشی، سینہ زوری اور امت کو غلامی میں جکڑے رکھنے کا مکروہ دھندہ بھی زوروں پر رہا۔کافر چاہتے تھے کہ رہے سہے ان خطوں کو بھی باجگذار بنالیا جائے جن کے حکمران تو پہلے سے بکے ہوئے تھے، البتہ عوام میں دینی رمق اور اسلامی حمیت اب بھی باقی تھی۔اسی فکر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنے دور کی عالمی طاقت روس نے سوشلزم کے غرور اور دہریت کے نشے میں سرزمین افغانستان کو روند ڈالا۔مگر اس کی مذموم خواہشات کے برعکس اللہ کے فضل سے مزاحمت و جہاد اور قربانی وایثار کا ایسا دور شروع ہوا کہ سرخ ریچھ کی جارحیت کو لگام پڑنے اور شکست خوردگی اس کا مقدر ٹھہرنے لگی۔

روسیوں کی شکست اور مجاہدین کے صبر استقلال اور پختہ عزمی کو دیکھتے ہوئے مغربی قوتوں اور استعماری گماشتوں کی رال بھی ٹپکنے لگی کہ شاید اشتراکی بت کی جگہ استعماری صنم خانہ دنیا کی قیادت کا محور بن جائے، ان کا خیال تھا کہ روس کا زور ٹوٹنے کے بعد مجاہدین سے باآسانی نمٹ کے دنیا پر اپنے استعماری ایجنڈے کو باآسانی مسلط کیا جا سکے گا۔لیکن ''وَمَکَرُواْ وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِینَ'' کے مصداق اشتراکی غرور تو خاک میں مل ہی گیا، مگر اس کی راکھ سے استعماری اور سرمایہ دارانہ نظام سے ٹکرانے اور اسے نشانِ عبرت بنانے کے لیے ایک فوج ظفر موج تیار ہو گئی۔خلافت و جہاد کا وہ تصور جسے اسلام دشمنوں نے شجرِ ممنوعہ بنا ڈالا تھا یک لخت تن آور پھلدار درخت کا روپ دھارنے لگا...... افغانوں اور دنیا بھر سے شریک عرب وعجم کے مخلصین کے خون سے نہ صرف مسلمانوں میں خلافت و سیادت کا معدوم ہوتا تصور انگڑائیاں لینے لگا، بلکہ نصرت و ہجرت کی ایسی داستانیں رقم ہونے لگیں کہ مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کی یادِ ماضی تازہ دم ہوتی چلی گئی...... الحمدللہ اب وہ وقت آن پہنچا کہ شکست وریخت روس کا مقدر ٹھہری اور دنیا نے نہتے مجاہدین کے ہاتھوں ایک دنیاوی سپر پاور کو ٹکڑوں میں بٹتے اور اس کے سائنس دانوں کو ٹماٹروں کی پیٹیوں کے بدلے بکتے دیکھا۔

روس کے افغانستان پر حملے اور وہاں سے شکست کھا کر بھاگ جانے تک مشرق و مغرب میں بہت سی جہادی کوششیں جاری وساری تھیں مگر حالات کی وہ سازگاری جو مجاہدین کو افغانستان میں میسر آئی دوسری جگہوں پہ نہ مل پائی تھی۔دنیا بھر سے جذبۂ جہاد لیے لوگ افغانستان سرزمین پر اترنے لگے اور افغانوں کے شانہ بشانہ میدان جہاد سجتا چلا گیا..... لوگ اسے امریکہ کی جنگ کہتے رہے، مگر امریکہ سمجھ گیا کہ وہ کسی اور جنگ کا طبل بجا بیٹھا ہے۔بقول صدر ریگن The problem is Islam یعنی ان کے لیے اب اصل مسئلہ اسلام بن چکا تھا۔ادھر امریکہ اسلام دشمنی سے نمٹنے کے لیے پر تول رہا تھا اور اُدھر فتح مندی سے سرشار جہادی فضا مسلم نوجوانوں کے سینوں میں دبی ہوئی ایمان کی چنگاریاں سلگا رہی تھی۔

بجائے کہ اس لمحے کی قدر کی جاتی اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جاتا، مقتدر افغان گروپوں کے لیڈر تختِ کابل کے حصول کے لیے دست وگریباں ہو گئے۔یہ افسوس ناک حالت ان مجاہدین کے لیے جو اپنا سب کچھ اعلائے کلمۃ اللہ اور شریعت کی حاکمیت کے لیے قربان کر چکے تھے سوہانِ روح بن گئی۔وہ اقتدار کی اس رسہ کشی میں شرکت سے بچتے بچاتے صبر وثبات سے جہادی فضا کو باقی رکھنے کی سعی میں مشغول رہے۔بہت سے مجاہدین دنیا کے مختلف خطوں میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے جگہ بنانے اور جہادی محنتوں کو پروان چڑھانے کی کوششوں میں جُت گئے۔

لیکن امریکہ چوں کہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر چکا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ مسلمانوں میں جذبہ قتال اور تحریک جہاد کو نہ دبایا گیا تو یہ طاقت زور پکڑتی چلی جائے گی اور اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سکا وہ مجاہدین کے لیے رکاوٹیں

پیدا کرنے اور ان کی قوت کو سبوتاژ کرنے کی سعی لاحاصل سے پیچھے نہ ہٹا۔ مجاہدین بھی ان سازشوں اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور دعوتِ جہاد کے مبارک عمل کو رکنے نہ دیا۔ جہاں مجاہدین جہادی قربانیوں کے نتائج اور افتراق وانتشار کے صہیونی منصوبوں کے پروان چڑھنے سے پریشان تھے، وہیں امریکہ اسلام کو دبانے اور مسلمانوں سے جذبہ حریت مٹانے کے گھناونے منصوبے گھڑنے میں مصروف تھا......

ان پُرآشوب حالات میں بھی مخلص مجاہدین نے ہمت نہ ہاری اور ان میں سے ایک چھوٹا سا گروہ توکلاً علی اللہ افغانستان کے مرکزی شہروں میں سے ایک قندھار کو ظلم وجبر اور عصیان وعدوان سے پاک کرنے کے لیے کمربستہ ہوگیا۔ انہوں نے سوچ لیا تھا کہ اگر ایسے ہی بیٹھے رہے تو نہ جہادی ثمرات مل پائیں گے اور نہ ہی نظام خلافت یا اللہ کے حکموں پر چلنے اور دنیا کو چلانے والے نظام کا لوٹنا ممکن ہوسکے گا۔ اللہ پاک کے یہ بندے جاہ وحشم کے طلب گار نہیں تھے۔ ان کا مقصد وحید ''اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو قائم کرنا'' تھا۔

آخر کار ان کی محنتیں رنگ لے آئیں اور تین سال کی مسلسل تگ ودو کے بعد ۱۹۹۶ء میں امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت باسعادت کے تحت ''امارتِ اسلامیہ افغانستان'' ایسی حکومت وجود میں آگئی، جو شریعت کی پاس داری میں یکتا اور اہل ایمان کی حرمتوں کا ماویٰ تھی۔ طالبان مجاہدین کی شریعت کی پاس داری اور حسن وسلوک سے متاثر ہوکر جہاد سے محبت کرنے والے جوق درجوق امارت اسلامیہ کا رخ کرنے لگے۔

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان کے بیسیوں جہادی گروپوں کے علاوہ بے شمار مجموعے، تنظیمیں اور تربیت گاہیں خلافۃ علی منہاج النبوۃ کے لوٹانے اور جہاد جیسے عظیم الشان عمل کی تعلیم وتربیت کو پروان چڑھانے کے لیے امارت اسلامیہ کے پرچم تلے یکسو ہوکر مشغول تھے۔ پاکستان کے ہزاروں مجاہدین اور دنیا بھر سے انفراداً آئے ہوئے مجاہدین کے ساتھ تقریباً چودہ ایسے مجموعے تو ریکارڈ پر تھے، جن کی عالمی جہادی خدمات مسلمہ ہیں۔ عرب مجاہدین میں شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی قیادت میں تنظیم قاعدۃ الجہاد، الجماعۃ الاسلامیہ لیبیا، الجماعۃ الاسلامیۃ المجاهدۃ فی المغرب (المراکش)، جماعۃ الجہاد المصریۃ جس کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ تھے، الجزائر کے مجاہدین کے مجموعے، الجماعۃ الاسلامیۃ المصریۃ، تونسی مجاہدین کے مجموعے، اردن وفلسطینی مجاہدین کے مجموعے (جن کے امیر ابومصعب الزرقاوی رحمہ اللہ تھے)، معسکر خلدن (عربوں کا قدیم ترین معسکر) جس کی تاسیس جدید شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ اور مکتب الخدمات نے کی تھی اور جو طالبان دور میں شیخ ابوصالح اللیبی اور شیخ ابوزبیدہ فرج اللہ عنہما کے زیرنگرانی جہادی تربیت کا مرکز تھا)، معسکر شیخ ابوخباب المصری رحمہ اللہ (جو بارود وغیرہ کی تربیت کے لیے مختص تھا)، اور امیر المومنین کی بیعت میں معسکر الغرباء (جو شیخ ابومصعب السوری فک اللہ اسرہ کی زیرنگرانی باقاعدہ امارت اسلامیہ افغانستان سے منسلک تھا) وغیرہ، اور غیرعرب مجاہدین میں سے ازبک، چینی اور ترک مجاہدین کے مجموعات شامل تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امیر المومنین نصرہ اللہ کے پرچم تلے ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۱ء تک امریکہ اور تمام صلیبی صہیونی قوتوں کے مقابلے کے لیے ایسا لشکر جرار تیار ہورہا تھا کم ازکم مغلوبیت کے ادوار میں جس کی نظیر ملنا ممکن ہی نہ تھی۔ مجاہدین اور معاندین کی اسی کشمکش کے نتیجے میں بالآخر فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ کا ظہور ہوگیا۔ ۱۱ ستمبر کی ایک کاری ضرب امریکی رعونت کے لیے فنا کا دروازہ بن گئی۔ عالمی طاقتوں کی دیگر مسلمانوں کی طرح مجاہدین پہ بھی بالادستی قائم کرنے کے خواب اس دن چکنا چور ہوگئے جب ورلڈ ٹریڈ سنٹرز میں بوس ہوگیا اور نظامِ شیطانی کا مرکز پنٹاگون میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ تلملاتا ہوا بدی کا سرغنہ امریکہ باؤلے کتے کی طرح اپنے خرکاروں سمیت امارت اسلامیہ افغانستان پر ٹوٹ پڑا۔

فرعونِ وقت چوں کہ اپنے مدمقابل کو بخوبی پہچانتا تھا، اس لیے اس نے حملے میں دیر نہ کی اور حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ سے مطالبہ کیا کہ اس حملے کے قائد الشیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو حوالہ کرو یا تباہی کے لیے تیار ہوجاؤ۔ بعینہ ویسے ہی جیسے خلیفہ عثمانی سلطان عبدالحمید ثانی رحمہ اللہ کو یہودیوں کی طرف سے بے جا مطالبات مان لینے یا خلافت وسیادت سے دست برداری کو گلے لگانے لینے کا سندیسہ سنایا گیا تھا! مگر امیر المومنین نصرہ اللہ نے اپنے پیش رو خلیفہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے سب کچھ تج دیا لیکن اصول شرعیہ کی پاس داری کرتے ہوئے جھکنے یا کفار کے مطالبات ماننے سے انکار کردیا۔ ایسی حکومت جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے وجود میں آئی تھی، وہ غیر اللہ کے سامنے کیوں کر جھک سکتی تھی؟ جو پیشانی رب کریم کے آگے سربسجود ہوتی تھی امریکہ جیسے فرعون کی چوکھٹ پہ کیسے سجدہ ریز ہوسکتی تھی؟ ایسی حکومت جو من جانب اللہ اس گئے گذرے دور میں بھی مومنین کے دلوں کی ٹھنڈک اور آرزؤں کا سامان بن گئی تھی، نہ جھکنے نہ بکنے کی پاداش میں آتش وبارود میں نہلا

> امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے زیرِسایہ یہ لشکر آج بھی اسی رفتار اور عزت ووقار سے سوئے منزل گامزن ہے جو ماضی میں اس کا خاصہ تھا...... یہ ایک ایسا مبارک قافلہ ہے جو نہ کسی تعلّی میں مبتلا ہوکر دوسروں پہ اپنی فضیلت جتائے اور سیادت چمکانے پہ مصر ہے اور نہ ہی تکبر میں لتھڑ کے اپنوں اور غیروں پہ زبردستی کے پروانے جاری کررہا ہے، جس کا مشغلہ تکفیر واغتیال کی بجائے تحریض وقتال ہے...... ان کے ہاں کوئی آجائے تو قلمرو بھی اس پروار دی جاتی ہے اور اگر کوئی چلا جائے تو بغیر اشتعال میں آئے اس کی کمی پوری کی جاتی ہے۔

دی گئی۔

امیر المومنین نصرہ اللہ نے مسلمان عوام کو نقصان سے بچانے اور جہادی میدانوں کو پھر سے سجانے کے لیے حکومت کے خاتمے اور جہاد کو جاری رکھنے کا اعلان کر دیا۔ اِدھر امیر المومنین نصرہ اللہ کے پرچم تلے ایک لمبی اور صبر آزما جدوجہد کا آغاز ہوا جا رہا تھا اور اُدھر سرزمین افغانستان میں تیار کردہ مجاہدین اسلام کی عالمی کھیپ دنیا کے مختلف خطوں میں جہاد ور باط اور صبر وثبات کی پیش قدمیاں شروع کر چکی تھی۔

آج وہ لمحہ ہے کہ ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۴ء...... جہاد پہ قابو پانے اور اسلام کو ٹھکانے لگانے کی کی امریکی وصہیونی سوچ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو چکی ہے۔ مجاہدین کی تیرہ سالہ قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ وہ قوتیں جو دوسروں کی سرزمین میں گھس کر کارروائی اپنا حق سمجھتی تھیں آج اپنا گھر بچانے کی فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ طالبان کا کیا بگڑنا تھا، امریکہ کے ساتھ اسلامی دنیا میں موجود برے بڑے استعماری و اشتراکی ٹٹ پونجیئے بھی اسی جنگ کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ الحمدللہ مجاہدین میدان میں سرخرو ہیں اور معاندین باتوں کے زور، میڈیا کی دھونس اور کرائے کے قاتلوں کی آغوش میں ہاری ہوئی جنگ جیتنے کے جھوٹی بڑھکیں لگا رہے ہیں۔ امریکی سرگردگی میں دنیا کے ۵ درجن ممالک باوجود عسکری برتری اور دنیاوی شان وشوکت کے زمین چاٹنے پر مجبُور ہیں۔

اللہ پاک نے امیر المومنین نصرہ اللہ کی قیادت اور طالبان کی رفاقت میں امت کو ایسی نعمت عطا کر ڈالی ہے جس کی حقیقت وفضیلت کا ادراک ہمارے جیسوں کے لیے ناممکن ہے۔ البتہ قرآن مجید میں حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ طالبان کا وجود، ان کا سقوط اور دوبارہ عروج اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :اے زکریا! ہم تمہیں اولاد دیں گے تو بڑی عمر میں اولاد کی بشارت پر تعجب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا ہوتے ہیں کہ جو نیکوکار، والدین پر مہربان اور جبر وعصیان سے پاک تھے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ناامیدی کے اس بھنور میں مسلمانوں کو طالبان جیسی عظیم الشان نعمت مرحمت فرمائی ہے۔ ایسی نعمت جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے سایۂ عاطفیت ثابت ہوئی تھی۔ اور اس کے قائدین وذمہ داران تقویٰ وایثار میں بے مثل اور گناہ وظلم سے کوسوں دور تھے۔ ان کے لیے وہی کہا جا سکتا ہے جو اللہ پاک نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا کہ وَالسَّلَامُ عَلَـیَّ یَوْمَ وُلِدتُّ وَیَوْمَ أَمُوتُ وَیَوْمَ أُبْعَثُ حَیًّا...... یعنی اس کے وجود کو بھی سلام ہے کہ وہ خالص للّٰہیت پہ مبنی تھی اس کے سقوط سے بھی مسلمانوں کے لیے خیر برآمد ہوئی کہ عالمی طاقتوں کی شکست ان کا مقدر ٹھہری اور مجاہدین فتح یاب ہوئے۔ اور یوم تبعث حیا کی طرح آج طالبان اور دیگر مجاہدین کا دنیا بھر سے امیر المومنین حفظہ اللہ کی قیادت تلے خلافة علی منہاج النبوة کی تشکیل نو کے لیے عروج بھی قابل سلام ہے کہ باوجود ناانصافی، بدعہدی اور ظلم و جبر کا شکار ہونے کے یہ خدائی لشکر بے اعتدالیوں اور بداعمالیوں سے گریزاں ہے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے زیرِ سایہ یہ لشکر آج بھی اسی رفتار اور عزت و وقار سے سوئے منزل گامزن ہے جو ماضی میں اس کا خاصہ تھا...... یہ ایک ایسا مبارک قافلہ ہے جو نہ کسی تعلّی میں مبتلا ہو کر دوسروں پہ اپنی فضیلت جتائے اور سیادت چمکانے پہ مصر ہے اور نہ ہی تکبر میں لتھڑ کے اپنوں اور غیروں پہ زبردستی کے پروانے جاری کر رہا ہے، جس کا مشغلہ تکفیر واغتیال کی بجائے تحریض وقتال ہے...... ان کے ہاں کوئی آجائے تو قلمرو بھی اس پر وار دی جاتی ہے اور اگر کوئی چلا جائے تو بغیر اشتعال میں آئے اس کی کمی پوری کی جاتی ہے۔

آج کفر و استبداد کی سازشوں ، الحاد کی کذب بیانیوں اور اپنوں کی حشر سامانیوں کے باوجود فریضۂ جہاد کو باقی و جاری رکھنے میں اس قافلے کا انداز ہی نرالا ہے، اسی لیے دشمن میں بھی اس کی انصاف پسندی کا کا بول بالا ہے۔ علمائے رباط ہوں یا شیوخ جہاد، حسن سلوک ہو یا بےلوث ارتباط، سب کچھ امیر المومنین نصرہ اللہ کے اس قافلے کے ماتھے کا جھومر ہے۔ یہ وہی قافلہ یا تحریک ہے جو مومنین کے قلوب کی جلا، مظلوموں کے دلوں کی شفا اور غریب الدیار مجاہدین کا ماویٰ وملجا ہے۔ اسی قافلے کے شیر انحائے عالم میں اعلائے کلمة اللہ کا پھریرا لہراتے چلے جا رہے ہیں، اور دنیا کے بیشتر محاذ انہی کے دم قدم سے آباد اور بہت سے کفر خانے انہی کی ہیبت سے برباد ہیں۔ جزیرۃ العرب ہو یا برصغیر، صومال ہو یا مغرب اسلامی الجزائر ہو یا شام، چین ہو یا مشرقی ایشیا ہر طرف، بپا اس کے شیروں کی ضربِ کاری ہے۔

اللہ کے یہ مبارک بندے اس حدیث کا مصداق ثابت ہوئے جس میں جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’خبردار اسلام کی چکی گھوم چکی ہے۔ پس جہاں کتاب گھومے اس طرف گھوم جاؤ۔ یادرکھو! عنقریب کتاب اور سلطان علیحدہ ہو جائیں گے، پس تم کتاب سے ہرگز جدا نہ ہونا۔ یادرکھو! عنقریب ایسے حاکم آئیں گے، جو تمہاری بجائے اپنے حق میں فیصلے کریں گے، اگر تم نے ان کا حکم نہ مانا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ اور اگر تم نے ان کی فرماں برداری کی تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے عرض کیا کہ تب ہم کیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تم ایسے ہی کرنا جیسے اصحاب عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے کیا۔ وہ آروں سے چیرے گئے، اور سولیوں پہ چڑھائے گئے (مگر حق سے پیچھے نہیں ہٹے)۔ اللہ کی اطاعت میں مرنا اللہ کی نافرمانی میں جینے سے بہتر ہے‘‘ (مجمع الزوائد)

ان کی استقامت اور قربانی کے صلے میں آج سارا عالم جہادی تحریکات کے زیرِ اثر ہے۔ عالم اسلام ہو یا کافر قوتیں، ہر ایک کے لیے قوت جہاد کے اثرات قبول کیے

بغیر چارہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کی حالت کا مطالعہ کیا جائے تو جہاں ان میں اسلام کے غلبے کی دعوت عالم گیر شکل اختیار کر چکی ہے وہیں مندرجہ ذیل اثرات بھی مرتب ہوتے ہوئے ہیں:

الف) سقوطِ خلافت کے بعد پہلے مرحلے میں کفار کی گرفت مسلم علاقوں پر مضبوط تو ہوگئی تھی، لیکن جب دوسری جنگِ عظیم کے بعد بلا واسطہ گرفت کمزور ہونے لگی تو انہوں نے برائے نام آزادیاں دے کر دوبارہ بالواسطہ اپنی گرفت قائم کر لی......اس مرحلے نے مسلم خطوں میں جاری تحریکوں کو خاصا نقصان پہنچایا۔ وہ اس طرح کہ کافروں کے جانے کے بعد انہیں ظاہری آزادی تو ملی، مگر اسلام خصوصاً نفاذِ شریعت پر پابندی برقرار رہی۔ لیکن جب جہادِ افغانستان شروع ہوا تو اس کے نتیجے میں مسلم خطوں کی دینی تحریکیں دوبارہ زندہ ہوگئیں اور ان میں حقیقی آزادی کی تڑپ پیدا ہوگئی۔ آج عرب ممالک میں ظالموں کے خلاف مزاحمت اور ثورات کی حوصلہ افزائی بھی افغان جہاد کا ثمرہ ہے۔

ب) افغانستان میں جب دنیا بھر کے مسلم خطوں کے نوجوانوں نے شرکت کی اور تربیت حاصل کی تو اس کی بدولت کئی مسلم خطوں میں تحریکِ جہاد نے زور پکڑا، اور الحمدللہ دورِ حاضر میں یمن، شام، صومالیہ، شیشان، الجزائر، برصغیر سمیت کئی مسلم خطوں میں مجاہدین کی بڑی تعداد موجود ہے اور فتوحات کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اسی کی بدولت آئندہ سالوں میں مجاہدین کے ایک بڑے اتحاد کی راہ ہموار ہو رہی، جو امت کی قیادت بھی کرے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ کو بھی عملی جامہ پہنائے گا۔ ان شاءاللہ

ج) اس جہاد سے مغربی ممالک میں موجود مسلمان بھی فیض یاب ہوئے ہیں، ان میں اپنی حکومتوں کے جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی قوت پیدا ہوگئی ہے، اور جذبہ جہاد بیدار ہو رہا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان برسوں میں مغرب کے اندر اسلام قبول کرنے کے رجحان میں انتہائی تیزی سے اضافہ ہوا اور ہو رہا ہے۔

اور کافروں کے حالات دیکھے جائیں، تو ان پر اس جہاد کے زبردست اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اور عالمی کفری اتحاد شکست سے دوچار ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل اثرات خاص طور پہ نمایاں ہیں:

الف) امریکہ و نیٹو کے ممالک کی طاقت کی مرکزیت کو دھچکہ لگا ہے۔ وہ امریکہ جو روس کی شکست کے بعد دنیا میں اکیلا سپر پاور بنا بیٹھا تھا، اس کی طاقت پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے، اس نے طاقت کے بل بوتے پر جن ممالک میں اپنی اجارہ داری قائم کی ہوئی تھی، وہ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی ہے۔ مثلاً مشرقِ وسطیٰ میں جہاں پہلے اس کا حکم چلتا تھا، وہاں مسلمانوں کی بیداری سے اس کا دباؤ ختم ہو رہا ہے۔ روس جو سرد جنگ میں شکست کے بعد دب گیا تھا، اب دوبارہ امریکہ کے مقابلے میں پر نکالنے لگ ہے اور یوکرین میں اس کی شرارتیں اس کی گواہ ہیں۔ اسی طرح روس نے اپنے نئے ڈاکٹرائین میں اپنا اصل دشمن نیٹو کو قرار دے دیا ہے۔ ہمیں روس کے پر مارنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، مقصود بتانے کا یہ ہے کہ یہ باہم لڑیں گے تو دونوں کی طاقت کم ہوگی، ایسے میں طاقت کے خلا کو پر کرنے کے لیے عالمی سطح پر مجاہدین کی طاقت ابھرے گی۔ یہی وہ خواب تھا جو شیخ اسامہ نے دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ اس خواب کو پورا فرمائیں، آمین۔

اسی طرح مغربی ممالک پہلے سے زیادہ غیر محفوظ ہوگئے۔ امریکہ نے ۲۰۰۱ء میں نعرہ لگایا تھا کہ ہم نے اپنا اور مغرب کا دفاع کرنا ہے تاکہ یہاں دوبارہ دہشت گردی کا واقعہ نہ ہو، لیکن آج ۱۴ برس کے بعد وہ پہلے سے کہیں زیادہ غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔ پہلے تو مغرب کو محض اِکا دُکا حملوں کا خطرہ تھا، لیکن آج اس کی اپنی حرکتوں کی بدولت مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد انہی کے ممالک میں موجود ہے جہاد کو ہی واحد حل سمجھتی ہے۔ اور ان ممالک میں موجود مسلمان وہاں کی حکومتوں کے خلاف جہاد کے لیے تیار نظر آرہے ہیں۔ وہ وقت ان شاءاللہ دور نہیں جب وہاں جہادی کارروائیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوجائے گا جو بالآخر مغربی طاقتوں کے ٹوٹنے کا باعث بنے گا۔ فرانس میں گستاخ اخبار چارلی ایبڈو کو منطقی انجام تک پہنچانے کا واقعہ اس کا آغاز ہے۔

مجاہدین کی یہ بھی کامیابی ہے کہ وہ جنگ جو پہلے ایک خطہ افغانستان میں حرب العصابات (Asymmetric Warfare) کی صورت میں لڑی جارہی تھی۔ وہ اس سے آگے پہلے کئی دوسرے خطوں میں اس شکل میں شروع ہوئی، لیکن آج وہ جنگ افغانستان سمیت یمن، شام اور لیبیا میں روایتی جنگ (Conventional War) کی صورت اختیار کر چکی ہے، جب کہ بہت سے مسلم ممالک کے علاوہ مغربی ممالک میں اب مجاہدین حرب العصابات کے دہانے پر کھڑے ہیں، وللہ الحمد!

اسی مقدس جہاد کی بدولت یہودی تجوریوں کی زینت عالمی معیشت کا حال دگرگوں ہو رہا ہے۔ یورپی ممالک کی معیشت روز بروز گرتی جارہی ہے۔ گو وقتی طور پر امریکہ کی معیشت میں افغانستان سے اپنے فوجی نکالنے کی وجہ سے کچھ بہتری نظر آرہی ہے، لیکن وہ بھی وقتی ہے۔ ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں جب دولت کے پجاریوں کا یہ مندر بھی زمین بوس ہوجائے گا۔ عالمی معیشت کی قوت اس وقت تک ہے جب تک امریکہ کی دہشت موجود ہے اور امریکہ کی دہشت کے ذریعے دنیا میں اس کی مرضی سے تجارت ہو رہی ہے۔ جیسے ہی طاقت کا یہ توازن بگڑے گا جو الحمدللہ بگڑ رہا ہے عالمی معیشت کا یہ نظام زوال پذیر ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجاہدین کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔ امیر المومنین نصرہ اللہ اور مشائخِ جہاد کا سایہ تادیر ہم پہ سلامت رکھے، اور لشکر جہاد کو باہم افتراق اور سازشوں سے بچائے۔ اور جلد از جلد دنیا بھر میں نفاذِ اسلام کا وہ عظیم لمحہ لائے جو مومنین کے قلوب کے لیے راحت کا سامان اور تمام انسانوں کے لیے اطمینان کا باعث ہو۔

واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

افغانستان......امریکہ نے کیا کھویا کیا پایا

سید عمیر سلیمان

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کا بدلہ لینے کی خاطر امریکہ پوری شان وشوکت کے ساتھ افغانستان میں اترا۔ امریکہ کا دعویٰ تھا کہ چھ ماہ کے مختصر عرصہ میں طالبان کو مکمل شکست دے کر ملک میں جمہوری نظام قائم کر دیا جائے گا اور دنیا دہشت گردوں سے محفوظ بنا دی جائے گی۔آج تیرہ سال بعد امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں اپنے ''کامیاب'' مشن کا ''خفیہ'' جشن منا کر رخصت ہوا چاہتے ہیں (جشن کا مقام خفیہ اس لیے رکھا گیا کہ طالبان کے حملے کا خوف تھا)۔سوال یہ نہیں کہ امریکہ نے جس مشن کو مکمل کرنے کے لیے چھ ماہ کا اعلان کیا تھا وہ تیرہ برس میں کیونکر مکمل ہوا۔سوال یہ ہے کہ آیا امریکہ کا مشن مکمل ہوا بھی کہ نہیں؟ اور امریکی تاریخ کی اس طویل ترین اور مہنگی ترین جنگ میں امریکہ نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو اس کا بنیادی مقاصد افغانستان کی شرعی حکومت کا خاتمہ اور اس کی جگہ باطل جمہوری نظام کا قیام تھا۔اس مقصد میں عارضی طور پر امریکہ کامیاب ہو گیا اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے افغان عوام پر کی جانے والی مسلسل بم باری کو روکنے کی خاطر پسپا ہونا مناسب سمجھا اور گوریلا جنگ کا فیصلہ کیا۔ امارت اسلامیہ کے پسپا ہونے کے بعد امریکہ نے عبوری جمہوری حکومت قائم کی اور کرزئی کو افغانستان کے صدر کے طور پر درآمد کیا۔افغانستان میں جمہوریت کس قدر کامیاب رہی اور کس قدر مضبوط ہے؟ اس کا ذکر بھی تفصیلی طور پر کیا جائے گا۔

افغانستان پر حملے کے جو مقاصد امریکہ نے دنیا کے سامنے پیش کیے، ان میں سے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

☆القاعدہ کا خاتمہ ☆طالبان کا خاتمہ ☆افغانستان میں جمہوریت کا قیام

☆افغان فوج اور پولیس کو دہشت گردی سے مقابلہ کرنے کے قابل بنانا

☆دنیا کو دہشت گردی سے پاک اور محفوظ بنانا

آیئے دیکھتے ہیں امریکہ ان مقاصد میں کس قدر کامیاب رہا۔

۱۔القاعدہ کا خاتمہ:

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد امریکہ نے امارت اسلامیہ افغانستان سے محسن امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا جسے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے مسترد کر دیا۔ امریکہ نے افغانستان میں موجود القاعدہ رہ نماؤں کو ٹارگٹ کرنے کے لیے میزائلوں اور بموں کی بارش کر دی۔تورا بورا میں شیخ اسامہ کی موجودگی کے شبہ میں مسلسل کارپٹ بم باری کی گئی لیکن اللہ نے شیخ کی حفاظت فرمائی۔امریکہ نے القاعدہ کے رہ نماؤں کے سروں کی قیمت مقرر کر دی اور سی آئی اے کا خصوصی نیٹ ورک پھیلایا گیا۔تاہم امریکہ ابتدائی سالوں میں القاعدہ کو ٹارگٹ کرنے میں ناکام رہا۔

سرچ آپریشنز اور جیٹ بم باری کی ناکامی کے بعد ڈرون طیاروں کا استعمال کیا گیا اور امریکہ نے اپنی پوری توجہ ڈرونز پر مختص کر دی۔ڈرون حملوں میں القاعدہ کے متعدد راہ نماؤں نے جام شہادت نوش کیا جن میں شیخ مصطفیٰ ابو یزید رحمہ اللہ، شیخ ابو اللیث اللیبی رحمہ اللہ، شیخ ابو یحیٰ اللیبی رحمہ اللہ اور شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ ۲۰۱۱ء میں ایبٹ آباد میں ٹارگٹ آپریشن میں شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت ہوئی......القاعدہ کی قیادت کی شہادت پر امریکہ نے جشن تو منا لیے لیکن القاعدہ کو شکست دینے میں امریکہ مکمل طور پر ناکام رہا۔اصل میں کفار کو اس بات کا کبھی بھی ادراک نہیں ہو سکتا کہ مسلمان جب اللہ کی راہ میں اپنا خون پیش کرتا ہے تو اس سے شجر اسلام کی ایسی آب یاری ہوتی ہے کہ اس خون کی ایک ایک بوند سے بیسویں اور بعض اوقات سیکڑوں مسلمان، جہاد فی سبیل اللہ کی مبارک راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

جس القاعدہ کو آج سے تیرہ برس قبل افغانستان میں دیکھ کر امریکہ کے دل پر نشتر چلتے تھے آج وہی القاعدہ افغانستان، برصغیر، عراق، شام، یمن، مصر، لیبیا، نائیجیریا، الجزائر، مالی اور سوڈان میں سرگرم عمل ہے اور امریکہ بے بس نظر آتا ہے۔آج القاعدہ اللہ کے فضل سے پوری دنیا میں مصروف عمل ہے اور جنگی اور نظریاتی محاذوں پر صلیب کے پجاریوں کو شکست دے رہی ہے۔

۲۔طالبان کا خاتمہ:

امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرتے ہی چھ ماہ کے اندر جن طالبان کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا، آج تیرہ برس گزر جانے کے بعد وہ پورے ملک میں منظم طور پر جہاد میں مصروف ہیں اور صلیبی اپنے آپ کو کابل میں بھی محفوظ نہیں سمجھتے۔کابل میں طالبان کے تابڑ توڑ حملوں نے پولیس چیف کو بھی مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔اس کے علاوہ ہلمند، کاپیسا اور قندوز کے بیشتر اضلاع پر طالبان کا باقاعدہ قبضہ ہے اور ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو نیٹو ناکامی کا داغ لے کر مشن کی تکمیل کر کے گھر کی راہ لے چکا ہے۔

طالبان پورے ملک میں صلیبی اور افغان افواج کو نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ انتظامی امور بھی بخوبی چلا رہے ہیں۔طالبان کی قائم کردہ شرعی عدالتیں عوام میں مقبول ہیں اور عوام سرکاری عدالتوں کی بجائے شرعی عدالتوں میں جانا پسند کرتے ہیں جہاں انہیں فوری اور سستا انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ امریکہ کی طرف سے

لبرل ازم اور فحاشی کو فروغ دینے کے حوالے سے طالبان نے دعوت و تبلیغ کا دائرہ بھی وسیع کر دیا ہے۔ عوام کو دین کی طرف آنے کی دعوت اور صلیبی چالوں سے آگاہ رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے مسجد و منبر کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا کا بھی استعمال کیا جا رہا ہے......قصہ مختصر طالبان افغانستان میں نہ صرف مضبوط ہیں بلکہ چھاپہ مار کارروائیوں سے بڑھ کر اب علاقوں پر قبضہ بھی شروع کر چکے ہیں اور صلیبی افواج کے انخلا کے ساتھ ہی اسلامی جمہوریہ افغانستان ایک بار پھر امارتِ اسلامیہ افغانستان بننے کا منتظر ہے۔

۳۔افغانستان میں جمہوریت کا قیام:

امارت اسلامیہ پر حملے کے ساتھ ہی امریکہ نے افغانستان میں جمہوری نظام رائج کرنے کا اعلان کیا۔ اس مقصد کے لیے عبوری حکومت قائم کی گئی اور بطور صدر حامد کرزئی کا انتخاب کیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں لویہ جرگہ کے ذریعے نیا آئین بنایا گیا اور افغانستان کو اسلامی جمہوریہ افغانستان کا نام دیا گیا۔ ۲۰۰۴ء میں صدارتی انتخاب منعقد ہوئے جن میں کرزئی کو ''واضح'' برتری حاصل ہوئی اور وہ ۵ سال کے لیے صدر منتخب ہوا۔ ۲۰۰۹ء کے الیکشن میں دوبارہ کرزئی کو ہی برتری حاصل ہوئی اور وہ دوبارہ صدر منتخب ہوا۔ ۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۹ء کے الیکشن میں دھاندلی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے گئے اور عالمی طور پر بھی ان انتخابات کو کسی نے شفاف تسلیم نہ کیا۔

۲۰۱۴ء میں ہونے والے الیکشن میں پہلے مرحلے میں کوئی بھی امیدوار واضح برتری حاصل کرنے میں ناکام رہا جب کہ دوسرے مرحلے میں اشرف غنی نے کامیابی حاصل کی۔ انتخابات میں دوسرے نمبر پر آنے والے امیدوار عبداللہ عبداللہ نے دھاندلی کے الزامات لگائے اور اشرف غنی کی فتح کو ماننے سے انکار کر دیا۔ دونوں امیدواروں کے درمیان تلخی اس قدر بڑھ گئی کہ نوبت خانہ جنگی کے قریب آ پہنچی۔ اس موقع پر امریکہ نے مداخلت کر کے دونوں امیدواروں کو مخلوط حکومت بنانے پر آمادہ کر لیا جس کے لیے چیف ایگزیکٹو نام کا عہدہ متعارف کرایا گیا......افغانستان میں ''جمہوریت'' جس قدر رائج ہو سکی اس سے ساری دنیا واقف ہے۔ کرزئی حکومت دنیا کی کرپٹ ترین حکومتوں میں شامل رہی اور حالیہ مخلوط حکومت خود جمہوریت کے حامیوں کی نظر میں کسی طور پر جمہوریت نہیں۔ افغانستان کے صدر کے الیکشن کو ہر مقام پر سلیکشن ہی کہا گیا اور صدر کی حیثیت بھی امریکی کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں۔ افغان حکومت کوئی فیصلہ امریکہ کی مرضی کے خلاف کرنے سے قاصر ہے۔ درحقیقت افغانستان میں آمرانہ نظام ہی رائج ہے جہاں آمر کا کردار امریکہ نبھا رہا ہے۔

۴۔افغان فوج اور پولیس کو دہشت گردی سے مقابلہ کرنے کے قابل بنانا:

امریکہ کا افغان جنگ کا ایک اور بنیادی مقصد طالبان کے مقابلے میں ایک ایسی فوج کھڑی کرنا تھا جو اس کے تابع ہونے کے ساتھ ساتھ طالبان کا مقابلہ کرنے کی بھی سکت رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لیے افغان فوج اور پولیس کو تیار کیا گیا۔ افغان فوج کی تعداد ۲ لاکھ جب کہ پولیس کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ افغان فوج اور پولیس کی بھرتی، تربیت اور اسلحے پر امریکہ نے اربوں ڈالر خرچ کیے یہاں تک کہ ان کی تنخواہیں بھی امریکہ کے ذمہ ہیں۔

افغان فوج اور پولیس پر اربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود امریکہ اس ضمن میں خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کر پایا۔ افغان فورسز طالبان کا مقابلہ کرنا تو درکنار اپنی حفاظت کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ افغان فورسز کی طالبان کے ہاتھوں ہلاکتوں میں آئے روز اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ صرف ۲۰۱۴ء میں ۴۶۰۰ افغان فوجی اور پولیس اہل کار طالبان کے حملوں میں ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ جن صوبوں کی سیکورٹی امریکہ نے افغان فورسز کے حوالے کی وہاں چند ماہ کے اندر طالبان نے بیش تر اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ کابل میں ہزاروں کی تعداد میں موجود افغان فوج کو اتحادی افواج کی مدد بھی حاصل ہے مگر اس کے باوجود طالبان کے حملے جاری ہیں۔

''باصلاحیت افغان فوج'' کا قیام تو ایک طرف امریکہ بااعتماد افغان فوج کے قیام سے بھی قاصر رہا۔ افغانستان میں ہلاک ہونے والا سب سے بڑا امریکی عہدے دار ایک جنرل افغان فوجی کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ افغان فوج اور پولیس کے اندر سے حملوں میں سیکڑوں صلیبی ٹرینرز اور افسران ہلاک ہوئے۔ اس وقت بد اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ افغان اہل کاروں کو صلیبی فوجیوں کے ساتھ گھلنے ملنے کی اجازت نہیں۔ اس کے علاوہ صلیبی فوجیوں کی موجودگی کی صورت میں افغان اہل کاروں پر کسی بھی قسم کا اسلحہ ساتھ رکھنے پر پابندی ہے۔

۵۔دنیا کو دہشت گردی سے پاک اور محفوظ بنانا:

دنیا کو دہشت گردی سے پاک اور محفوظ بنانے کا امریکی خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ دہشت گردی کا خاتمہ تو کجا اس میں کمی بھی نہ آ سکی۔ یونی ورسٹی آف میری لینڈ کے گلوبل ٹیرارزم ڈیٹا بیس کے مطابق ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۰۱۱ء تک دہشت گردی کے واقعات میں چار گنا اضافہ ہوا۔ پوری دنیا میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی تعداد ۲۰۰۲ء میں ۹۸۲ تھی جب کہ ۲۰۱۱ء میں ۴۵۶۴ دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔ حال ہی میں پیرس میں دو جان نثاران حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملعون اخبار چارلی ہیبڈو پر کامیاب حملے کے بعد صلیبی اپنے آپ کو یورپ میں بھی غیر محفوظ تصور کر رہے ہیں۔

اس حوالے سے ایک برطانوی میڈیا گروپ نے افغانستان سے برطانیہ کے آخری فوجی دستے کی واپسی کے بعد برطانوی شہریوں سے ایک سروے کیا۔ اس سروے میں شہریوں سے پوچھا گیا: ''کیا برطانیہ افغان جنگ سے پہلے زیادہ محفوظ تھا یا اب؟'' ۴۲ فی صد لوگوں نے برطانیہ کو ۱۳ برس پہلے کی نسبت زیادہ غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

صرف ۲۸ فی صد نے اسے محفوظ کہا ہے، ۱۹ فی صد نے معلوم نہیں۔ ۱۱ فی صد نے افغان جنگ کو دنیا کے لیے زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ اسی طرح لوگوں سے پوچھا گیا افغانستان میں کی گئی کارروائی فائدے مند تھی یا نہیں؟ ۶۸ فی صد لوگوں کا کہنا تھا: ''افغانستان میں کی گئی یہ کارروائی فائدہ مند نہیں تھی۔''

امریکہ کو ان ناحاصل کردہ مقاصد کی بہت بھاری قیمت چکانا پڑی۔ افغانسان میں فوجی اور تعمیراتی منصوبوں پر امریکہ نے ۷۱۹ ارب ڈالر خرچ کیے۔ اس کے علاوہ دہشت گردی کے خوف سے امریکہ کے اندر سیکورٹی پر بھی اربوں ڈالر خرچ ہوئے۔ افغانستان میں زخمی ہونے والے فوجیوں کی واپسی اور علاج کا خرچ بھی اربوں ڈالر میں ہے۔ طالبان حملوں میں امریکی مراکز اور فوجی ساز وسامان کو پہنچنے والا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ ان اخراجات نے امریکی معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دی اور امریکہ کو اپنی تاریخ کے بدترین معاشی بحران سے گزرنا پڑا......امریکہ کو مالی نقصان کے ساتھ ساتھ بھاری جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ امریکہ کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق افغانستان میں ۵۳۰۰ صلیبی فوجی ہلاک ہوئے جن میں ۲۲۰۰ امریکی فوجی شامل ہیں۔ زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ واضح رہے کہ یہ اعداد و شمار بھی اپنی خفت مٹانے اور شکست چھپانے کی غرض سے انتہائی کم بتائے جاتے ہیں۔ حقیقی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ کے مطابق صلیبی و مرتد افواج کے نقصانات کی تفصیل کچھ یوں ہے......۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء تک فاتح طالبان نے ۲۵۳۵۴ ریموٹ کنٹرول بم حملے کیے

فدائی حملے: ۵۸۹

مراکز اور چیک پوسٹوں پر حملے: ۷۴۸۰

میزائل وراکٹ و مارٹر حملے: ۴۹۳۵

گھات یا کمین حملے: ۶۲۶۷

سپلائی لائن پر حملے: ۲۵۹۴

ان حملوں میں ۳۹۲ ہیلی کاپٹر وطیارے تباہ ہوئے

۱۹۶ جاسوس طیارے مار گرائے گئے

۱۲۲۹۵ ٹینک وبکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں

۷۵۹۴ ٹرک و آئل ٹینکرز برباد ہوئے

۷۶۱۱۴ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں

۵۵۶۲۰ صلیبی فوجی ہلاکتیں ہوئیں

۱۳۹۱۴ صلیبی فوجی زخمی ہوئے

۱۸۵۰۰۶ افغان مرتد فوجی ہلاک ہوئے

۵۱۴۱۴ افغان مرتد فوجیوں زخمی ہوئے

اس تیرہ سالہ جنگ میں ۷۱۸ مجاہدین نے فدائی حملے کیے۔ دیگر کارروائیوں میں ۳۳۸ مجاہدین شہید اور ۲۶۱۳ زخمی ہوئے۔ جب کہ مجاہدین کی ۱۱۴ گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

امریکی رائے عامہ:

امریکی عوام کے مطابق بھی امریکہ کو افغان جنگ میں ناکامی ہوئی ہے۔ امریکی رائے عامہ کے ایک جائزے میں افغان جنگ کو ویت نام جنگ سے بھی غیر مقبول قرار دیا گیا۔ ۸۲ فی صد امریکیوں کا خیال ہے امریکہ کو افغانستان پر دھاوا نہیں بولنا چاہیے تھا۔ ان لوگوں کا خیال ہے امریکہ افغان جنگ شروع کر کے جہاں سیکورٹی خطرات میں گھر گیا ہے، وہیں معاشی حوالے سے بھی امریکہ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ یہ انتہائی حیران کن ہے امریکا کے صرف ۱۱ فی صد شہری افغان جنگ کو مثبت قدم قرار دے رہے ہیں۔ صرف ۲۲ فی صد امریکی افغانستان سے امریکی انخلاء کو کامیابی گردانتے ہیں۔

''باصلاحیت افغان فوج'' کا قیام تو ایک طرف امریکہ بااعتماد افغان فوج کے قیام سے بھی قاصر رہا۔ افغانستان میں ہلاک ہونے والا سب سے بڑا امریکی عہدیدار ایک جنرل افغان فوجی کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ افغان فوج اور پولیس کے اندر سے حملوں میں سیکڑوں صلیبی ٹرینز اور افسران ہلاک ہوئے۔ اس وقت بداعتمادی کا یہ عالم ہے کہ افغان اہل کاروں کو صلیبی فوجیوں کے ساتھ گھلنے ملنے کی اجازت نہیں۔ اس کے علاوہ صلیبی فوجیوں کی موجودگی کی صورت میں افغان اہل کاروں پر کسی بھی قسم کا اسلحہ ساتھ رکھنے پر پابندی ہے۔

افغانستان میں امریکہ کی شکست ساری دنیا پر واضح ہو چکی ہے۔ حالیہ افغان جہاد کی خصوصیت یہ ہے کہ اس بار صرف ایک سپر پاور نہیں بلکہ پورا صلیبی اتحاد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو کچلنے کے لیے اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ حملہ آور ہوا، اور خطے کی تمام نام نہاد اسلامی حکومتوں نے بھی اس کا ساتھ دیا لیکن افغانستان کے بہادر اور غیور عوام نے فقط اللہ کی مدد کے بل بوتے پر پوری دنیا کے طاغوتی اتحاد کو شکست دی۔ اور دنیا کا پسماندہ ترین اور کمزور ترین ملک دنیا کی طاقت ور ترین افواج کے اتحاد کا قبرستان بن گیا۔

☆☆☆☆☆

جہادِ افغانستان کے عالمی اثرات

محمد لوط خراسانی

چشمِ فلک نے کتنی ہی بار یہ نظارہ کیا ہے کہ میدان جنگ میں صفوں کے آپس میں بھڑ جانے سے پہلے فریقین کا نظر آنے والا فرق ان کے بارے میں اندازے کچھ ہوتے ہیں، مگر جب معرکہ شعلے اگلنا بند کرتا جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی اور اڑتی ہوئی دُھول بیٹھ جاتی تو نتائج بالکل الٹ ہوتے جاتے ہیں......حالیہ جہاد افغانستان کی شرعی حیثیت سے لے کر سیاسی پہلو تک حقائق کے اوپر شکوک کی گرد کی دبیز تہہ جمانے کی بہت کوشش ہوئی مگر رحمت کی بارش سے یہ سب کچھ اب دُھلنے کو ہے، ان شاء اللہ۔ روس کے خلاف جہاد افغانستان نے جو کچھ اِس امت کو عطا کیا تھا اب کی بار ملنے والی برکات اس سے کئی گنا بڑھ کر ہیں۔ ذیلی سطور میں جہاد افغانستان کے عالمی منظر نامے پر دیکھے جانے والے اثرات میں سے چند اہم کا ذکر کیا جائے گا۔

اشاعتِ اسلام کو فروغ:

عالم کفر نے نو، گیارہ کے حملوں کے بعد اور پھر خاص جہاد افغانستان کے لیے پوری دنیا سے امت کے درد مند حلقوں کی طرف سے ہوئی پشتی بانی کو روک لگانے کے لیے ابلیسی پروپیگنڈے کے ذریعے اسلام کے خوش نما چہرے پر کیچڑ اچھالنے کی بہتیری کوشش کی مگر بے نیل مرام ہی رہا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مجاہدین تو ایسے سخت جان نکلے ہیں کہ لوہے کے چنے ہونے کی مثال بھی اس حقیقت کو پورا بیان کرنے سے قاصر ہے تو مایوسی کا شکار ہوکر غصّے سے اپنی انگلیاں کاٹنے والی فرسٹریشن کی کیفیت میں پہنچ کر قرآن حکیم اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ان کا معمول بن گیا۔ مسلمانوں کو وحشی اور درندے ثابت کرنے کے لیے پورے عالم کفر نے مسلم خطوں کے حکمرانوں اور میڈیا کو ساتھ ملا کر بے انتہا پروپیگنڈہ کیا مگر......وہ رب کریم کہ جس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اس نے ان ناگفتہ بہ حالات کو بھی اپنے دین کی اشاعت کے لیے سازگار ہی بنایا۔

کفر والوں کی ان حرکتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن حکیم یورپ میں سب سے زیادہ بکنے والی مذہبی کتاب بن گئی۔ اسلام سے متعلّق ویب سائٹس کو وزٹ کرنے والے غیر مسلموں کی تعداد دوگنا ہوگئی اور اسلام قبول کرنے کا تناسب بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہوگیا۔

'مسلح جہاد' کے مسائل کا واحد حل ہونے کا ایقان:

مسلم خطوں کے رہنے والے ہوں یا کفریہ ریاستوں کے باسی مسلمان، ان میں سے ہر سلیم العقل مسلم فرد کے دل میں یہ بات ایک یقین کی طرح گھر کرگئی ہے کہ امت کو درپیش مسائل کا واحد حل 'مسلح جہاد' ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے عروج واقبال کی داستاں لکھنے کے لیے اپنائے گئے تمام مناہج مسلمانوں کے کچھ مصالح کے حصول کا سبب تو ہوسکتے ہیں مگر وہ کوئی مکمل حل پیش نہیں کرسکتے۔ نو، گیارہ کے مقدس معرکے سے پہلے تو ایک افغانستان دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے جہادی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا مگر اس کے بعد افغانستان کے جہاد کے شروع ہونے کے بعد جماعۃ القاعدۃ نے اپنے طے شدہ منصوبے کے تحت امریکہ کو اتنے محاذوں پر مصروف کردیا ہے کہ اب وہ خود کہتا ہے کہ ''ہر جگہ امریکہ فوج نہیں بھیج سکتا''!!!

مسلم خطوں میں جاری جمہوری تحریکوں کی ناکامی بھی افغان جہاد کے مابعد اثرات سے کھل کر سامنے آگئی ہے۔ عرب ملکوں میں گزشتہ سالوں میں اٹھنے والی مسلح تحریکیں (عرب بہار کے دوران ہونے والے مظاہروں کو پرامن جدجہد کہنا سراسر جھوٹ ہے) جہاد افغانستان سے متاثر ہونے والے طبقات کی محنتوں کا ہی نتیجہ تھیں گو کہ وہ نتائج اس طرح سے فراہم نہ کرسکیں لیکن پھر بھی بہت مضبوط اقتدار رکھنے والے طواغیت ان کے نتیجے میں اقتدار کی مسندوں سے اتار پھینکے گئے۔

اسی طرح پاکستان اور یمن وغیرہ کو دیکھا جائے تو نفاذ شریعت کے لیے مسلح جہاد تحریکوں کا اٹھنا اسی افغان جہاد ہی کے ثمرات میں سے ہے۔

مسلم قیادتوں کی حقیقت کا واضح ہونا:

افغان جہاد کی بدولت مسلم معاشروں کی قیادتوں کی قلعی بھی کھل گئی۔ یہاں قیادت سے مراد حزب اقتدار یا حزب اختلاف نہیں ہے بلکہ جدید سیکولر نظم ریاست کو جائز مان کر جدوجہد کرنے والی تمام سیکولر مذہبی قیادتیں ہیں...... مذہبی قیادت ہو یا مذہبی سیاسی قیادت' امریکہ اور اس کے حواری مسلم حکمرانوں کے بارے میں درست شرعی موقف نہ اپنانے کی وجہ سے وہ متدیّن مسلم افراد کی نظر میں اپنے کمزور، لچکیلے اور غیر شرعی موقف کی بنا پر اپنا وزن کھو بیٹھی ہے۔

کفر کا رعب ٹوٹنا:

نو، گیارہ کے حملوں کے بعد امریکی حکومت اور خفیہ ایجنسیوں کی ایما پر سازشی نظریات پروان چڑھائے گئے کہ یہ حملے جماعۃ القاعدۃ (یعنی مسلمانوں) نے نہیں کیے بلکہ یہ امریکی حکومت کا اپنا کام تھا کہ اسے کوئی بہانہ مل جائے۔ اس سازشی نظریے کو پھیلانے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان احساس کمتری کا شکار رہیں کہ امریکہ جیسی قوتِ قاہرہ کے مقابل وہ آ ہی نہیں سکتے......اگر یہ لوگ مسلمان تھے بھی تو وہ امریکہ کے ہاتھوں ورغلائے

گئے ہیں......مگر وہ خیرالماکرین رب تو ہر چال چلنے والے سے بہتر ہے لہٰذا وہ تو اپنے بندوں کا ولی ہے اور جس کا وہ مولیٰ ہو جائے اسے کسی اور کو مولیٰ بنانے کی حاجت ہی نہیں رہتی، الحمدللہ......مجاہدین کے اسلوبِ دعوت کے تحت جب لوگ درجہ بدرجہ اسباق پڑھتے جاتے ہیں تو ان کے قلوب واذہان سے کفر کے ناقابل تسخیر ہونے کا ہوّا ابھی ختم ہو جاتا ہے اور وہ یہ سمجھنے لگتے ہے کہ اگر اللہ کی مدد شامل حال ہو تو وہ کسی بھی وقت کفر کے ان سرغنوں کی شہ رگ کو ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔

افغانستان میں وہ کون سی ٹیکنالوجی ہے جو امریکہ اور اس کے حواریوں نے استعمال نہیں کی مگر نتیجہ شکست کے علاوہ کچھ نہیں!!! زمین پر چلتی چیونٹی کو دیکھ سکنے کا دعویٰ کرنے والا امریکہ، خلا میں موجود مصنوعی سیاروں، فضا میں موجود ڈرون اور فوجی اڈوں کے قرب و جوار میں بہت زیادہ زمینی انٹیلی جنس کے باوجود ہر جگہ مجاہدین کی مرضی کے دن اور ان کے انتخاب کردہ وقت کے مطابق نشانہ بنا ہے......ایسی نگاہ رکھنے کا دعویٰ کرنے والے امریکہ کے فوجیوں کو اپنے اڈوں پر زیرِ زمین بنکروں یا پھر خندقوں میں سونے کی پابندی کروانا پڑی......اپنے ملک کے اندر سیکورٹی کا جو نظام بنایا ہے وہ تحفظ کا احساس دلانے کی بجائے نفسیاتی دباؤ کا شکار زیادہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے فوجی تو فوجی امریکی عوام میں بھی جہاد افغانستان کے بعد سے نفسیاتی بیماریوں کی شرح میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

امریکی قوت میں کمی:

جہاد افغانستان کو امریکی مشکلات کے پہلو سے دیکھا جائے تو انسانی تاریخ میں یہ مہنگی ترین جنگ ہے۔ جہاد افغانستان پر اب تک کا امریکی خرچہ تقریباً ۴ ٹریلین ڈالرز تک پہنچ چکا ہے اور اگر اسے ایک گھرانے پر تقسیم کیا جائے تو فی خاندان ۶۰ ہزار ڈالرز ''محفوظ امریکہ'' کی بھینٹ چڑھانے کا مقروض ہے۔ اور یہ ''محفوظ امریکہ'' کا خواب ہمارے پنجابی کے محاورے میں تا حال ''ٹرک کی بتی'' ہی ہے...... افغان جہاد کے متعلّقات میں سے ہی جہاد عراق ہے اور وہاں پر آنے والی لاگت اس کے علاوہ ہے اور بھی اس کے لگ بھگ ہی ہے۔ اس ضمن میں Harvard Universitys Kennedy School of Government کی رپورٹ تو کسی بیگانے کی بجائے گھر والوں کی بیان کردہ کتھا ہے جو کافی کچھ واضح کر سکتی ہے۔

یہ اخراجات بڑے کثیر جہتی مسائل کی بنا پر اٹھے ہیں......مثلاً افغانستان میں بننے والی درگت پر جب امریکی فوج کو اپنا بھرتی کا معیار نیچا کرنا پڑا تو معیار کی اس پستی کے ساتھ آئندہ کے لیے ہر سطح پر تنخواہ اور مراعات کے ضمن میں کافی اضافے کرنا پڑے جو مستقبل کا ایک مستقل خرچہ ہیں......مگر اس سب کے باوجود امریکی فوج کی نفسیاتی شکست و ریخت جس کی بنا پر خود کشیوں کا تناسب تاریخ میں سب سے زیادہ ہو گیا وہ ایک الگ تاریخ ہے جو صفحات کی قلت کی وجہ سے یہاں لکھی نہیں جا سکتی۔ Permanent Disability Benefits کے لیے افغان وار سے آنے والے فوجیوں میں سے ۵۶ فی صد درخواست دیتے ہیں کہ انہیں یہ فراہم کی جائیں اور یہ شرح ماضی کی جنگوں کے مقابل دوگنا ہے۔

امت اور مجاہدین کے پہلو سے یہ اعداد و شمار اس حوالے سے بڑے اطمینان بخش ہیں کہ ان امریکی نقصانات اور مسائل میں ہر نئے آنے والے دن کے ساتھ اضافے کا تناسب ہے دنیا کے سامنے امریکہ سرخروئی اور کامیابی کے خواہ کتنے ہی نعرے کیوں نہ لگاتا رہے۔

دنیا پر اپنی تھانے داری امریکہ اب تقریباً کھو چکا ہے۔ کوریا امریکی کمپنی پر سائبر حملہ کرتا ہے تو امریکہ بس دھمکی دے پایا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس سے پہلے یوکرائن کے مسئلے پر بارہا امریکہ نے حملے کی دھمکی دی مگر وہ کبھی بھی حقیقت کا روپ نہ دھار سکی۔ شام کے اندر امریکہ نے مجاہدین کو ہدف بنانے کے لیے زمینی حملے کا ارادہ بنایا مگر روس نے امریکہ کو دھمکایا (روس کو خدشہ تھا کہ اس دوران امریکہ کوئی ایسا فائدہ نہ اٹھا جائے جو اس کے سٹریٹجک اتحادی بشار الاسد کو نقصان پہنچائے) تو اسے ایسا کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی طرح اب روس اپنے تمام تر معاشی مسائل کے باوجود پھر سے عالمی طاقت بننے کے خواب دیکھ رہا ہے اور چین بھی اپنے آپ کو بطور ''سپر پاور'' دیکھنا چاہ رہا ہے۔ بھارت جیسے ملکوں کا امریکہ کے ساتھ لہجہ سخت ہو گیا ہے کہ ایک بھارتی فلمی اداکار سے امریکہ نے معافی مانگی ہے۔

ہمسایہ ممالک پر اثرات

جہاد افغانستان کا بڑا گہرا اثر اس کے ہمسائیہ ممالک پر بھی پڑا ہے۔ مختصراً تو ایران اور چائنا کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اسلام دشمن رافضی ایران کے اندر اہل سنت پر روا رکھے جانے والے مظالم کے ردعمل میں اہل سنت کی چند جماعتوں نے ظالم پاسدارانِ انقلاب کے گریبان کو ہاتھ ڈالا ہے اور درجہ بدرجہ اپنی کارروائیوں میں شدت لاتے چلے جا رہے ہیں کہ اب ان کے حملوں سے تنگ آ کر ایرانی فوج پاکستانی فوج کو بھی دھمکاتی ہے کہ اپنی سرزمین پر ان لوگوں کو تیاری کرنے سے روکو مگر یہ بے چاری فوج کیا کرے جو اپنے گڑھ جی ایچ کیو کی حفاظت نہیں کر سکتی......اسی طرح پچھلے سارے عرصے میں پہلی بار ہوا ہے کہ جہاد افغانستان سے مہمیز لینے والے اہل ایمان کے جہادی جذبوں سے چین نے اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

پاکستان پر پڑنے والے اثرات کو دیکھا جائے تو عالمی سیکولر سیاسی علم الکلام کے تحت پاکستان اس جنگ کی وجہ سے بڑی بری طرح غیر مستحکم ہوا ہے اور سیاستِ شرعیہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستانی تاریخ میں نفاذ شریعت کی خواہش کو پوری پاکستانی تاریخ میں پہلی دفعہ عملاً ہو سکنے کے زاویے سے دیکھنا ممکن ہوا ہے...... پاکستان کے اندر ہر وہ مسلمان جو اپنے دل میں رب تعالیٰ کی حاکمیت کے قائم ہونے کی سچّی خواہش رکھتا ہے

اس کے لیے معاشرے میں دستیاب مذہبی اور مذہبی سیاسی ڈسکورس کی خامیاں واضح ہوکر سامنے آئی ہیں۔اسی جہاد کے بالواسطہ اثرات ہیں کہ یہاں کے مذہبی طبقات کو کفر و طاغوت کے ضمن میں اپنی نظری بحثوں کے برعکس عملی وابستگیاں رکھنا اور اقدامات اٹھانا پڑے ہیں جو فکری دیانت کے معاملے میں کئی طرح کے جھول کی وضاحت کر جاتے ہیں۔

افغان جنگ، کیا امریکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا؟!

امریکہ نے افغانستان پر جب حملہ کرنا تھا اور ایساف اور نیٹو اتحاد کو ساتھ ملانا تھا اس وقت اس نے دنیا کے سامنے یہ مقصد رکھا تھا کہ دہشت گردی ساری دنیا کے لیے خطرہ ہے اور ہم نے مل کر اس کو ختم کرنا ہے اور اپنی عوام کے سامنے جنگ شروع کرنے کی توجیہ یہ کی تھی امریکہ کو محفوظ بنانا ہے۔

ہر وہ شخص جو دنیا کے حالات سے باخبر ہے اسے یقیناً یہاں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ امریکہ اپنے ان دونوں مقاصد کو حاصل کرنے میں مکمل طور ناکام و نامراد ہوا ہے۔ایساف اور نیٹو جو کرنے آئے تھے اس کی ناکامی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ابھی فرانس کے حالیہ حملے جس میں تین فدائیانِ محمد علی صاحبھم السلام نے دشمن کے عین قلب پر وار کیا ہے اور اس کے بعد پورے یورپ کو غیر محفوظ قرار دے دیا گیا ہے۔ افغانستان عراق اور پاکستان میں امریکہ کو کچھ ملا نہیں اور اب الجزائر اور یمن کے مسلم شیر اس کا نرخرہ دبوچنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

مندرجہ بالا احادیث نبویہ اس کا درس دیتی ہیں کہ اسلام اس وقت تک حاکم نہیں ہوسکتا جب تک مسلمان ایک جماعت نہ بن جائیں اور جماعت امیر کا انتخاب نہ کرے اور امیر ان میں اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب اس کی اطاعت نہ کی جائے اور اس (امیر) کے تمام اوامر کی بجا آوری نہ کریں۔مندرجہ بالا نصوص وحقائق کے پیش نظر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد وہ شرعی حاکم اور امیر ہیں جنھوں نے آج کے زمانے میں شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کا نفاذ کیا ہے۔ان کے تمام فرامین بالخصوص بت شکنی، منشیات کی کاشت پر پابندی اور کفار کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدمی اور عزم واستقامت کے بارے میں فرامین اسلامی تاریخ کے وہ موقف ہیں جو امیر المومنین کے صدق وحق پر دلالت کرتے ہیں۔

صاحب فضیلت بزرگو! اسلامی امت آپ کی طرف آس لگائے بیٹھی ہے۔ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بہ بانگ دہل حق کا اعلان کردیں اور اس راستے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيباً (الاحزاب: ۳۹)

’’(اور) جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے‘‘۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِذَ أَخَذَ اللّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ (آل عمران: ۱۸۷)

’’اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا۔ اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا‘‘۔

آخر میں ہماری طرف سے سلام قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو راہ حق میں مزید ثبات واستقامت نصیب فرمائیں۔آمین

وَقُلِ اعْمَلُواْ فَسَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ (التوبة: ۱۰۵)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی، اسامہ بن محمد بن لادن

☆☆☆☆☆

’’افغانستان میں رہتے ہوئے، میں یہ جان پایا ہوں کہ توحید کہیں اور (اُس طرح) انسان کی روح پر اثر نہیں کرسکتی، نہ ہی اِسے مضبوط بناتی ہے (کہ) جیسا یہ میدانِ جہاد میں کرتی ہے۔یہ (وہ) توحید ہے کہ جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’’مجھے قیامت تک کے لیے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اللہ وحدہ، لاشریک کی عبادت کی جانے لگے‘‘
لہٰذا، اس دنیا میں توحید کا نفاذ تلوار سے کیا جاتا ہے کتابیں پڑھنے سے نہیں، نہ عقیدے کی کتابوں کا (صرف) مطالعہ کرنے سے۔بے شک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں توحید الوہیت (توحید العبادت) کی تعلیم دی کہ جس کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں میں اور اِس دنیا پر توحید الوہیت کا نفاذ ہوسکے۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں تعلیم دی کہ اِس توحید کو (اس کے) سبق پڑھنے سے نہیں سیکھا جاسکتا! ہرگز نہیں! بلکہ اس (توحید) کو صرف میدانِ کارزار میں دشمن کا مقابلہ کرنے، اور طاغوت کے سامنے اپنے موقف پر قائم رہنے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات، (اور) وہ قربانیاں جو اِنسان پیش کرتا ہے کے ذریعے ہی نفس میں اُبھارا اور پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔جب بھی اِنسان دین کے لیے کچھ قربان کرے گا، یہ دین اپنی پُر اسرار خوب صورتیوں کو اُس کے لیے کھول دے گا، اور اُس کے لیے اپنے خزانوں سے پردے اُٹھالے گا‘‘۔
شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

نصرت جہاد میں مہاجرین وانصار کا کردار

ملّا احسان اللہ ہلمندیؔ

الحمد للّٰہ وحدہ انجز وعدہ ونصرہ عبدہ و هزم الحزاب وحدہ

بے شک اللہ ہی تمام تعریف کے لائق ہے، وہ اکیلا ہے، جس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اپنے بندہ کی نصرت فرمائی اور اکیلے ہی لشکروں کو شکست سے دوچار کیا......

بے شک اللہ تعالیٰ نے سرزمین جہاد ورباط افغانستان مین اپنے بے سروسامان بندوں کے ذریعے اپنے دشمنوں کو جس طرح خاک چاٹنے پہ مجبُور کیا، اس میں عقل والوں کے لیے بہت سارے اسباق ہیں کہ بے شک میرا اللہ ہر چیز پہ قادر ذات ہے اور اللہ کی ذات پہ بھروسہ ہو تو ٹیکنالوجی کی ایک نہیں چلتی اور جلد یا بدیر رسوائی کافروں کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

الحمدللہ ۳۵ سال کے قلیل عرصہ میں سرزمین افغانستان پہ دو نام نہاد سپر پاوروں کو انجام بد سے دوچار ہونا پڑا ہے اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ٹیکنالوجی کے نشہ میں بدمست اور اللہ والوں کا نام ونشان تک مٹادینے کے ارده سے یکے بعد دیگرے آنے والے روس وامریکہ کم وبیش ایک ہی انجام سے دوچار ہوئے......روس تو افغانستان سے واپسی کے وقت ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا، جب کہ امریکہ کی سلطنت میں بھی دراڑیں صاف نظر آرہی ہیں......اور ان شاء اللہ جلد ہی امریکہ کا نجام بھی روس سے بدتر ہوگا......

اللہ نے افغان قوم کو بھی عجیب شان دی ہے کہ جہاد کی نصرت جیسی عظیم خدمت ان کے حصّہ میں آئی اور اس قوم نے بھی بے شک نصرت کا حق ادا کر دیا......اور اپنا مال، جان، گھربار، سب کچھ اللہ کے راستہ میں پیش کر کے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو اس منصب کا اہل ثابت کیا...... بے شک قابل رشک ہے وہ سرزمین جس نے ایسے ابطال پیدا کیے جنہوں نے ہر مشکل گھڑی میں اللہ کے دین کی نصرت کا بیڑہ اٹھایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے مہاجر ہونے والے اپنے بھائیوں کے لیے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی پیش کی، بلاشبہ اس مبارک جہاد میں مہاجرین وانصار نے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی......اور انہی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ ۱۳ سال کے قلیل عرصہ میں صلیبی، صیہونی اتحاد نیٹو نے اپنا مشن سمیٹ دیا ہے اور افغانستان کی مبارک سرزمین سے رسوا ہو کے نکلنے پر مجبُور ہو گئے ہیں......فللّٰہ الحمد......

۱۱ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد ساری دنیا کا طالبان پہ دباؤ تھا اور ایک ہی مطالبہ تھا کہ اسامہ کو ہمارے حوالے کر دو بس......لیکن قربان جاؤں اس مردِ قلندر کی شان پر جو واقعی انصار تھا اور نصرت کے تقاضے بھی سمجھتا تھا، ملا صاحب کے الفاظ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں کہ میری ایمانی غیرت نہیں گوارا کرتی کہ اپنے ایک مہمان کو کفر کے حوالے کر دوں، چاہے اس کے لیے ہمارا سب کچھ برباد ہو جائے ......اور پھر ساری دنیا نے دیکھا کہ اس پیکرِ صدق وفا نے اپنی حکومت قربان کر دی کہ کہیں انصار کے کردار پر افغانوں کی غیرت پہ حرف نہ آجائے......اس ۱۳ سالہ جہاد میں مہاجرین و انصار نے صدق ووفا کی وہ داستانیں رقم کیں کہ تاریخ لکھنے والا یقیناً انہیں رشک کی نگاہ سے دیکھے گا......افغانستان پہ حملہ کے بعد جب مومنین پہ کڑا وقت آیا تو قبائل کے عوام نے انصار مدینہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مہاجر بھائیوں کی خدمت میں اپنے گھربار پیش کر دیے......اور اللہ کے رستے کے مہاجر بھائیوں کی ہر ممکن خدمت کی......بلاشبہ اس ۱۳ سالہ جہاد مین انصار نے انصار نے دین کے لیے قربانی اور غیرت کی لازاوال داستانیں رقم کیں......

؎ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
بندہ صحرائی یا مردِ کوہستانی

اللہ کی خصوصی مدد اور نصرت کے بعد یہ انصار ہی تھے، جن کی خدمت اور قربانیوں سے تحریک جہاد دوبارہ منظّم ہوئی......اور ایسی منظّم ہوئی کہ پورے خطہ میں گویا جہاد کی بہار آگئی......اور ہر جگہ سے مجاہدین کے لشکر تیار ہونے لگے......درحقیقت ان عظیم لوگوں نے صرف نصرت ہی نہیں کی بلکہ آگے بڑھ کے جہادی تحریک میں اپنا حصّہ پورا پورا ڈالا...... ہر مجاہد ان انصار کا احسان مند ہے چاہے انصار افغانستان کے ہوں یا قبائل کے ......کہ کس طرح کے کڑے حالات میں جب بیرونی دشمن بھی حملہ آور، اپنوں کی غداریاں، فضا میں محو پرواز جاسوسی طیارے......لیکن یہ سب کچھ بھی ان کے پایہ استقلال میں لغزش نہ پیدا کر سکے......اور دن ہو یا رات اور کیسی ہی سختی ہو، ان لوگوں نے اللہ کے رستے کی مجاہدوں کی ہر ممکن خدمت کی......اور بلاشبہ اس رستے میں اپنے گھربار، جان ومال اور بیوی بچوں تک کی قربانی سے دریغ نہیں کیا......کبھی امریکی جنگی جہازوں نے عام بستیوں پہ بم باری کر کے ان لوگوں کو اس کام سے روکنا چاہا اور کبھی صلیبیوں کے فرنٹ لائن اتحادیوں نے ضرب کذب، راہ نجات، جیسے آپریشن کر کے انصار کی بستیوں کو تاراج کیا......یاد رہے کہ لاکھوں کی تعداد کی غیور قبائلی ہیں جو آج کل دربدر ہیں اور اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں......ان کا صرف ایک جرم ہے اور وہ ہے اللہ والوں کی نصرت......

وما نقمو منهم الا ايو منو باللّٰہ العزيز الحميد

سوچیے ذرا ان غیرت مند لوگوں کی اللہ کے ہاں کیا شان ہوگی کہ جب ساری دنیا دشمن ہوگئی، اپنوں نے بھی آنکھیں پھیر لیں، دشمن نے اپنے تئیں کوشش کی کہ کسی طرح اللہ والوں کا نام ونشان تک مٹادالے......تو یہ اللہ کے پیارے، دینی حمیت سے سرشار......

اللہ کے راستے مین اپنا سب کچھ لٹا دینے کا عزم لے کے صرف اللہ کے بھروسہ پہ اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم ہیں اللہ کے انصار......!!! سبحان اللہ!!!

افغانستان اور قبائل میں وقت گزارنے والے سبھی مجاہدین اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دوارن سفر، کسی کارروائی پہ جاتے ہوئے کھانے کا انتظام اور ٹھکانہ کبھی بھی مسئلہ نہیں ہوتا......آپ راستہ میں آنے والے کسی بھی گھر یا کسی خانہ بدوش کے عارضی ٹھکانہ میں چلے جائیں......اور پھر دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح مجاہدین کی خدمت کرتے ہیں...... بلکہ افغانستان میں تو مجاہدین کی ترتیب یہی ہوتی ہے کہ کھانا ہمیشہ انصار کے گھروں سے ہی آتا ہے......اور ایسا بھی کئی بار ہوا کہ کسی بستی میں مجاہدین کے آنے کی صورت میں مقامی بھائیوں میں گویا ایک مقابلے کی کیفیت ہے کہ کون زیادہ خدمت کرتا ہے مجاہدین کی! کوئی مجاہدین کے پاؤں دبا رہا ہے تو کوئی آرام دہ جگہ کا انتظام کر رہا ہے......اور کھانا تو ہر گھر سے آتا ہے......کتنی ہی مرتبہ اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ جس گھر کا کھانا کم کھایا جائے، عجلت اور وقت کی کمی کی وجہ سے نہ دل جمعی سے نہ کھایا جا سکے تو ان لوگوں پہ گویا صدمہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے......اور کتنی ہی دفعہ دیکھا کہ مجاہدین کو آرام سے سُلا کر انصار نے پہرہ بھی دیا کہ مجاہدین آرام کر لیں......

ایک بھائی نے وزیرستان کا واقعہ سنایا کہ ایک گھر میں کچھ مہاجر بھائی رہائش پذیر تھے......اور گھر کا مالک ایک صاحب حیثیت مسلمان تھا جس نے جہاد اور مجاہدین کی محبت میں گھر مجاہدوں کو دیا ہوا تھا............اتفاق سے اس گھر پہ ڈرون ہو گیا اور گھر میں رہائش پذیر مہاجر مجاہدین شہید ہو گئے اور گھر بھی تباہ ہو گیا......لیکن سلام ہے اس ایمانی غیرت کو کہ صاحب مکان نے ایک ہفتہ کے اندر اندر وہ گھر دوبارہ تعمیر کروا کے مجاہدین کے حوالے کر دیا اور عجیب الفاظ کہے ''اگر یہ کفار اس گھر کو بار بار بھی تباہ کرتے رہیں تو مین بھی بار بار بنا کے مجاہدین کو دیتا رہوں گا''۔

اسی طرح ایک اور بھائی نے وزیرستان ہی کا واقعہ سنایا کہ وہ فون کی غرض سے ایک پی سی او پہ گیا اور کہیں فون کر کے خاصی طویل بات کی......اور جب بل دینے کے لیے دکان دار بھائی سے پیسے پوچھے تو اس نے کہا کہ ہم مجاہدین سے پیسے نہیں لیتے...... بھائی نے کہا کہ آپ پیسے لے لیں، ہمیں تو بار بار فون کرنا پڑتا ہے......آپ کو نقصان ہو جائے گا تو اس بظاہر سادہ لوح مگر دینی حمیت سے سرشار بھائی نے کیا الفاظ کہے کہ اگر آپ دس سال بھی فون کے لیے آتے رہیں تو بھی میں ایک پیسہ نہیں لوں گا......آج کافروں کی نظر میں انہی جرائم کی سزا قبائل کو دی جا رہی ہے...... اور انصار کی بستیوں کو صرف اسی لیے تاراج کیا جا رہا ہے، وہ اپنی سرزمین پہ ہوتے ہوئے 'آئی ڈی پیز' بنا دیے گئے ہیں......

اے اللہ تو گواہ رہنا! تیرے یہ بندے صرف تیرے دین کی نصرت کے جرم میں ستائے گئے ہیں......ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے بے غیرتی کی زندگی گزارنے سے انکار کر دیا تھا اور تیرے رستے کے مجاہد بندوں کو پناہ دی تھی، تیرے دین کی نصرت کی تھی......پس اے زمین و آسمان کے رب! تو اپنے ان پیاروں کی ساری قربانیوں کو قبول فرما لے......اے قادر مطلق! تو ان کی مشکلات کو آسان فرما دے اور ان کی ایک ایک پریشانی کے بدلہ انہیں بہترین بدلہ دینا......اور ان کو آخرت میں اتنا کچھ دینا کہ تیرے یہ بندے خوش ہو جائیں......اے قہار و جبار ذات!!! تو ان کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا فرما دے! صلیبیوں کے نوکروں کو اور صلیبیوں کو تباہ و برباد فرما دے!

دوسری طرف مہاجرین نے بھی اس مبارک جہاد میں پورا پورا حصّہ ڈالا...... اور کفر کی بربادی میں اپنے تئیں کوئی کسر نہ چھوڑی...... پوری دنیا سے جوق در جوق مسلمان جہادی جذبہ سے سرشار ہو کے افغانستان و قبائل کی طرف ہجرت کرتے رہے کہ امت کو بھولا ہوا فریضہ یاد دلا سکیں......اور امت کے گلے سے غلامی کا طوق اتار سکیں...... بے شک یہ اللہ کے دین کا ہی معجزہ ہے اور اس مبارک کام کی برکت کہ آپ کو جہادی صفوں میں کالے، گورے، مشرقی، مغربی، ہر قسم کے مسلمان نظر آئیں گے، کوئی عربی بولتا ہو گا تو کوئی فرانسیسی، کسی کی زبان انگریزی ہو گی تو کوئی بنگالی بولتا ہو گا......مگر لگن سب کی ایک، جذبہ سب کا ایک......فرض عین کی ادائیگی، دین کی سربلندی......مقصد سب کا ایک......اللہ تعالیٰ کی رضا!!!

جہاد روس کے زمانے سے ہی پوری دنیا سے مسلمان سرزمین افغانستان کی طرف ہجرت کرتے رہے...... ہزاروں مہاجرین نے روس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا......اور موجودہ جہاد میں بھی مہاجرین نے بھرپور حصّہ ڈالا...... درجنوں فدائی حملے کر کے محض اللہ کی توفیق سے دشمن کی کمر توڑ ڈالی...... بالخصوص خوست، پکتیا اور پکتیکا میں بہت ساری فدائی کارروائیوں میں اپنا حصّہ ڈالا...... پورے افغانستان اور قبائل میں جا بجا مہاجرین شہدا کی قبریں اس پاکیزہ خون کی گواہی دیتی ہیں، جو اللہ کے رستے میں اس سرزمین پہ بہا......اور جانے کن کن آسائشوں کو چھوڑ کے، کیسے کیسے عمدہ کیریئر کو داؤ پہ لگا کے اللہ کے یہ مخلص بندے اپنا حقیقی کیریئر بنا گئے......اور اپنے رب کو راضی کرنے کا سامان کر گئے......اللہ تمام شہدا سے راضی ہو جائے......

افغانستان اور قبائل میں وقت لگانے والے کئی بھائی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مقامی افراد نے بیسیوں ایسے واقعات بیان کیے ہیں کہ مہاجر بھائیوں کی شہادت کے بعد اللہ رب العزت نے شہدا کے جسموں سے ایسی کرامات کا ظہور فرمایا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے......مثلاً شہدا کے جسموں سے خوشبو کا آنا، شہدا کے جسموں کا تر و تازہ رہنا، اور کئی کئی دن خون کا جاری رہنا وغیرہ وغیرہ......گو کہ یہ نشانیاں قبولیت شہادت کی شرط نہیں لیکن اللہ اپنے بندوں کی تسلی کے لیے ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جو ان کے ایمان میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں، اس راہ کی حقانیت اور اپنے رب کی نصرت کا یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے......ایسے ہی ایک دو واقعات اہل ایمان کے جذبوں کو مہمیز دینے کے لیے بیان کرتا ہوں......

ایک بھائی جو خود اس کارروائی میں موجود تھے بتایا کہ امریکی ہیلی کاپڑوں پہ گھات کی ایک کارروائی میں لیبیا سے آئے ہوئے ایک مہاجر بھائی زبیر اللیبیؒ میزائل وقت پہ فائر نہ ہو سکنے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کا نشانہ بن گئے......اور اللہ کے مہمان ہوئے......تو پورا جنگل اس عجیب وغریب خوشبو سے مہک رہا تھا، جو اس اللہ کے ولی کے جسم اطہر سے آ رہی تھی......اور جن بھائیوں نے اپنے پاس موجود رومال یا روئی پہ وہ خوشبو لگائی تو کئی دن تک مہک باقی رہی......

اسی طرح ایک بہت ہی عجیب واقعہ مجاہد حسن گل (احمد خان) کی شہادت کا ہے...... یہ بھائی پاکستانی نژاد عرب تھے، اور کئی سال امریکی جیلوں میں رہنے کے بعد ہجرت کر کے وزیرستان آ گئے تھے......اس بھائی کو جب یہ موٹر سائیکل پہ سوار تھے، ڈرون نے نشانہ بنایا......اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میزائل عین موٹر سائیکل پہ لگا......جس سے موٹر سائیکل بھی تباہ ہو گئی اور ان بھائی کا جسم بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا......اور جب دوسرے بھائی ان کی لاش ڈھونڈنے گئے تو لاش تو موجود نہ تھی، لیکن پورے علاقے میں عجیب سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، جہاں جہاں سے خوشبو محسوس ہوتی، یہ بھائی جاتے اور شہید کے ٹکڑے وہاں موجود ہوتے......**اللّٰھم تقبل منھم!**

اسی طرح اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر ابو دجانہ کا واقعہ بھی نہایت ایمان افروز ہے...... یہ بھائی اردن کے رہنے والے تھے، اردن کے جاسوسی ادارے کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں......اردن کی انٹیلی جنس نے ایک شیطانی منصوبہ کے تحت ان کے ایمان کا سودا کرنا چاہا اور پیسوں اور آسائشوں کا لالچ دے کے انہیں یہ منصوبہ بنا کے وزیرستان بھیجا کہ یہ جہادی قیادت کی مخبری کر کے انہیں شہید کروا دیں......شیطان کے چیلے یہ سمجھے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اللہ کے اس بندہ نے اپنا ایمان بیچ دیا ہے......لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ اللہ کے ساتھ سچّے لوگ کبھی اپنے ایمان کا سودا نہیں کرتے اور یہ دنیاوی مال متاع ان کے رستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی......پس اس مجاہد نے کافروں کو دھوکہ میں رکھا اور انھی کے دیے ہوئے پیسوں سے ایک فدائی جیکٹ تیار کرائی۔ اور عین اس وقت جب خوست میں واقع سی آئی اے کے مرکز میں جہاں سی آئی اے کے بڑے بڑے افسران اور اردنی انٹیلی جنس کا افسر موجود تھا انہیں ملاقات کے لیے بلایا گیا......اس بھائی نے اس موقع پر اپنی فدائی جیکٹ کو اڑا دیا......اس مبارک کارروائی میں سی آئی اے کی سٹیشن چیف سمیت سی آئی اے کے آٹھ اہل کار اور ایک اردنی انٹیلی جنس افسر جہنّم واصل جہنّم ہوئے......اور اس مومن صادق نے اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا......**نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ**......

آج بھی یہ مبارک کارواں رواں دواں ہے......اللہ کے شیر کافروں پہ جھپٹ رہے ہیں اور انہیں دھول چٹا رہے ہیں......نیٹو اپنا بوریا بستر لپیٹ چکا ہے اور امریکہ لپیٹنے کی تیاری میں ہے......الحمدللہ! اللہ کے رستے کے انصار اور مہاجر نہ جھکے، نہ تھکے...... بلکہ اب تو عزم مزید جواں ہے کہ گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو...... سرزمین افغانستان پہ شریعت کا قیام ہماری پہلی منزل اور خلافت کا قیام ہمارا مقصد......

وما توفیقنا الا باللّٰہ العلی اعظیم

☆☆☆☆☆

ہم ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی بیعت میں ہیں

''ہم افغانستان میں ملا عمر حفظہ اللہ کے تابع تھے، ہم نے انہیں بیعت دی اور ان کے ساتھ مل کر لڑے حتیٰ کہ صلیبیوں نے افغانستان پر قبضہ جما لیا۔ ملا عمر حفظہ اللہ نے اپنے مہاجر بھائیوں کے دفاع میں اپنی امارت اور سلطہ کی قربانی دی۔ انہوں نے ان مہاجر بھائیوں کو دینے سے انکار کر دیا۔ ہم ملا عمر حفظہ اللہ کے ساتھ مل کر صلیبی حملے کے خلاف لڑے۔ پھر ہمیں یہ خیال آیا کہ ہم کرہ ارض میں مختلف جگہوں پر پھیل جائیں۔ پھر ہم مختلف ملکوں میں پھیل گئے تاکہ صلیبیوں کے خلاف جہاد کو جاری رکھیں اور ہم آج بھی ملا عمر حفظہ اللہ کے تابع ہو کر لڑ رہے ہیں اگرچہ ہم سے بہت دور ہیں۔ ہم نے ان کو افغانستان کے اندر براہ راست بیعت دی، اور اس سے باہر ہم نے وعدہ کیا کہ ہم اپنے فرض کی ادائیگی کریں گے جس کے لیے ہم نے افغانستان کو چھوڑا۔ اگرچہ ہم ایک دوسرے سے بہت دور ہیں، ہم ابھی تک اس بیعت اور عہد پر قائم ہیں اور ہم کوئی ایسی وجہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد کو توڑ دیں۔ ہمارے ملا عمر حفظہ اللہ سے تعلقات نئے نہیں ہیں، یہ ۱۸ سال پرانے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی مضبوط تعلّق ہے جو ایثار و قربانی کے اوپر قائم ہوا ہے۔ ملا عمر حفظہ اللہ کے اسلام کے دفاع کے لیے کیے گئے اقدامات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا، جس میں انہوں نے مہاجر مجاہدین کو قبول کیا، ان کا دفاع کیا اور ان کی اعانت کی۔ ملا عمر حفظہ اللہ بہت راحت بخش تھے، انہوں نے مہاجرین کو آزادی دی، انہیں تیاری اور تربیت کرنے کی افغانستان میں اجازت دی، اور انہیں بالکل بھی بیعت کے لیے مجبور نہیں کیا۔ مثلاً شیخ زرقاویؒ کو افغانستان کے صوبہ ہرات میں تربیتی کیمپ کھولنے کی آزادی تھی اگرچہ انہیں بیعت کے لیے بھی مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ ملا عمر حفظہ اللہ نے شیخ زرقاویؒ کو یہ آزادی بھی دے رکھی تھی کہ وہ اپنے افراد کو الفاروق کیمپ (جو القاعدہ کا تھا) میں تربیت دے سکتے تھے اور انہیں بیعت کے لیے بھی مجبور نہیں کیا گیا''۔

شیخ نصر بن علی الآنسی حفظہ اللہ

جماعۃ القاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب

غزوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۲۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے صلیبیوں سے بدلہ لینے کے لیے خوست کے صلیبی مرکز پر مجاہدین کے حملے کی روداد

(ادارہ)

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

''سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے''۔

تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اما بعد:

خوست کا ہوائی اڈہ افغانستان میں صلیبی افواج کا ایک اہم عسکری اڈہ ہے جہاں سے امریکی قیادت میں صلیبی افواج خطے میں اپنی عسکری مہمات اور خصوصاً قبائل خراسان میں جاسوسی نظام چلاتی ہیں۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے شہیدی جانبازوں نے اپنے نبی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے صلیبیوں سے توہین رسالت کا انتقام لینے کے لیے اس ہوائی اڈے پر حملہ کرنے کا منصوبہ تشکیل دیا اور اس کارروائی کو غزوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیا گیا۔ ذیل میں اس مبارک غزوہ کی بعض تفاصیل اور ان کے کامیاب نتائج بیان کیے جائیں گے۔ یقیناً تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اول وآخر فضل واحسان بھی اسی کا ہے۔

کارروائی کے لیے منصوبہ بندی کا آغاز:

خصوصی عملیات کی نگرانی کرنے والی مجلس کا اجلاس ہوا جس میں امریکی کیمپ (جو کہ خوست کے ہوائی اڈے پر بنایا گیا ہے) پر کارروائی کرنے کے امکانات اور اس کی ابتدائی منصوبہ بندی کی گئی۔ کارروائی میں امریکی اڈے پر ۱۸ استشہادی بھائیوں کی مدد سے حملہ کرنا طے پایا۔ ان میں دو بھائی بارود سے بھری ہوئی گاڑیوں سے حملہ کریں گے جن میں سے ایک گاڑی کی چھت پر BM۴ میزائل نصب ہوں گے اسے قعقاع الترکی چلائیں گے جب کہ دوسری گاڑی پہلی گاڑی کے دھماکے کے بعد دھماکے کے مقام کی طرف جائے گی تاکہ بچ جانے والے امریکی اور مرتد فوجیوں کا صفایا کر سکے اس گاڑی کو مکمل طور پر بارود سے بھرا جائے گا اور اسے ابوعبیدہ المکی چلائیں گے۔ باقی ۱۶ استشہادی اپنی فدائی بیلٹوں اور ہتھیاروں کے ساتھ قبل از فجر دشمن سے آنکھ بچا کر کیمپ میں داخل ہوں گے اور دونوں گاڑیوں کے دھماکوں کے بعد کیمپ میں موجود امریکیوں پر دھاوا بول دیں گے۔ اسی دوران میزائل فائر کرنے پر متعین مجموعہ صقر ۲۰ اور BM میزائلوں کی ایک بڑی تعداد کیمپ پر داغے گا۔ کارروائی کے اس ابتدائی خاکے پر اجلاس میں جائزہ لیا گیا اور اس بات کا یقین ہو جانے کے بعد کہ کارروائی میں مسلمان آبادی کو نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں، مجلس نے اس کی منظوری دے دی۔

مطلوب ہدف کی عسکری اہمیّت اور اس کی کامیابی کی صورت میں صلیبی صہیونی افواج پر ایک کاری ضرب لگنے کے امکان کی وجہ سے تنظیم قاعدۃ الجہاد کے عسکری شعبے نے یہ فیصلہ کیا کہ کارروائی کی نگرانی خراسان میں القاعدہ کے عسکری مسئول شیخ خالد حبیب (شیخ خالد حبیبؒ بعد میں شہادت کے رتبے پر سرفراز ہوگئے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین) خود کریں گے۔ مجلس میں طے پایا کہ کارروائی کو جلد از جلد عمل میں لایا جائے گا۔

کارروائی کی منصوبہ بندی کے مراحل:

ابتدا میں اس کارروائی کی منصوبہ بندی ابوناصر القحطانی نے کی تھی۔ انہوں نے ہوائی اڈے کے بارے میں ابتدائی تفصیلات جمع کر رکھی تھیں مگر عین اس وقت جب کہ وہ ترصد (ریکی) مکمل کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تقدیر ان کے اور کارروائی کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ خوست سے گرفتار ہوگئے (اللہ ان کو کفار کی قید سے رہائی عطا فرمائے، آمین) عسکری شعبے کے پاس ابوناصر کے منصوبے کے بارے میں کافی تفصیلات تو تھیں لیکن قیادت نے اس اندیشے کی وجہ سے کہ کہیں دشمن کو ابوناصر کی گرفتاری کی وجہ سے کارروائی کا علم نہ ہو گیا ہو اسے کسی اور وقت کے لیے مؤخر کر دیا۔ اس تاخیر کی وجہ سے کارروائی کی دوبارہ سے منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس ہوئی، جس میں اہم کردار ابوالولید الجزائری نے ادا کیا جو کہ ابوناصر کے ساتھ بھی منصوبہ بندی میں شریک رہے تھے، اسی طرح دوبارہ ترصد اور منصوبہ بندی میں ابوسلمہ النجدی کے اصرار اور شوق نے بھی کردار ادا کیا، انہوں نے طویل مدت تک دشمن کے کیمپ کی نگرانی کی، اس میں داخلے کے خفیہ راستے تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ فلم بندی بھی کرتے رہے جب کہ آخر میں میدانی قائدین میں سے ایک نے ترصد میں حصّہ لیا اس طرح ایک نیا ترصد اور ہوائی اڈے کے بارے میں ایک مفصل رپورٹ پیش ہوئی جس کے بعد کارروائی کی دوبارہ منصوبہ بندی کا فیصلہ کیا گیا۔

اس زمانے میں میڈیا پر یہ خبریں نکلیں کہ امریکہ اور نیٹو اتحاد وزیرستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ عسکری قیادت نے جب ان خبروں کا جائزہ لیا تو اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ امریکیوں پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی جائے جو ان کے عزائم کو توڑ دے اور انہیں اپنے اس ارادے پر عمل درآمد سے روک دے۔ دوسری طرف یہ بات بھی

واضح تھی کہ اگر صلیبی افواج وزیرستان میں داخل ہوں تو اس صورت میں ان کا مرکزی بیس کیمپ خوست کا ہوائی اڈہ ہی ہوگا، نیز افغانستان میں امریکی کیمپ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں اور خوست کا ہوائی اڈہ ان میں سے ایک ہے. یہ بات بھی اہم ہے کہ دشمن کے طیاروں کو نشانہ بنانے کے لیے بہترین وقت ان کی ہوائی اڈے پر ساکن حالت ہوتی ہے۔

عسکری قیادت کا پہلا اجتماع :

القاعدہ کی عسکری قیادت کا اجلاس منعقد کیا گیا جس میں عسکری شعبے کے تمام ارکان کے علاوہ اہم کارروائیوں کے ذمہ دار اور استشہادی کارروائیوں کے ذمہ دار نے بھی شرکت کی۔ شیخ خالد حبیب نے ابو ناصر القحطانی کا منصوبہ پیش کیا جب کہ ابو الولید الجزائری، ابوسلمہ النجدی اور ایک عسکری قائد نے اپنے اپنے ترصد اور تصاویر کی روشنی میں اپنے منصوبے پیش کیے۔ اجلاس کے اختتام پر دس دن بعد دوبارہ سے جمع ہونا طے پایا اور ذمہ داروں سے نقشوں کی مدد سے تفصیلی ترصد کا مطالبہ کیا گیا تا کہ کارروائی میں ممکنہ مشکلات کا حل ڈھونڈا جا سکے۔ اس اجتماع میں جو ۴ منصوبے پیش ہوئے ان کے جن حصوں کی تنفیذ کے امکانات زیادہ تھے انہیں چنا گیا۔

کارروائی کے منصوبے:

۱۔ابو ناصر کا منصوبہ:

فدائی بھائی جو کہ امریکی فوجی وردیاں پہنے ہوئے ہوں گے اپنے ذاتی اسلحہ اور گرنیڈوں کے ساتھ حملہ آور ہوں اور بارودی مواد کے ذریعے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کریں۔

۲۔ابو الولید کامنصوبہ:

بارود سے بھری گاڑی کیمپ کے صدر دروازے پر ماری جائے، ساتھ ہی فدائی جاں بازوں کو کلاشن کوفوں اور گرنیڈوں سے لیس کر کے کیمپ میں داخل کیا جائے نیز BM میزائل کیمپ پر داغے جائیں۔

۳۔ابو سلمہ کا منصوبہ:

بارود سے بھری دوسری گاڑی کو دوبارہ صدر دروازے سے ٹکرایا جائے، BM اور صقر میزائلوں کی کیمپ پر بوچھاڑ کی جائے اور چند فدائی بھائیوں کو مسلح کر کے مختلف راستوں سے کیمپ میں داخل کیا جائے۔

۴۔مخصوص عملیات کے شعبے کے عسکری قائد کا منصوبہ مزید تفصیلی ترصد کرنے، فدائیوں کی خوست شہر میں مکمل حفاظت، کارروائی کی مسلسل نگرانی اور قریب سے ائر پورٹ پر میزائل فائر کرنے پر مشتمل تھا۔

دوسرا اجتماع:ترصد کے نتائج:

نئے ترصد کے بعد سامنے آنے والی معلومات درج ذیل تھیں:

ابو الولید الجزائری نے صدر دروازے کے بارے میں معلومات جمع کی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ کیمپ دو دروازوں پر مشتمل ہے، ان میں سے صدر دروازے پر مرتدین اور دوسرے دروازے پر امریکی فوجی تلاشی لیتے ہیں۔ ان دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۳ سو میٹر ہے۔ مرتدین کے دروازے سے مختلف سڑکوں پر مشتمل راستہ اس جگہ تک جاتا ہے جہاں بکتر بند گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں اور یہ فاصلہ تقریباً سو میٹر کا ہے۔ علاوہ ازیں جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ آہنی باڑ سے تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ پھر مشورے سے کارروائی کا ایک نیا خاکہ ترتیب دیا گیا جس میں جدید معلومات کی روشنی میں حسب ضرورت تبدیلی کی جا سکتی تھی وہ یہ کہ پہلی گاڑی مرتدین کے دروازے کی طرف جائے گی اور اس دروازے پر رک کر امریکیوں والے دروازے پر BM میزائل داغے گی اس کے بعد صدر دروازے پر ہی دھماکہ کرے گی۔ پھر دوسری گاڑی بکتر بند گاڑیوں کی طرف جا کر وہاں پر موجود امریکیوں پر حملہ کرے گی۔ دوسری طرف فدائی بھائی امریکی فوجی وردیاں پہنے جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ سے قریب امریکی فوجیوں کے خیموں کی طرف میں داخل ہوں گے اور دوسری گاڑی کے دھماکے کے بعد امریکیوں پر حملہ کر دیں گے۔ مگر یہ سب تب ہی ممکن ہو سکے گا جب وہ کیمپ کو گھیرے ہوئی آہنی باڑ کو کاٹنے میں کامیاب ہو جائیں. جو کہ ابو ناصر کے منصوبے کے مطابق ہے۔ پھر میزائل فائر کرنے پر متعین مجموعے اسی وقت اور بعد میں بھی BM اور صقر ۲۰ میزائل فائر کریں گے، یہ اجمالی منصوبہ ہے۔

منصوبہ مکمل ہونے سے پہلے شیخ ابو الولید نے جب میزائل گاڑی پر نصب کرنے کا مسئلہ سامنے رکھا تو اس کے فوائد اور فدائی بھائی کو اس سے پہنچنے والے ممکنہ نقصانات پر باہم تبادلہ خیال کیا گیا۔ آخر کار عسکری شعبے کے ایک رکن نے گاڑی اور پھر فدائی سمیت گاڑی پر اس کا تجربہ کرنے کا مطالبہ کیا تا کہ اگر اس کے نقصانات ہوں تو سامنے آ سکیں تا کہ نقصانات کی صورت میں اس ارادے کو ملتوی کر دیں۔ بصورت دیگر اسے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ لہٰذا شیخ ابو الولید نے تجربہ کیا جو الحمدللہ کامیاب رہا۔ اس لیے عسکری شعبے نے اسکی منظوری دے دی۔

منصوبہ بندی کے حتمی نکات:

ان معلومات کو بنیاد بناتے ہوئے کارروائی کی تنفیذ سے پہلے دوبارہ اجتماع کا فیصلہ کیا گیا جب کہ مندرجہ ذیل امور پر اتفاق رائے ہوا:

۱۔ دو استشہادی گاڑیوں کو کیمپ کے صدر دروازے اور اس مقام پر جہاں امریکی فوجی اور بکتر بند گاڑیاں کثرت سے ہوں، پر مارنے کے لیے مختص کیا جائے۔

۲۔ چھ استشہادی بھائیوں کو ہیلی کاپٹروں کے قریب والے علاقہ سے داخل کیا جائے۔

۳۔ BM میزائلوں کو قریب سے پہرہ داروں کے برجوں پر مارا جائے جب کہ دور سے صقر ۲۰ میزائیل کیمپ کے اہم مقامات مثلاً جہازوں کے اسٹینڈ وغیرہ پر مارے جائیں۔

۴۔ حملہ فجر کے وقت کیا جائے۔

۵۔ حملہ اتوار کے روز ہو جب کہ دشمن اپنی چھٹی منا رہا ہو۔

۶۔ان کارروائیوں کی تنفیذ ایک ہی وقت میں اکٹھی ہو۔

فراھمی سازوسامان (فراھمی وسائل):

عسکری قائدین میں سے ہر ایک نے کارروائی کے لیے مقدور بھر وسائل فراہم کیے۔

ابوسلمہ النجدی نے اپنے مجموعے میں سے ۵ فدائی بھائی پیش کیے جب کہ ان کی کارروائی کی مناسبت سے تربیت بھی اپنے ذمہ لی۔اس کے ساتھ ایک بارودی گاڑی، کچھ صقر ۲۰ میزائل اور ۲۰ سے ۳۰ کے درمیان BM میزائل فراہم کیے۔

شیخ ابوالولید نے ۳ فدائی اور ایک بارودی گاڑی نیز اس پر نصب کرنے کے لیے چار BM میزائل (جو کہ صدر دروازے پر داغے جانے تھے) پیش کیے۔علاوہ ازیں امریکی فوجی وردیاں، دو بارودی جیکٹیں اور آٹھ BM بھی اپنے ذمہ لیے۔

خصوصی عملیات کے مسئول نے دو بارودی جیکٹیں تیار کرنے کا ذمہ لیا۔اسی طرح کارروائی کی مرحلہ وار تنفیذ، برجوں پر BM مارنے اور فدائیوں کو کیمپ کے اندر داخل کرنے کا ذمہ اہم کارروائیوں کے قائد نے لیا۔

نیز تمام اہم امور چاروں قائدین کے سپرد کر دیے گئے اور ان سب پر نگران خراسان میں القاعدہ کے مسئول عسکری شیخ خالد حبیب تھے۔مزید برآں ایک مرتبہ پھر چند امور کا جائزہ لینے کے لیے اجتماع ہوا۔

تیسرا اجتماع:

فدائیوں کا انتخاب

آٹھ استشہادی بھائیوں کا چناؤ کیا گیا جن کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ ابوطیب المطیری (دھاوا بولنے والے مجموعے کے امیر)

۲۔ابراہیم القصیمی ۳۔عکرمہ النجدی ۴۔عبداللہ الترکی ۵۔سیاف الترکی ۶۔ابو عبدالرحمٰن الباکستانی ۷۔قعقاع الترکی (پہلی بارودی گاڑی کے سوار) ۸۔ابوعبیدہ المکی (دوسری بارودی گاڑی کے سوار)

کارروائی کی تنفیذ:

کارروائی کی تنفیذ کو تین مراحل (یعنی حصوں) میں تقسیم کیا گیا:

پہلے مرحلے کے ذمہ دار قاری بختیار تھے، دوسرے کی ذمہ داری شیخ خالد حبیب کی تھی، جب کہ تیسرے مرحلے کی ذمہ داری خصوصی کارروائیوں کے مسئول کو سونپی گئی۔

پہلا مرحلہ:

قاری بختیار نے پہلی گاڑی اور دو فدائی بھائیوں قعقاع اور ابوعبیدہ کو امن و سلامتی سے خوست میں پہنچا دیا۔انہیں کارروائی کے وقت (جو کہ آنے والا اتوار تھا) اور ان سے مطلوب کاموں کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا۔شہر میں پہنچنے کے بعد انہوں نے دوسری گاڑی تیار کی۔اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دونوں گاڑیوں میں گیس سلنڈروں کا اضافہ کر دیا تا کہ دھماکے کی قوت میں اضافہ ہو جائے۔کارروائی سے ایک دن پہلے وہ دونوں فدائی بھائیوں کو کیمپ کے دروازے کے قریب لے گئے تا کہ وہ اس مقام کو دیکھ لیں جہاں وہ صبح حملہ آور ہوں گے۔بھائی الحمدللہ پوری طرح تیار تھے اور بس کارروائی شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے مگر کارروائی کو ایک دن کے لیے مؤخر کر دیا گیا تا کہ اس میں شریک جن دوسرے بھائیوں کی تیاری مکمل نہیں ہے وہ پوری طرح تیار ہو جائیں......اسی دن یعنی اتوار کو میزائل مارنے پر متعین بھائیوں نے کارروائی کی تاخیر کی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے BM میزائل کیمپ پر داغے جو کہ الحمدللہ تمام کے تمام اس کے اندر گرے اور اطلاعات کے مطابق دو ہیلی کاپٹر تباہ جب کہ تیسرے کو نقصان پہنچا۔پیر کی صبح دونوں فدائی بھائی روانہ ہوئے اور کیمپ کی طرف جانے والوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے مختلف ذیلی راستے اختیار کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔اس وقت صدر دروازے سے امریکیوں اور مرتدین کا کانوائے کیمپ کے اندر داخل ہو رہا تھا،قعقاع رحمہ اللہ ہوا کی رفتار سے چلے اور ہدف پر پہنچ کر امریکیوں، مرتدین اور ان کے مددگار مزدوروں اور جاسوسوں کے درمیان دھماکہ کر دیا۔قاری بختیار کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کیمپ کے اندرونی دروازے پر چاروں میزائل داغے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ انہیں گاڑی کے دھماکے سے پہلے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی تھی مگر دوسرے دھماکے کے شور کی وجہ سے پہلے دھماکے کی آواز نمایاں نہ ہو سکی۔نیز پتا چلا کہ دروازے پر ایک یا دو میزائل لگے جب کہ ایک میزائل کیمپ کی جیل پر گرا......اور ابوعبیدہ المکی کے مطابق انہوں نے قعقاع کے فائر کیے ہوئے میزائلوں کو دیکھا جو ایک خیمے پر جا لگے جس میں امریکی فوجی تھے اور کچھ دروازے پر لگے۔

باقی رہا ابوعبیدہ المکی کا معاملہ تو جیسے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مردار ہونے والوں اور زخمیوں کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھی۔صرف ۵۰ کے قریب تو مردار تھے زخمی اس کے علاوہ تھے، خون اور اعضا بکھرے ہوئے تھے اور دھماکے سے متاثر ہونے والے گھٹنوں کے بل گھسٹ رہے تھے۔جب وہ دوسری گاڑی لے کر چلے تو انہوں نے امریکی کانوائے دیکھا اور بجائے دروازے کے اس پر حملہ کرنے کی ٹھانی، وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے چلے مگر ایک بچہ ان کے اور کانوائے کے درمیان آ گیا اس لیے وہ ان کے قریب ہی بچے کے دور ہونے کا انتظار کرنے لگے اسی اثنا میں انہیں شبہ ہوا کہ امریکیوں کو ان کے بارے میں شک ہو گیا ہے اس شبہ کی بنا پر انہوں نے گاڑی پیچھے کی ہی تھی کہ انہیں ایک اور امریکی کانوائے نظر آیا جسے مرتدین نے گھیرا ہوا تھا۔امریکیوں نے ابوعبیدہ کو متنبہ کرنے کے لیے ہوائی فائر کیے تا کہ وہ ان سے دور رہیں۔ابوعبیدہ سمجھے کہ دشمن ان کی حقیقت جان گیا ہے لہٰذا گاڑی لے کر لوٹنے لگے اس سے مرتدین کو شک ہو گیا اور انہوں نے ابوعبیدہ پر فائرنگ شروع کر دی۔ایک گولی گاڑی میں رکھے ہوئے ایک گیس سلنڈر کو جا لگی اور پوری گاڑی سفید گیس سے بھر گئی۔انہوں نے سوچا کہ وہ دوبارہ مڑ کر

دشمن پر حملہ کریں مگر جب وہ گاڑی موڑنے لگے، وہ ایک گڑھے میں گر گئی. متعدد مرتبہ کوشش کے باوجود گاڑی وزنی ہونے کی وجہ سے نہ نکل سکی اور اسی طرح پھنسی رہی۔ اس صورت حال میں ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں کیونکہ حملہ کرنا ناممکن تھا اس لیے وہ گاڑی سے اتر کر نزدیکی کھیتوں کی طرف بھاگے، دشمن کی طرف سے فائرنگ جاری تھی اسی دوران انہیں ہاتھ اور ران میں زخم بھی آئے اس کے باوجود وہ چلتے رہے یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچ گئے۔ جو بھائی کارروائی کی تکمیل پر مامور تھے ان میں سے ایک کا انصار کے گھر سے گزر ہوا تو اس نے انہیں محفوظ مقام تک پہنچا دیا جہاں سے انہیں قاری بختیار نے دوسرے بھائیوں تک پہنچا دیا جہاں پر ان کا علاج ہوا۔ گاڑی جو کہ وہیں رہ گئی تھی اسے دشمن نے تباہ کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دوسرا مرحلہ:

شیخ خالد حبیب تمام کارروائی کی لحظہ بہ لحظہ نگرانی کر رہے تھے۔ اس مرحلے میں بھائی ابو سلمہ النجدی کی مدد سے کیمپ پر میزائل بھی داغے جانے تھے جن کی ترتیب کچھ اس طرح تھی:

۱۔ اتوار کے دن کیمپ پر BM میزائل داغے گئے۔ یہ دراصل فدائی حملہ ہونے کے بعد رات کو داغے جانے تھے مگر کارروائی مؤخر ہونے کی اطلاع ساتھیوں کو نہ ہونے کی وجہ سے اتوار کو ہی داغے گئے۔

۲۔ فدائی حملے کے بعد شیخ خالد حبیب کے کہنے پر زید الترکی نے (اللہ انہیں جزائے خیر دے) منصوبے کے مطابق کیمپ پر ۷ میزائل داغے جو کہ الحمدللہ تمام نشانے پر لگے۔

۳۔ جس وقت زید الترکی بھائی نے کیمپ پر میزائل فائر کیے اسی وقت صقر ۲۰ میزائل بھی داغے گئے، الحمدللہ تمام نشانے پر لگے صرف ایک میزائل ہدف سے خطا ہوا۔

۴۔ خصوصی کارروائیوں کے مسئول کی طرف سے بھی میزائل داغے گئے جن کا اختتام بدھ کے دن ہوا۔

تیسرا مرحلہ

یہ کارروائی کا اہم ترین مرحلہ ہے اس لیے اسے مزید چار مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول: کارروائی کے لیے روانگی

ابو سلمہ النجدی نے کارروائی کے لیے چھ فدائی بھائیوں کو تیار کیا۔ ہر بھائی کلاشنکوف ۸ میگزینوں، فدائی جیکٹ، ۵ ہینڈ گرنیڈوں اور ایک کلو وزنی بارودی مواد سے لیس تھا۔ یہ بھائی تقریباً ۱۰ گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد خوست پہنچے۔ سفر کے دوران میں چند مرتبہ وہ ستانے کے لیے ٹھہرے۔ ایک جگہ عکرمہ النجدی کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور وہ سو گئے۔ بھائی کچھ دیر آرام کے بعد دوبارہ چل پڑے۔ رات کا وقت تھا اس لیے انہیں عکرمہ بھائی کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد جب عکرمہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے بھائیوں کو موجود نہ پا کر انہیں اپنی غیر موجودگی کا اشارہ دینے کے لیے دو ہوائی فائر کیے۔ اس وقت وہ مرتدین کے ایک مرکز سے قریب تھے مگر انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ اس غیر معمولی فائرنگ سے بھائی چوکنے ہو کر آپس میں اکٹھے ہوئے تو عکرمہ النجدی کو نہ پایا۔ اسی دوران عکرمہ نے اپنی جگہ کی نشان دہی کے لیے روشنی والی گولی فائر کی۔ لہٰذا بھائی واپس آئے اور انہیں ساتھ لے کر اپنا سفر مکمل کیا۔ ادھر مرتدین تیز روشنیاں روشن کرتے ہوئے فائرنگ کی جگہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

دوئم: ترصد (ریکی):

اس طویل تھکا دینے والے سفر کے بعد جب بھائی خوست پہنچے تو وہ تھک کر چور ہو چکے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے کارروائی تاخیر سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا اتوار کو صرف ابو الطیب المطیری (جو کہ اس فدائی گروپ کے امیر تھے) کیمپ کی حفاظتی باڑ کے انتہائی قریب گئے اور اسے ترصد سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق پایا۔ پیر کی رات نماز عشاء کے بعد بھائی حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ انصار میں سے کچھ لوگ بھی تھے جو اسلحہ اٹھانے میں ان کی مدد اور کیمپ کو جانے والے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے تھے۔ دشمن کی نظر اور حفاظتی کتوں سے بچنے کے لیے بھائیوں نے طویل راستہ اختیار کیا جس کی وجہ سے وہ تھک گئے اور انہیں ہدف تک پہنچنے میں تاخیر بھی ہو گئی...... باڑ کے قریب وہ جب پہنچے تو رات کے ۲ بج رہے تھے۔ اس وقت ایک ہیلی کاپٹر معمول کے مطابق چکر لگا رہا تھا اور کچھ بکتر بند گاڑیاں باڑ کے اس جانب کھڑی تھیں جہاں سے بھائیوں کو اندر جانا تھا۔ رہبر نے انہیں بتایا کہ یہ سب معمول کی کارروائی ہے۔ ابو الطیب المطیری نے جب باڑ کا جائزہ لیا تو انہیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ کافی کمزور ہے اور اس کو کاٹنے میں انہیں کوئی مشکل نہیں۔ مگر ہیلی کاپٹر اور بکتر بند گاڑیوں کی موجودگی نے ان کے لیے مشکل پیدا کر دی اور انہیں گمان ہوا کہ آج حفاظتی انتظامات غیر معمولی ہیں۔ فجر کے وقت تقریباً ۴ بجے ہیلی کاپٹر رکا اور فضا پرسکون ہوئی مگر یہ وقت کارروائی کے لیے غیر مناسب تھا. اس وجہ سے ابو الطیب المطیری نے کارروائی کے نگران سے رابطہ کر کے مشورہ کیا کہ یہ وقت غیر مناسب ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کارروائی کل تک موخر کی جائے...... اس تاخیر نیز بھائیوں کی تھکاوٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے کارروائی اگلے دن کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس لیے بھائی واپس لوٹ آئے۔ پیر کو قعقاع الترکی نے کیمپ کے دروازے پر فدائی حملہ کیا اس دھماکے کو بھائیوں نے بھی سنا جس نے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا اور انہوں نے اسی رات کارروائی کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔

سوئم: حملے والی رات کی جھڑپیں:

منگل کی رات فدائی بھائی پھر روانہ ہوئے اور باڑ تک جانے کے لیے ایک کچا راستہ اختیار کیا، اس رات انہوں نے احتیاطاً حملے اور اس کے بعد پیچھے ہٹنے کا منصوبہ ترتیب دیا۔ حملہ کرنے والے مہاجرین چھ تھے اور اتنی ہی تعداد ان کے مددگار انصار کی تھی۔ آخر کار وہ ایک وادی کے کنارے باڑ کے کمزور حصّے تک لے جانے والے کچے

راستے سے بہت قریب پہنچ گئے جو بھائیوں کا نیا انتخاب تھا۔ ابوالطیب بھائی دو انصاری بھائیوں کے ساتھ آہنی باڑ کی جانب بڑھے اور جب اس کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو ایک انصاری بھائی کو ایک بکتر بند گاڑی باڑ کے باہر اس جگہ دکھائی دی جہاں سے بھائیوں نے گزشتہ روز حملہ کرنا تھا۔ اس نے ابوالطیب کو کمین کا بتلایا اور دونوں انصاری باقی بھائیوں کی طرف لوٹ گئے، مگر ابوالطیب بھائی نے یقین کی غرض سے خود مشاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر جیسے ہی انہوں نے دیکھنے کے لیے سر اوپر اٹھایا ان پر دشمن کی طرف سے شدید فائرنگ شروع ہوگئی۔ عکرمہ النجدی اور دوسرے بھائی تیاری کی حالت میں تھے۔ انہوں نے دشمن کی طرف سے ابوالطیب پر کی جانے والی فائرنگ اور اس کے جواب میں ابو الطیب کی فائرنگ جو کہ دشمن کے اسلحے کو خاموش کرا دینے والی تھی سنی (انہوں نے تقریباً ۳ میگزین فائر کیے تھے)۔ ابوالطیب کی فائرنگ نے انصاری بھائیوں کو پیچھے ہٹنے میں مدد دی۔ اسی اثنا میں عکرمہ النجدی اور عبدالرحمٰن الباکستانی نے دشمن پر فائرنگ شروع کر دی تاکہ ابوالطیب بھائی کو جوان سے آگے تھے انہیں پیچھے ہٹنے میں مدد دے سکیں۔ اس دوران میں انصاری بھائی واپس جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لہٰذا جب دشمن کی فائرنگ میں کمی آئی تو پانچوں بھائی وادی میں دائیں جانب سے پیچھے ہٹنے لگے۔

ادھر ابوالطیب بھائی کو دشمن کی دوشکا سے شدید فائرنگ کی وجہ سے پیچھے ہٹنے میں تاخیر ہوئی۔ پھر دشمن کے ایک ہیلی کاپٹر نے ان پر بم باری شروع کر دی۔ وہ زمین سے چپکے رہے اور کوئی حرکت نہ کی۔ جب اس ہیلی کاپٹر نے اپنا ذخیرۂ بارود ختم کر لیا تو دوسرا ہیلی کاپٹر آ گیا تاکہ بم باری مکمل کرے۔ ابوالطیب مسلسل دعا کرتے رہے اور کہتے رہے (یا کافی اکفنیهم) انہیں اس تمام بم باری سے پاؤں اور پشت میں معمولی زخم آئے۔ ہیلی کاپٹر کچھ دیر تک بم باری اور فائرنگ کے بعد ابوالطیب المطیری کو مردہ خیال کر کے واپس چلے گئے تو انہوں نے وادی میں بائیں جانب پیچھے ہٹنا شروع کیا یہاں تک کہ چھپنے کے لیے ایک مناسب جگہ پر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے کارروائی کے نگران سے رابطہ کیا اور کمین میں اپنے گھیراؤ سے مطلع کیا نیز مطالبہ کیا کہ بھائی کیمپ پر میزائل داغیں تاکہ وہ باآسانی واپس آ سکیں۔ ہوائی اڈے پر BM اور صقر ۲۰ میزائل داغے جانے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد خوست ائیرپورٹ صقر ۲۰ میزائل کی ہولناک آواز سے گونجنے لگا (یہ میزائل بہت قوت سے پھٹتے ہیں جس کا دشمن کے دلوں پر رعب ڈالنے میں بہت اثر ہوتا ہے)۔ ابوالطیب میزائل داغے جانے کے بعد پرسکون ہوئے اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوئے واپس انصار کے گھر تک پہنچ گئے۔ وللّٰہ الحمد والمنة

چہارم: گھمسان کی جنگ:

ابوالطیب کارروائی میں شرکت کا شرف پانے اور اس سخت لڑائی میں پارچے سے پاؤں اور پشت میں پہنچنے والے زخم کے اعزاز کے بعد اپنی پناہ گاہ تک پہنچ گئے۔ البتہ باقی پانچ بھائیوں سے راستہ اختیار کرنے میں غلطی ہوئی اور وہ امریکیوں کی کمین میں گھر گئے۔ امریکی اپنے تئیں مجاہدین کو شہید کرنے کے بعد ان کی لاشوں کو اٹھانے کے لیے علاقے کا گھیرا ڈال کر آ رہے تھے۔ لہٰذا یہاں سخت لڑائی چھڑ گئی۔ مقامی افراد سے ملنے والی خبروں کے مطابق ایک بھائی غالباً سیاف الترکی نے امریکیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان اپنی فدائی جیکٹ پھاڑ دی (اللہ انہیں شہدا میں قبول فرمائے آمین)۔ پھر ایک ہیلی کاپٹر زخمیوں کو بچانے اور اپنے مرداروں کو اٹھانے کے لیے آیا اور جس جگہ کو آڑ بنا کر بھائی جنگ کر رہے تھے وہاں کے قریب ہی اتر گیا۔ عبدالرحمٰن الباکستانی ایسے ہی سنہرے موقع کی تلاش میں بیٹھے تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر اس پر فدائی حملہ کر دیا۔ مقامی افراد کے مطابق اس سے جانی نقصان کے علاوہ دشمن کے دو ہیلی کاپٹر ناکارہ ہوئے۔

اس شدت کی لڑائی میں ایک طرف تو امریکی اور نیٹو افواج تھیں جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھیں اور دوسری طرف پانچ مجاہد بھائی تھے جن کے پاس چند گرنیڈ، چھوٹا اسلحہ اور فدائی جیکٹیں تھیں۔ طلوعِ صبح کے بعد لوگوں نے امریکی، نیٹو اور افغان فوجی دستوں کو بھائیوں کی جانب بڑھتے دیکھا۔ اب پھر وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ مجاہدین شہید ہو چکے ہیں۔ جب وہ بھائیوں کی آڑ کے نزدیک پہنچے تو اچانک انہیں شدید فائرنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بوکھلا اٹھے اور پھر علاقے کے عوام نے کفار کے اس لشکر کو اپنے پیچھے زخمیوں اور مرداروں کی ایک کثیر تعداد کو چھوڑ کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ کسی امریکی یا مرتد فوجی کو اس کے بعد دوبارہ لوٹنے کی جرات نہ ہوئی۔ دشمن نے فضائی طاقت بلائی اور دن دس بجے تک مسلسل بم باری کرتے رہے۔

رات ایک بجے سے جاری یہ حق و باطل کا معرکہ جب دس بجے دن کو ختم ہوا تو علاقے میں امریکیوں اور ملی فوج کے مرتدین کی لاشیں بکھری پڑیں تھے۔ پانچوں بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کے تمغے سے نوازا۔ بھائیوں کی لاشوں کی تر و تازگی اور مہک نے لوگوں کے دلوں پر بہت اثر ڈالا۔ کارروائی کے دوران میں شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ طالبان نے خوست کے ہوائی اڈہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کارروائی نے اہلِ شہر کو عجیب قسم کی ایمانی کیفیات سے سرشار کیا۔ چوتھے دن (بدھ) خصوصی کارروائیوں کے امیر کی طرف سے فوجی کیمپ پر BM میزائل کی بوچھاڑ کی گئی جس کے بعد اس کارروائی کا اختتام ہوا۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کا فضل و احسان ہے۔

کارروائی کے نتائج:

کارروائی سے دو طرح کے نتائج حاصل ہوئے: عسکری اور روحانی

اول: عسکری نتائج:

☆ امریکیوں اور ان کے مددگار مرتدین کی ایک بڑی تعداد کی ہلاکت۔

☆ صدر دروازے پر امریکیوں اور مرتدین کی ۳ گاڑیوں کی تباہی۔ نیز چند فوجی موٹر سائیکل اور گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

شریعت یا شہادت کا نعرہ کہاں سے وجود میں آیا؟

مُلا فصیح اللہ مخلص

الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، أَمَرَ بِالْمُسَارَعَةِ إِلَى الْخَيْرَات ، وَمُبَادَرَةِ الْوَقْتِ قَبْلَ الْفَوَات ، وَأَشْهَدُ أَلّاإِلَهَ إِلّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ رَبُّ الأَرضِينَ السَّبْعِ وَرَبُّ السَّمَاوَاتِ ,لا شَرِيكَ لَهُ فِي رُبُوبِيّتِهِ وَإِلَهِيّتِهِ وَمَا لَهُ مِنَ الأَسْمَاءِ وَالصِّفَات ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَوّلُ مُبَادِرٍ إِلَى الْخَيْرَات , صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْمَنَاقِبِ وَالْكَرَامَات ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً .أَمّا بَعْدُ !هُوَ الّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم :ما أنا بأقدر على أن أدع لكم ذلك من أن تشعلوا منها شعلة.

اللہ سبحانہ وتعالی کے محبوب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازادسیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ قریشِ مکہ جناب ابوطالب کے پاس حاضر ہوئے اور مدعا پیش کیا کہ کیا آپ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتے ہیں؟ وہ ہمیں ہماری مجلس میں اور ہماری مسجد میں اذیت پہنچاتے ہیں، آپ انہیں ہمیں تکلیف پہنچانے سے منع کیجیے...... ابوطالب نے کہا: اے عقیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلالاؤ......(سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں گیا اور آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بلالایا...... ابوطالب کہنے لگے: بھتیجے! آپ کے بنوعم کا خیال ہے کہ آپ انہیں ان کی مجلس میں، ان کی مسجد میں اذیت پہنچاتے ہیں! آپ کو اس سے رک جانا چاہیے......(سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمان کی جانب نگاہ فرمائی اور فرمایا: ''اے کفارِ مکہ) تم اس (سورج میں سے میرے لیے کوئی شعلہ لے آؤ تو میں اس بات پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا کہ تمہاری خاطر اس قضیہ (کلمہ توحید کی دعوت اور اس کے اعلاء) کو چھوڑ دوں''......(یہ سُن کر قریشِ مکہ سے) ابوطالب کہنے لگے: میرے بھتیجے نے جھوٹ نہیں کہا،تم لوٹ جاؤ!

اسی واقعہ سے متعلّق ایک دوسری روایت (گو وہ رتبہ میں اول روایت سے کم درجہ کی ہے) میں مروی ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یوں فرمایا: اے چچا! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ اس بنیاد پر کہ میں اس معاملہ (کلمہ توحید کی دعوت اور اس کے اعلاء) کو چھوڑ دوں (تو) میرے داہنے ہاتھ پہ آفتاب اور بائیں ہاتھ پہ ماہتاب لا رکھیں گے، میں اس سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس (دین) کو غالب کردیں یا میں اس کے لیے کام آجاؤں (شہید ہوجاؤں)......

کوئی بھی انسان جو کسی نہ کسی درجے میں مناسب عقل وشعور رکھتا ہو، اس واقعہ کو جان لینے کے بعد باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بنیادی اور اساسی مقصد اس دین اور شریعت اسلام کی تمام ادیان ومدن پہ بالادستی قائم کرنا ہے......خواہ اس راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے......اور گو اس اساسی اور انتہائی مقصدِ بعثت کی تکمیل کے لیے جہاد جیسی اہم عبادت مدینہ میں فرض فرمائی گئی......لیکن هُوَ الّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كله میں بیان کردہ یہ مقصد بعثت اس قدر اہم تھا کہ ابتدائی زمانہ بعثت اور دورِ مکہ میں بھی زبانِ نبوت پہ اس کا اعلان فرمادیا اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرادی کہ یہ مقصدِ بعثت کسی خاص زمانہ کے لیے نہیں ہے...... ''مکی ومدنی دور کی تقسیم'' کے راستے شرعِ الٰہی کے بنیادی منشور کو بھلانا نہ چاہیے، بلکہ حالات چاہے دورِ مکہ کی مانند ہی کیوں نہ ہوں، کوئی بھی مومن، ختمِ نبوت کی برکت سے جب دعوتِ دین کا علم بردار بنے تو اس کے مدِ نظر ہمیشہ یہ بات رہے کہ وہ اس دین کو تمام ادیان ومُدن پہ بالادست کرنے کی دعوت کا علم لیے نکلا ہے تاکہ اُس وقت اور مابعد بھی اس کی دعوت اور جدوجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور جدوجہد سے پوری مطابقت کی راہ پر ہو، اس میں کوئی ادھورا پن نہ ہو......

اللہ کے دین کا تمام دینوں، تمام عالم پر سربلند ہونا یہ وہ بنیاد ہے جس پہ کوئی بھی فرد یا جماعت اپنی جدوجہد کی عمارت کھڑی کرے تو اللہ سبحانہ وتعالی کے فضل خاص سے اسے پوری کامیابی حاصل ہوتی ہے...... یہ وہ اہم نکتہ ہے جو سیدنا آدم تا خاتم الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام ہر نبی کی بعثت کی اساس ہے......اسی مطلوبِ حقیقی کے حصول کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے تبوک تک ہجرت وجہاد کی طویل راہ صبر وثبات سے طے فرمائی......

شریعت کی حاکمیت اخلافتِ راشدہ سے خلافتِ عثمانیہ تک:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت الٰہیہ کی بالادستی کا مقام ومرتبہ اپنے غلاموں کے دلوں میں ایسا جاگزیں کیا کہ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے تمام امت پہ کوہِ غم ٹوٹا ہے، ہمتیں جواب دینے کو ہیں، ارتداد کی مسموم ہوا چل پڑی ہے، مدینۃ النبی کو خطرہ ہوسکتا ہے، ازواج مطہرات کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے......لیکن! ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ٗ بعثت نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے اساسی مقصد یعنی ''شریعت ہر حال میں بالا دست رہے'' بالکل بھی نہ بھولے، سریہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی بھی اسی طرح کردی جاتی ہے...... مانعینِ زکوۃ سے قتال کا فیصلہ بھی کر لیتے ہیں......کیوں ؟؟ کیونکہ شریعت ہر حال میں بالا دست رہنی چاہیے! اور پھر تمام کائنات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس فکر و عمل کی برکات کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے ہیں......قانونِ الٰہی کو، امر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اول رکھنے کا ہی ثمرہ ہے کہ شروع میں باوجود بھیانک منظر ہونے کے، خطرات کے امڈتے بادلوں کے مقابل یہ جو بس ایک فکر پیشِ نظر تھی کہ ہماری ذمہ داری اللہ کے دین کو ہر حال میں بالا دست رکھنا ہے...... یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اپنوں کی ہمت بندھی، کفر پہ ہیبت طاری ہوئی اور قیصر و کسری جیسے فراعینِ وقت اپنے انجام کو پہنچ گئے! اور پھر کُل عالم نے دیکھا کہ جب تک بحیثیت مجموعی شرع الٰہی کو بالا دست مانا گیا' گو بعد کے ادوار میں عامۃ الناس اور امرائے مسلمین کی بدعملیوں کے سیلاب آتے رہے' پر یہ امت یتیموں کے سے سلوک کی مستحق نہ قرار پائی، لوگوں کو امن وسلامتی ، خوش حالی و فارغ البالی جیسی نعمتوں سے یکسر محروم نہ کر دیا گیا، ایک ہی وقت میں ہزاروں عورتوں کی عصمتیں لٹنے کا تصور بھی نہ کوئی کر سکتا تھا، شیطانی افکار و اعمال کا بدبودار بوجھ اھلِ اسلام کے ناتواں کندھوں پہ نہ ڈالا جاسکا......اور یہ سلسلہ عثمانی خلافت کے سقوط تک جاری رہا......اس لیے کہ شرعِ الٰہی مجموعی طور پہ بالا دست رہی، جیسا کہ خلافت کے آخری شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے:

> ''اسلام جو کہ دولت عثمانیہ کا مؤسس تھا، حکومت کے اوپر کنٹرول کرنے والے حاکم مطلق کے طور پہ باقی رہا...... بالکل یقینی اور پختہ بات ہے کہ شہری قانون قرآن کے ساتھ متحد ہوتا تھا''......

دین کا اعزاز منہج نبوی کا تسلسل:

لیکن جب طویل سازشوں کے بعد امت کو خلافت کی پرسکون چھاؤں سے محروم کر دیا گیا تو اہل اسلام ہر اس ظلم کا سامنا کرنے لگے جو ممکن ھوسکتا تھا......' سائیکس پیکو' جیسی مکروہ سازشوں کے بعد امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر ٹکڑا گدھوں کی صورت میں موجود مختلف ظالموں کے حوالے کر دیا گیا، جو فقط نوچ کر نہ کھاتے تھے بلکہ جونک کی طرح چمٹ کر خون کا آخری قطرہ تک چوس لینے کی دوڑ میں اب تک شریک ہیں......اس ماحول میں بھی اللہ کی سنت کے عین مطابق مختلف خطوں میں چند ٹولیوں کی صورت گنے چنے کچھ جوان مرد اپنی جانیں ہتھیلیوں پہ لیے اسلام کے تحفظ اور امت اسلام کے دفاع کے لیے اپنا سب کچھ تج دینے کو بے تاب رہتے......اور سر دھڑ کی بازی لگا کر انبیاء کی سنت کو متروک نہ ہونے دیتے......یہ مبارک لوگ اپنی بساط بھر کوشش کے ساتھ تاریخ میں امر ہوتے رہے......

> ''مکی و مدنی دور کی تقسیم'' کے راستے شرعِ الٰہی کے بنیادی منشور کو بھلانا نہ چاہیے، بلکہ حالات چاہے دورِ مکہ کی مانند ہی کیوں نہ ہوں، کوئی بھی مؤمن' ختمِ نبوت کی برکت سے جب دعوتِ دین کا علم بردار بنے تو اس کے مدِ نظر ہمیشہ یہ بات رہے کہ وہ اس دین کو تمام ادیان و مُدن پہ بالا دست کرنے کی دعوت کا علَم لیے نکلا ہے تاکہ اُس وقت اور مابعد بھی اس کی دعوت اور جدوجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور جدوجہد سے پوری مطابقت کی راہ پر ہو، اس میں کوئی ادھورا پن نہ ہو......

البتہ ان میں سے بعضوں کی جدوجہد، ان کی قربانیاں نہایت دوررس اثرات کی حامل ثابت ہوئیں......اس لیے کہ انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے نبوی فریضہ کو ایک تسلسل کے ساتھ ہر دور میں قائم رکھا، حتی کہ معاملہ عصرِ حاضر تک آ پہنچا......یہی وہ لوگ ہیں جن کی اتباع' انبیاء کی اتباع تک پہنچاتی ہے، کیونکہ یہ ایک تسلسل کا حصّہ ہیں...... یہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ دین کے کسی بھی شعبے میں جو لوگ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک استناد اور تسلسل رکھتے ہوں وہ ہی برحق لوگ ہوتے اور طائفہ منصورہ کا اعزاز پاتے ہیں...... اور جہاں تسلسل قائم نہ رہے، وہاں ضرور خرابی جنم لیتی ہے...... یہ ہی وہ تسلسل ہے جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کے مزاج کو نسل در نسل منتقل کرتا ہے اور یہ اس امت کا اعزاز ہے......یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے چودہ سو سال قبل طائفہ منصورہ کی نشاندہی فرماتے اپنی سنت مقرر فرمادی تھی کہ ہر دور میں ایک جماعت ایسی رہے گی جو اس دین کو سربلند رکھے گی اور کسی کی ملامت سے خائف نہ ہوگی......اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سقوط خلافت کے بعد جو لوگ اس امت کے دفاع اور اسلام کے تحفظ کے لیے ایسے اٹھے جیسا کہ مطلوب تھا، انہی کو تسلسل کا حصّہ بننے کا اعزاز ملا، اور اُن کا دینی مزاج ان مبارک لوگوں کے دینی مزاج سے قطعاً مختلف نہیں جو آج خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اساسی مقصد کو مضبوطی سے تھام کر نکل کھڑے ہوئے ہیں......کسی عامی کے لیے تو یہ حیران کُن امر ہوتا ہے کہ جب اُسے ان دو مختلف نسلوں کے لوگوں کے افکار و اعمال اور طریقہ جدوجہد ہی نہیں بلکہ ان کے اقوال اور دعاوی اور ان کے اظہار کا طریقہ تک یکساں ملتے ہیں، حالانکہ وہ کبھی آپس میں ملے بھی نہیں ہوتے، لیکن کسی عالم کو اس سے کبھی حیرت نہیں ہوتی...... کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تسلسل سنت الٰہیہ ہے، اور یہ ایک نشانی ہے کامیابی کی......

مثلاً اعلائے کلمۃ اللہ اور شریعت کی بالادستی کے لیے جن الفاظ میں اور جن اہم نکات کے ساتھ اپنی تحریک کی دعوت دیتے اور اس کی جدوجہد کا طریقہ بتاتے آپ امیر المومنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کو پڑھتے ہیں، بعینہ ان ہی الفاظ اور نکات کے ساتھ اور

اسی طریقہ جدوجہد کا اظہار کرتے آپ آج امیر المجاہدین شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو دیکھتے ہیں......حالانکہ ان دونوں شخصیات کی آپس میں ملاقات نہیں، ان کی زبان، ان کا خطہ اور زمانہ ایک نہیں، پر اتنی بڑی یکسانیت......ایسا کیوں ہے؟ صرف اس لیے کہ وہ جس شریعت کی بات کرتے ہیں وہ ایک ہی ہے......اور وہ جس طریقہ سے دین کو بالادست دیکھنا چاہتے ہیں......وہ طریقہ ان کا اپنا گھڑا ہوا نہیں، بلکہ وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے......اس لیے اس بات کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ جیسے تمام ادیان و مذاہب میں فقط دینِ اسلام اور شریعتِ الٰہیہ ہی تا قیامت ہر زمانہ اور ہر خطہ کے لیے بہترین ہدایت ہے......ایسے ہی اس کو سربُلند کرنے کا علم بلند کرنے والوں میں وہ ہی لوگ قیادت کے لائق ہیں جو نبوت و شریعت کے مزاج کو ایک تسلسل کے ساتھ حاصل کیے ہوئے ہیں......اور یہ بات ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے کہ یہ تسلسل کا اعزاز پانا اتنا سہل نہیں جتنا اس لفظ کو ادا کرنا اور اس کی حقیقت کو جاننا سہل ہے......کیونکہ عمل بہرحال علم سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے......

'ان الحکم الا للّٰہ' کی نشاۃ ثانیہ :

سقوطِ خلافت کے بعد مسلمانانِ عالم کو نظامِ شریعت سے محروم کرنے کے لیے کفر نے تاریخ کا کاری ترین وار کیا......اب تک تو دشمن آتا، حملہ کرتا، لڑتا مرتا، ہار جیت کا فیصلہ ہوتا تو کفار سے ہوتا تھا......لیکن اب کفار نے تمام مسلم خطوں پہ اپنے غلام مسلم خائنین کے ذریعے تسلط قائم کرنا شروع کیا اور کلمہ گو لوگوں کے ہاتھوں امتِ مسلمہ پر شریعت کی جگہ اپنے بنائے ہوئے کفریہ نظام کو نافذ کردیا......ان حکومتوں کو ایسے اسلامی لبادوں میں چھپایا گیا کہ سقوط کے پچاس سال بعد تک امتِ مسلمہ ان کو اسلامی حکومتیں ہی سمجھتی اور گردانتی رہی......انیس سو ساٹھ کی دہائی میں مصر میں سید قطبؒ نے پہلی دفعہ اس آواز کو بلند کیا کہ یہ نظام کفریہ نظام ہے......امام المجاہدین شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اپنی کتاب ''فرسان تحت رایۃ النبی'' میں معاصر تحریکِ جہاد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جمال عبدالناصر اور اس کے پیروکار کیمونسٹوں نے استاد سید قطب شہیدؒ کو قتل کرنے میں اس قدر شدت صرف اس لیے دکھائی کیوں کہ انہوں نے ہمیشہ اسلام میں قضیہ توحید کی اہمیّت پر زور دیا......انہوں نے اس مسئلے کو اجاگر کیا کہ اسلام اور اس کے دشمنوں کے درمیان اساسی جنگ عقیدے کی جنگ ہے جس کا محور مسئلۂ توحید ہے......انہوں نے واضح کیا کہ اصل تنازعہ یہ ہے کہ حکم اور اقتدار کس کا نافذ ہوگا؟ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نظام اور شریعت کا یا کہ انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کا یا کسی ایسے نظام کا جس میں کچھ اقتدار خالق کے لیے ہو اور کچھ اس کی مخلوق کے لیے؟؟ سید قطبؒ کی اس تاکید نے اسلامی تحریک کے لیے اپنے دشمنوں کی معرفت اور پہچان حاصل کرنے میں واضح کردار ادا کیا......اسی فکر سے انہیں یہ ادراک حاصل ہوا کہ داخلی دشمن کی مضرت اور نقصان خارجی دشمن سے کسی طور بھی کم نہیں ہے......بلکہ یہ تو وہ ڈھال ہے جس کی آڑ میں خارجی دشمن اسلام پر حملہ آور ہیں''......

مصر کی طاغوتی حکومت نے اس فکر کو دبانے اور کچلنے کے لیے پھانسیاں، پکڑ دھکڑ، تعذیب و تشدد ہر حربہ آزمایا لیکن یہ فکر امتِ مسلمہ کی نوجوان نسل میں نمو پاتی گئی......لگ بھگ ایک دہائی بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مشیت سے افغانستان پر روس کی یلغار اور اس کے دفاع میں شروع ہونے والا جہاد، اس فکر کو تحریک کی شکل دینے کا ذریعہ بن گیا......خلافت کے خاتمے کے بعد پہلی دفعہ امتِ مسلمہ کو ''سائیکس پیکو'' کی پابندیوں سے نکل کر ایک محاذ پر اکٹھا ہونے کا موقع ملا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے امت کی نصرت فرماتے ہوئے مجاہدین کو شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ جیسے مربی اور ان کے شاگردان شیخ اسامہ بن لادنؒ و شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ جیسے جانشین عطا کیے......ان مجدد شخصیات نے جنگ کے مورچوں میں پہنچنے والے امت کے صالح نوجوانوں کو توحیدِ عملی کا درس از بر کرا دیا......

امارتِ اسلامی افغانستان! شریعت کی بالا دستی کی طرف پہلا قدم :

اس جہاد کی برکت سے روس کی عالمی طاقت پاش پاش ہوئی وہاں دشمنوں کی چالوں اور سازشوں کی بھرمار کے باوجود مخلصین کی آہ وزاریاں رنگ لائیں، شہدا کے خون سے چمن میں بہار آئی......اور اللہ کا ایک گم نام ولی عظیم ترین منصب کے لیے اللہ کو پسند آ گیا......عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد المتوکل علی اللہ الاکبر کی امارت میں سرزمین افغان جس نے بے انتہا ظلم بھی سہے اور جس کی مٹی لاکھوں پاکیزہ نفوس کے مطہر خون سے سیراب بھی ہوئی، ایک نمونہ بن گئی......شریعت کی حاکمیت، قانون الٰہی کی بالادستی جیسی عظمت رفتہ، توحیدِ عملی جیسی متاع گم گشتہ' امت کے سامنے پھر سے آ موجود تھی......خوش نصیب ٹھہرے وہ لوگ جنہیں اس مبارک فضا میں چند سانسیں نصیب ہوئیں اور نہایت بد نصیب تھے وہ جو اس نعمت غیر مترقبہ کی ناقدری کے مجرم بنے......امارتِ اسلامی افغانستان کا قیام شریعت کی بالادستی کی عملی تحریک کا پہلا قدم ثابت ہوا......زمینی طور پر امت کے سامنے عالمی طاغوت اور اس کے استعماری نظام کی محکوم اسلامی ریاستوں اور غیر محکوم شرعی ریاست کا فرق واضح ہوگیا......شریعت کی غیر محکوم حاکمیت، عدل اور شوریٰ سمیت اسلامی ریاست کے تمام خدوخال دوبارہ زندہ ہوئے اور دنیا بھر سے مسلمان مجاہدین و مصلحین ہجرت کرکے امارتِ اسلامی کے جھنڈے تلے عالی قدر امیر المومنین نصرہ اللہ کی قیادت میں اس ریاست کے دفاع اور مضبوطی اور دیگر اسلامی مقبوضات اور مقدسات کی بازیابی کے لیے صف بند ہونا شروع ہوئے......اس امارت کا ہر اقدام امت میں شریعت کے موضوعات کو زندہ کرتا گیا یہاں تک کہ چند ہی سالوں میں بظاہر ایک نومولود اور کمزور سی

ریاست دنیا بھر کے کفار کے حلق کا کانٹا بن گئی......

معرکہ گیارہ ستمبر "ان الحکم الا للّٰہ" کا استعارہ:

مجاہدین نے حرمین اور مسجدِ اقصیٰ کی بازیابی کے لیے پیش قدمی کرتے ہوئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نصرت سے کفر کے معاشی و عسکری مرکز کے عین قلب میں کامیابی سے ضرب لگائی......جس نے نہ صرف کفر کو زخمی کیا بلکہ امتِ مسلمہ کے دلوں سے کفر کے رعب و ہیبت کو بھی ختم کر دیا......لیکن اس سے بھی بڑھ کر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے معرکہ گیارہ ستمبر کو شریعت کی حاکمیت کا استعارہ بنا دیا اس کے بعد کفر و اسلام کا ایسا معرکہ شروع ہوا جس کا ہر موڑ امت میں شریعت کے موضوعات کو زندہ کرتا گیا......

شریعت یا حکومت:

امریکہ نے سارے عالمی کفر اور اپنے غلام مسلم ممالک کے حکمرانوں کو ساتھ ملایا اور امارتِ اسلامی افغانستان سے محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ کی حوالگی کا مطالبہ کیا اور ساتھ سنگین نتائج کی دھمکی بھی دی......ساری دنیا کی نظریں امیر المومنین حفظہ اللہ پر لگی تھیں......پُرعظیم اور عالی قدر امیر کے پائے استقلال میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ آئی......حکمِ شرع مقدم رکھا اور عزم و استقلال کی ایسی مثال قائم کی کہ اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر دی......جب پوچھا گیا کہ کیوں ایک فرد کی خاطر آپ پوری ریاست کو داؤ پر لگا رہے ہیں تو امیر المومنین نصرہ اللہ نے جواب دیا:

> "یہ ایسی بات نہیں جو دائرہ اسلام سے باہر ہو اور ہم اس پر مُصر ہوں یا ہم ذاتیات کی بنیاد پر کر رہے ہوں......ایسا ہم ذاتی خواہش کی بنیاد پر نہیں کر رہے بلکہ یہ قانونِ اسلامی ہے......اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس بات کو مان لیں......نہ ہی دین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی مسلمان کو کفار کے سپرد کریں......"

یوں مجاہدین نے شریعت کے ایک حکم کی اتباع میں پوری حکومت قربان کر دی اور امتِ مسلمہ کو اور ساری دنیا کو یہ دعوت پہنچائی کہ شریعت کا حکم ہر حال میں مقدم ہے اور کسی لالچ، خوف یا دباؤ کی وجہ سے اس پر سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا چاہے اس کے لیے کیسی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے......

ساتھ ہی ساتھ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس جنگ کے ذریعے "سائیکس پیکو" اور "ریڈ کلف ایوارڈ" کی غلام، کفر کی محکوم "اسلامی" حکومتوں کی حقیقت بھی امت پر واضح کرنے کا انتظام فرما دیا......ایک طرف دنیا نے دیکھا کہ ایک کمزور شرعی ریاست نے ایک مسلمان کے دفاع کے لیے پوری دنیا کے کفر سے ٹکر لے لی اور دوسری طرف ستاون "اسلامی" حکومتیں دُبک کر بیٹھی رہیں ...... پاکستان کی حکومت کے کردار نے کفر کی حاکمیت کو مزید واضح کر دیا جب ایٹمی قوت اور سات لاکھ کے مسلح لشکر کی حامل "اسلامی ریاست" ایک فون کال پر ڈھیر ہو گئی......نہ صرف مسلمانوں کے دفاع سے فرار اختیار کیا بلکہ کفر کی صف میں کھڑے ہو کر کفار کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیا......اللہ والوں نے ایک مسلمان کی خاطر اپنی حکومت، ملک، جان، مال سب قربان کر دیا اور کفر کے غلاموں نے اپنے سارے وسائل کفر کی معاونت کے لیے پیش کر دیے اور شاہ سے بڑھ کر شاہ کی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے سیکڑوں مسلمان خود پکڑ پکڑ کر کفار کو بیچ دیے......

شریعت یا شہادت:

جیسے جیسے جنگ آگے بڑھتی گئی حق و باطل کی صفیں علیحدہ ہوتی گئیں ...... مسلمانوں کے خائن حکمرانوں کی کفر کے ساتھ موالات اور اس کے مقابلے میں مخلص اہلِ حق علما کی استقامت خطے کے مسلمانوں میں توحیدِ حاکمیت اور الولاء والبراء کے موضوعات کو واضح کرتی گئی......جب پرویز مشرف نے کھل کر یہود و نصاریٰ کا ساتھ دینا شروع کیا تو مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا اور شریعت کی بالادستی کی خاطر شہادت کو گلے لگایا......شیخ اسامہ بن لادنؒ، حضرت شامزئیؒ کے اسی فتوے کے متعلق فرماتے ہیں:

> "یہی وہ حکمِ شرعی ہے جس کا فتویٰ مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیا تھا اور گیارہ ستمبر کو نیویارک پر ہونے والے مبارک حملوں کے بعد جاری کردہ اپنے مشہور فتوے میں اس مسئلے کو خصوصیّت سے اجاگر کیا تھا......آپ اس فتوے میں لکھتے ہیں کہ: "اگر ایک اسلامی ملک کا حاکم بلادِ اسلامیہ پر حملے میں کسی کافر ملک کی مدد کرے تو شریعت کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اسے حکومت سے بزور ہٹائیں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کا غدار گردانیں"......اے اسلامیانِ پاکستان! بلاشبہ مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے اپنے کاندھے پر موجود بھاری ذمہ داری کا حق ادا کر دیا تھا"......

اسی طرح کفریہ نظام صلیبی غلامی میں مزید آگے بڑھا اور کفر کے دفاع کے لیے باقاعدہ جنگ شروع کر دی...... جب پاکستانی فوج نے افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑنے والے مجاہدین اور ان کے انصار کے خلاف وانا پر چڑھائی کی تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لال مسجد، جامعہ حفصہ اور غازی برادران کو شریعت کا علم بردار بنا کر کھڑا کر دیا...... مولانا عبدالعزیز حفظہ اللہ اور غازی عبدالرشید شہیدؒ نے نہ صرف یہ کہ اپنے خطبات میں عوام کو شریعت کی حاکمیت کا سبق یاد دلایا بلکہ ملک بھر کے پانچ سو سے زائد علما کے دستخط کے ساتھ وانا میں پاکستانی فوج کے آپریشن اور اس میں مرنے والے پاکستانی فوجیوں کی حرام موت کا فتویٰ جاری کیا......جس کی پاداش میں پاکستانی فوج نے لال مسجد و جامعہ حفصہ، ان کے طلبا و طالبات اور غازی عبدالرشید رحمہ اللہ کو شہید کر دیا...... یہ شہادت شریعت کی بالادستی کے اس سفر میں عظیم سنگِ میل ثابت ہوئی......اس سانحے کے بعد بہت

تیزی سے پورے خطے، بلکہ پورے عالمِ اسلام میں شریعت یا شہادت کی دعوت پھیل گئی......

صرف ایک سال بعد یہی دعوت وادیٔ سوات میں نفاذِ شریعت کی ایک بہت بڑی تحریک بن کر کھڑی ہوگئی...... پاکستانی فوج اس تحریک کو کچلنے کے لیے سوات پر چڑھ دوڑی اور پہلی دفعہ پاکستان کے اخبارات اور میڈیا میں بھی یہ موضوع زیرِ بحث آیا کہ شریعت اور جمہوریت دو علیحدہ دین ہیں......لال مسجد اور سوات آپریشن کے بعد خطے کے عوام بڑی تعداد میں اس دعوت سے متاثر ہوئے اور اس کا حصّہ بنتے گئے...... پاکستان کی طاغوتی حکومت بوکھلا کر اس دعوت کو دبانے کے لیے پے در پے آپریشن کرتی رہی اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے......لیکن ہر آپریشن میں فوج کا نقصان پہلے سے بڑھ کر رہا اور دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا......

جیسے جیسے فتح افغانستان قریب آ رہی ہے طاغوتی نظام پر اپنی تباہی کا خوف بڑھتا جا رہا ہے...... جب امریکہ نے حتمی طور پر افغانستان سے بھاگنے کا اعلان کر دیا تو پاکستانی حکومت نے بھی مجاہدین پر فیصلہ کن ضرب لگانے کا اعلان کیا......لیکن چھ ماہ تک وزیرستان کے پہاڑوں میں سٹپٹانے کے بعد اب ان پر آشکار ہوا ہے کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے اور یہ دعوت اب پورے پاکستان میں پھیل چکی ہے اور اس کو ختم کرنے کے لیے انہیں پورے پاکستان کی مساجد و مدارس کے خلاف آپریشن کرنا پڑے گا......سنتِ الٰہی کے عین مطابق پاکستانی نظام کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی ہے اور اسے افغانستان میں اس دعوت کو مٹانے کے لیے آنے والے لشکروں کی پسپائی سے کوئی سبق نہیں ملا......

> اللہ والوں نے ایک مسلمان کی خاطر اپنی حکومت، ملک، جان، مال سب قربان کر دیا اور کفر کے غلاموں نے اپنے سارے وسائل کفر کی معاونت کے لیے پیش کر دیے اور شاہ سے بڑھ کر شاہ کی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے سیکڑوں مسلمان خود پکڑ پکڑ کر کفار کو بیچ دیے

هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ O فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ O بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ تَکْذِیْبٍ O وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ O بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ O فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ O (البروج: ۱۷۔۲۲)

''بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے......(یعنی) فرعون اور ثمود کا...... لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں - اور خدا (بھی) ان کو گرد اگرد سے گھیرے ہوئے ہے...... (یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے......لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا)'' ......

☆☆☆☆☆

بقیہ: غزوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ۵ ہیلی کاپٹروں کی تباہی (۳ کیمپ کے اندر اور ۲ باہر)۔

☆ عمارتی اور عسکری سامان کا نقصان، جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

☆ فوجی کیمپ پر مارے گئے میزائل الحمدللہ ہدف پر لگے۔ دشمن کے جواب اور ایمبولینسوں کی آوازوں سے دشمن کے بھاری نقصان کا اندازہ ہوا۔ دشمن کا شدید جواب میزائل گرنے کے پینتالیس منٹ بعد آیا۔

دوئم: روحانی نتائج

اس کارروائی سے بہت سے ایسے روحانی اہداف حاصل ہوئے جن کی توقع کی جا رہی تھی۔ مثلاً ایک یہ کہ اس نے مقامی مسلمانوں کے دلوں میں بڑے عسکری اڈوں پر جرات اور دلیری سے حملہ کرنے کی روح پھونک ڈالی۔ یہ کیمپ امریکیوں کے لیے ارض افغانستان میں مضبوط گڑی ہوئی میخ کی مانند ہے۔ اس پر چاروں طرف سے مجاہدین کے حملے نے طالبان کے عزائم اور حوصلوں کو مہمیز دی۔

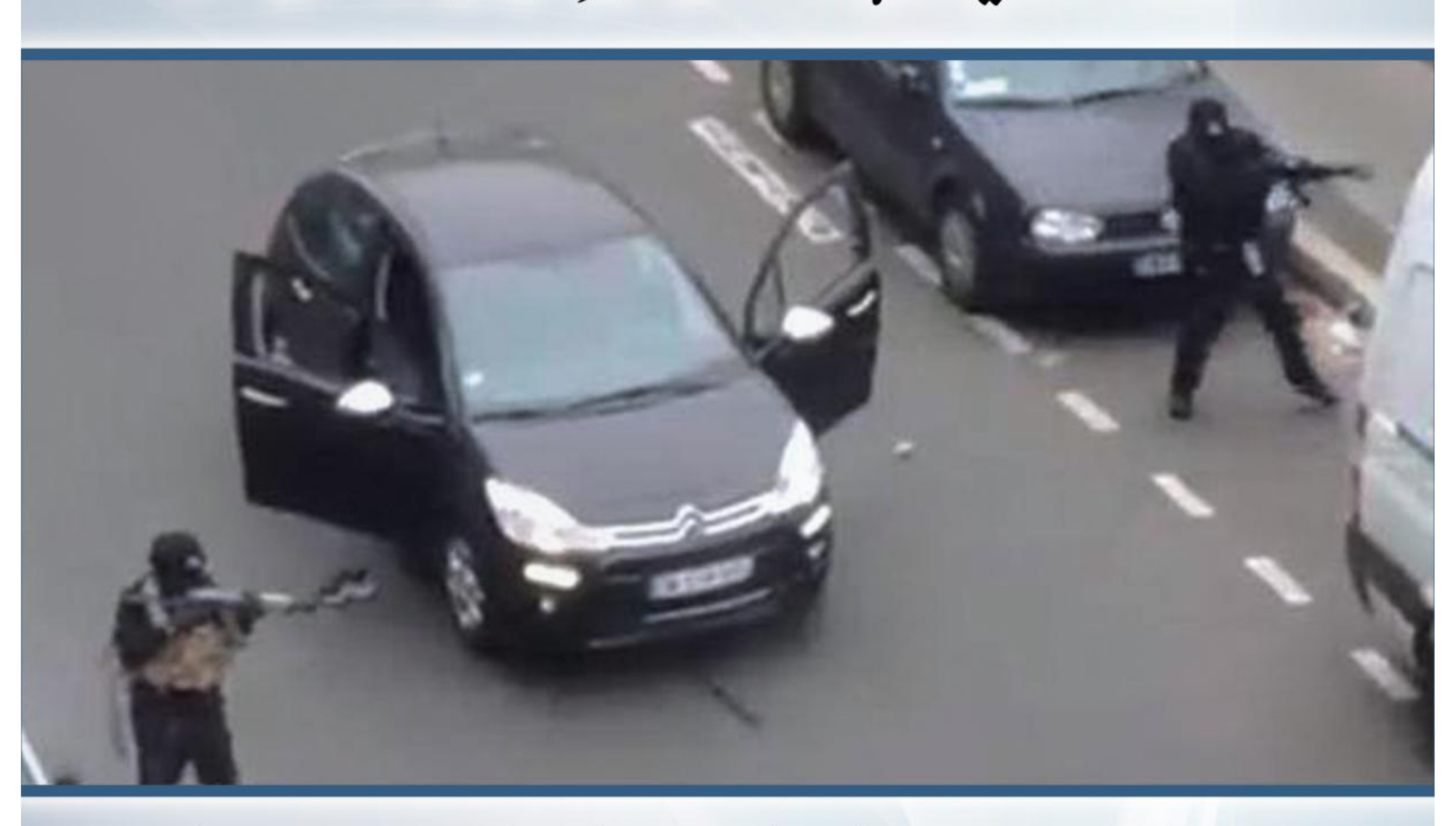
☆ لوگوں کا شہدا کو دیکھنا اور ان کی میتوں پر واضح کرامات نے انہیں یقین دلایا کہ یہ نوجوان حق پر ہیں اور مرتدین باطل پر۔

☆ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی واضح نصرت اور امریکی فوج کی حقیقت دیکھ لی۔ انہوں نے کفار کی فوج اور جہازوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد کے سامنے عاجز پایا۔ چار دن تک امریکی دفاع کی حالت میں رہے۔ اپاچی ہیلی کاپٹر بھی بھائیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اس سے دشمن کے رعب و دبدبے اور قوت و طاقت' جس کو اس نے اپنے میڈیا اور دیگر اداروں کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر بٹھایا تھا' کا مکمل پول کھل گیا اور عوام نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی نصرت کو اترتے ہوئے دیکھ لیا۔

☆ عرب اور دوسرے مہاجر بھائیوں کے شہر میں داخل ہونے اور دلیری سے دشمن کے مضبوط ترین کیمپ پر حملہ کرنے سے عوام میں جہادی روح بیدار ہوئی۔ اس کے علاوہ ان خبروں کا عامۃ المسلمین میں پھیل جانا کہ طالبان نے فوجی اڈے پر حملے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا ہے اور مرتدین کے اس کے جواب میں وضاحتی بیانات نے بھی لوگوں کے دلوں میں خوشیوں کی لہر دوڑائی۔ جس بہادری سے مجاہدین نے یہ کارروائی کی اس سے دشمن پر کاری ضرب لگی اور اسے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ کارروائی امارت اسلامیہ کے سقوط سے اب تک کی بڑی کارروائیوں میں سے ایک تھی۔ آخر میں ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے شہدا بھائیوں کو قبول فرمائے اور جس نے بھی اس مبارک عملیہ میں اپنے قول یا عمل سے شرکت کی اسے قبول فرمائے۔ نیز اس کارروائی کو امریکی فوجی اڈوں اور امریکیوں اور مرتدین کے بڑے مراکز پر کارروائیوں کا آغاز بنا دے (آمین)۔

☆☆☆☆☆

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب ﷺ کی حرمت پر
خدا شاید ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا



۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو سعید کواشی اور شریف کواشی بھائی، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا استہزا اڑانے والوں کی گردنوں پر سوار ہوگئے اور فرانس کے ملعون میگزین چارلی ہیبڈو کے منحوس ایڈیٹر اور چاروں ملعون خاکہ نگاروں کو واصل جہنّم کردیا...... یہ مجاہد بھائی عملیہ کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اعلان بھی کررہے ہیں کہ ''ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لے لیا!''......

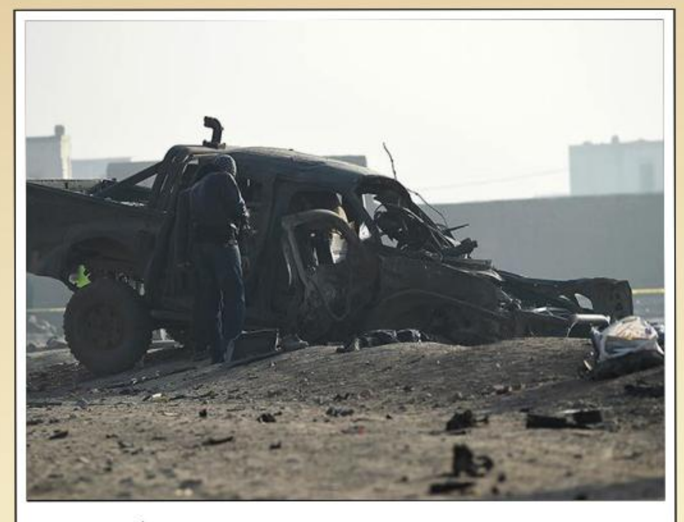
یہ آگے کی تاریخ میں لکھا جائے گا کہ جب مسلمان کاٹ کھانے والی اور بدترین جبر کے دور سے گزر رہے تھے اور بے بس تھے...... ان کے جہاز اور ٹینک اور اسلحہ ان کے دشمنوں کے بجائے ان ہی کے خلاف استعمال ہو رہا تھا تو ایسے میں کچھ ایسے بھی تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور اس امت کے دفاع کے لیے آخری حد تک چلے گئے اور عین بھرپور جوانی میں اپنا جسم قربان دیا...... یہ 'وہن' کے مارے ہوؤں سے ہر لحاظ سے بہتر ہیں، خوب صورتی میں، اخلاق میں، کردار میں، اعمال میں...... انسان ہونے کے ناتے اس عین جوانی میں ان کی بھی بہت ساری خواہشات ہو سکتی ہیں لیکن یہ یہی جوانی اس امت کے تحفظ کے لیے قربان کردیتے ہیں...... بلاشبہ یہ دونوں بھائی اسم با مسمّیٰ تھے...... کائنات کی سب سے عظیم سعادت سے بھی بہرور ہوئے اور ایسی عزت وشرف کے بھی مستحق ٹھہرے جس کا تصور بے ثبات و بے مایہ دنیا کی رنگینیوں کے اسیروں کے واہمہ وخیال میں بھی نہیں آسکتا!

ان دونوں مجاہد بھائیوں نے ۳ دن تک فرانس بھر کی سیکورٹی فورسز کو تگنی کا ناچ نچایا...... ۸۸ ہزار سیکورٹی اہل کاران دونوں مجاہد بھائیوں کے تعاقب میں رہے اور یہ دونوں جری اور جواں مرد جدید ترین حربی ٹیکنالوجی سے لیس ۸۸ ہزار کی فوج سے لڑتے رہے...... اور ۹ جنوری کو شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوکر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے...... پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جاں نثاروں کے جسد ہائے خاکی کو ایک ہفتے بعد نامعلوم مقام پر سپرد خاک کیا گیا...... ان مبارک شہدا کی قبریں بلاشبہ خفیہ رکھی گئیں لیکن ایمانی بصیرت وبصارت والے ان کے مقام اور درجات سے تو بے خبر نہیں! ان کی قبروں کے لیے ''گم شدہ'' کا لیبل لگانے والے اُن قبروں کے اندر حور وقصور کے مناظرِ جنت پر بھی پابندی لگا سکتے ہیں؟



ٹیکنالوجی بمقابلہ ایمان

امریکہ نے افغانستان میں ریموٹ کنٹرول بم حملوں میں بڑھتی ہوئی ہلاکتوں سے بچنے کے لیے جدید ترین بکتر بند گاڑیاں میدان میں اتاریں۔ ان گاڑیوں کو Mine Resistant, Ambush Protected یا مختصراً MRAP کا نام دیا گیا۔ان گاڑیوں کو کانوائے میں سب سے آگے جگہ دی گئی تا کہ ریموٹ کنٹرول بم حملوں سے باقی کانوائے محفوظ رہ سکے۔ مگر اللہ تعالی نے امریکہ کا غرور خاک میں ملا دیا اور یہ جدید گاڑیاں اپنے تمام تر حفاظتی انتظامات کے باوجود مجاہدین کے دیسی ساختہ بموں کے سامنے مٹی کا ڈھیر ثابت ہوئیں۔



۱۸ دسمبر ۲۰۱۴ء۔ کابل میں طالبان حملے کا نشانہ بننے والی افغان پولیس کی گاڑی



۷ جنوری ۲۰۱۵ء۔ صوبہ ننگرہار کا صوبائی جج ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ہلاک ہوا



۱۳ جنوری ۲۰۱۵ء۔ کابل پولیس ٹریننگ مرکز پر فدائی حملے میں تباہ ہونے والی گاڑی



۱۸ جنوری ۲۰۱۵ء۔ کابل میں طالبان کے حملوں کے دوران صحافی پناہ لیے بیٹھے ہیں۔

اکتوبر 2001ء تا دسمبر 2014ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	589 عملیات میں 718 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	11476
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	7480	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ	25394
ٹینک، بکتر بند تباہ:	12295	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	4935
کمین:	6267	جاسوس طیارے تباہ:	196
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	9475	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	392
مرتد افغان فوجی ہلاک:	85006	صلیبی فوجی مردار:	55620
سپلائی لائن پر حملے:	2594		

......اور صلیب ٹوٹ گئی

طارق حسن

تمام تعریفیں سزاوار ہیں اُس ربِ رحمان کے لیے جو بے آسروں کی پناہ گاہ ہے، کہ جس نے ہمیں دینِ حق کی نعمت سے نوازا، دنیا فتنوں کا گہوارا بن چکی ہے اور ایک بار پھر فساد و خون ریزی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے......صالحین استغاثہ بلند کر رہے ہیں، تجھ سے ہی مدد کے طلب گار ہیں......ربِ المنتقم اپنے دستِ قدرت کا مظاہرہ فرما اور اِن کمزور اور ناتواں بندوں کو استقامت، اور ان پر سکینت نازل فرما...... جس طرح گزشتہ گناہ گار اور نافرمان قوموں کو شکست ہوئی، اسی طرح ایک بار پھر تمام شر پسندوں اور کفر اور لادینیت کے علم بردار ایک بار پھر نیست و نابود ہوسکیں...... اور صالحین اس دنیا کے وارث بنیں، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر سکیں ......جس کی بدولت انسانیت اپنے کمال کو پہنچے، تیرے کلمے کا بول بالا ہو......پس اے ربِ کریم! تُو ان غربا کو توفیق اور رحمت عطا فرما، اعمالِ صالحہ کی......تا کہ تُو جس طرح پسند کرتا ہے، اُس طرح کے اعمال کے لیے یہ خود کو آمادہ کرسکیں تا کہ یہ تیرے مخلص بندے بن جائیں، تیرے مطیع اور فرماں بردار بن جائیں، صرف تیرے لیے ہوں، اور فقط تجھ ہی سے رجوع کریں......آمین، یا ربِ رحیم!

امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے قصر ابیض میں ایک خطاب کے دوران دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ''مقدس صلیبی جنگ'' کا نام دیا تھا......۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اپنے خطاب کے دوران میں صدر بش نے کہا:

''ہم امریکیوں کو کل اپنے کام کاج پر واپس جانے کی ضرورت ہے اور ہم جائیں گے......لیکن ہمیں بے حد مستعد اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کے خبیث لوگ (مجاہدین) اب تک بھی موجود ہیں......کوئی شخص اس بات کا تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ ایسے خود کش (فدائی) حملہ آور ہمارے ہی معاشرے میں چھپ بیٹھیں رہیں گے اور پھر ایک ہی دن اپنے ہوائی جہاز، ہمارے امریکی ہوائی جہاز، اڑا کر عمارات سے ٹکرادیں گے اور کسی قسم کی پشیمانی ظاہر نہیں کریں گے...... اس صلیبی جنگ میں دہشت گردی (مجاہدین) کے خلاف جنگ کا طبل بجنے جا رہا ہے اور میں امریکی عوام کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں ثابت قدم ہوں، اور پیٹھ نہیں دکھاؤں گا...... میری توجہ اس امر پر مرکوز ہوگی کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کی مدد کرنے والے سب افراد کو بھی انصاف کے کٹہرے میں لاؤں جو دہشت گردوں (مجاہدین) کو پناہ دیں گے انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا......

اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہم ۲۱ویں صدی میں اپنی پہلی (صلیبی جنگ) جنگ فیصلہ کن انداز میں جیتیں، تا کہ ہمارے بچے اور ہماری آنے والی نسلیں ۲۱ویں صدی میں پرامن انداز میں رہ سکیں''......

۷ ؍اکتوبر ۲۰۰۱ء میں شروع کی جانے والی اعلانیہ صلیبی جنگ جس کا مقصد مسلمانوں میں موجود جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کی روح کو شکست دینا تھا......اللہ کریم کی نصرتِ کاملہ سے آخر کار ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو نیٹو فوج کے سربراہ کے اعترافِ شکست اور واپسی کے اعلان کے نتیجے میں اپنے انجامِ بد کا شکار ہوچکی ہے! یہ ایک مقامِ عبرت ہے، نام نہاد ''کلمہ گو'' اتحادیوں یعنی آستین کے سانپوں کے لیے جو اللہ رب العزت کے واضح احکامات، بشارتوں اور وعیدوں کو نظر انداز کرتے، کفر اور ارتداد کی راہ پر چلتے ہوئے اس صلیبی جنگ میں صلیبی اور صہیونی کے اتحاد میں شامل ہوگئے......آج ٹوٹ پھوٹ کا شکار مغلوب صلیب سے ابھرتی صدا ہے کہ جب بھی اُمت مسلمہ کے غیور فرزند درست راستے پر، صحیح، واضح ہدایت اور ایمانی بصیرت کے ساتھ حق کے پرچم کو تھامے استقامت اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے ہیں، تو ان کے مقابلے میں دنیا کی کسی بھی طاقت میں تاب و مقاومت نہیں رہی......۱۵ صدیاں شاہد ہیں، یہ ابطالِ اُمت ہر دور میں ہی صبر و استقامت کی زندہ مثال بن کر تمام رکاوٹوں کو خش و خاشاک کی مانند روندتے ہوئے، کفر اور ارتداد کے قلعوں کو یکے بعد دیگرے مسمار کرتے، منزل کی جانب محوِ سفر رہے یہاں تک کہ فتح نے ان کے قدم آن چومے......

یہ بات اِن ناقص عقل کے بچاریوں کو محال نظر آتی تھی کہ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ایک دن شکست بھی کھا سکتی ہے......مگر دنیا پرستوں کے تمام مفروضے اور اعداد وشمار غلط نکلے، زمین اور آسمان شاہد ہیں سپر پاور صرف ایک خدا 'لا الہ الا اللہ' ہی ہے...... ۱۴ سال قبل صلیبیوں اور صہیونیوں کی مشترکہ لشکر کشی کے نتیجے میں صلیبیوں کے سرغنہ امریکہ کی معیشت لڑکھڑا چکی ہے......

جہاد، مجاہدین اور ان کے انصار کو ختم کرنے کا صلیبی عزم، غیرتِ دین سے سرشار مجاہدین کی ایمانی بصیرت اور الٰہی مدد کے بدولت خاک میں مل چکا ہے...... جہاد کی جس شمع کو بجھانے امریکہ صلیبی پرچم تھامے نکلا تھا آج افغانستان کے پہاڑوں سے نکل کر دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پھیل چکا ہے......اُمتِ مسلمہ میں بھی صلیبی ایجنٹوں کے خلاف شدید بے چینی پائی جاتی ہے، بلکہ اب تو کئی ممالک میں یہ بے چینی ان ایجنٹوں اور مسلط شدہ ظالمانہ دجالی نظامِ جمہوریت کے خلاف بغاوت اور شریعت کے قیام کی

خاطر جاری جہاد کی صورت نمودار ہو رہی ہے......خود امریکی عوام کو یہ احساس ہو گیا کہ ایک فی صد سرمایہ دار طبقے نے ان کی دولت و ثروت پر قبضہ اور پورے امریکہ کو یرغمال بنا رکھا ہے...... نیویارک میں وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو تحریک شروع ہوئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا......اقتصادی بحران اور مالیاتی مشکلات نے حکومت کو رفاہی بجٹ میں کٹوتی پر مجبور کیا اور عوام میں ناراضی شدید تر ہو گئی، اسی کے ساتھ امریکی دانش وروں نے سرمایہ دارانہ نظام کی شکست کے اشارے دینے شروع کر دیے......

اس دوران میں امریکہ کی مختلف ریاستوں میں یہ احساس جڑ پکڑتا گیا کہ وفاقی حکومت کی پالیسیاں ان کی ترقی اور معاشی خوش حالی کے منافی ہیں......اوباما کے دوسرے دور کے لیے صدارتی الیکشن جیتنے کے ساتھ ہی ۵۰ میں سے ۲۰ امریکی ریاستوں نے 'ریاست ہائے متحدہ' سے علیحدگی اور آزادی کا مطالبہ کر دیا......اس سلسلے میں پہل لوزیانا نے کی اور اس کے بعد انڈیانا، ٹینیسی، جنوبی کیرولینا، شمالی کیرولینا، کینٹکی، مشیگن، نیویارک، میسوری، کولوراڈو، اوریگن، نیوجرسی، مونٹانا، ٹیکساس، آرکنساس، جارجیا، الاباما، فلوریڈا، شمالی ڈکوٹا، اور مسی سپی نے بھی وائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر علیحدگی کی پٹیشن دائر کر دی......

ان درخواستوں میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ وائٹ ہاؤس کی پالیسیاں ان کی ترقی اور معاشی خوش حالی کے لیے مناسب نہیں ہیں......لہٰذا وہ وفاق کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں اور اپنی علیحدہ حکومت بنانا چاہتی ہیں......ریاست ٹیکساس نے اپنی آزادی کی پٹیشن میں کہا ہے کہ وفاقی حکومت کی ملکی اور غیر ملکی اخراجاتی اصلاحات میں غفلت کی وجہ سے امریکہ مسلسل اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور امریکی شہریوں کے حقوق کی صریحاً خلاف ورزی کی جا رہی ہے......صلیبی جنگ میں موجود دیگر کفر اتحادی ممالک یکے بعد دیگرے امریکہ کا ساتھ چھوڑتے گئے......

دوسری جانب آستینوں کے سب زیادہ خطرناک سانپ اور صلیبیوں کا سب سے بڑا مہرہ اور چہیتا 'فرنٹ لائن اتحادی' جو اس موقعہ پر بھی نوشتۂ دیوار پڑھنے، توبہ تائب ہونے اور اس سے سبق سیکھنے کے بجائے اس صلیبی جنگ کو اب بھی مسلسل ''ہماری جنگ'' گردان رہا ہے......دجال اور فریب کا مرغوبہ عصرِ حاضر کا میڈیا اور اس پر براجمان نام نہاد مغربی نمک خوار مفکرین، تجزیہ نگار اور عسکری قیادت سادہ لوح عوام کو مسلسل یہ ہی باور کروانے میں مگن ہیں کہ مجاہدین کا مقصد پاکستان میں بدامنی پھیلانا اور خانہ جنگی کی راہ ہموار کرنا ہے، جس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے امریکہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو رول بیک کروانا چاہتا ہے......

مستقبل کی پیشین گوئیاں کرنے والے اپنے مراکز (جی ایچ کیو وغیرہ) کو تو مجاہدین کی ضربوں سے محفوظ نہ رکھ سکے، کس منہ سے گمراہ کن اور سازشی نظریات کا پرچار کرتے ہیں، سادہ لوح عوام ان باتوں پر غور کرنے کے بجائے ان کے پھیلے ہوئے ابہام کا شکار ہو جاتی ہے...... یہ ضمیر فروش اور قلم فروش تجزیہ نگار اور ادیب مجاہدین کو جب بھارت، اسرائیل اور امریکہ کے ایجنٹ قرار دیتے نظر آتے ہیں یا کبھی خونی درندوں کے روپ میں پیش کرتے ہیں تو بے اختیار ہنسی آتی ہے ان عقلوں پر جو ان کی باتوں پر من وعن یقین کر لیتے ہیں......

بھارت کے ایجنٹ آج مسندِ اقتدار پر براجمان ہو کر پاکستان کے سب سے پسندیدہ ملک بھارت کو بڑے ہی اطمینان سے دلا سے دیتے ہیں، اسرائیل سے در پردہ دفاعی اسلحہ کی خریداری' خاص کر ریڈار اور ایف سولہ طیاروں کے پرزہ جات خریدے جاتے ہیں......جن کو اس صلیبی جنگ میں غیور قبائلیوں پر استعمال اسلام اور جہاد سے محبت سزا دینے کی غرض سے کیا گیا...... رہی بات امریکہ کے ایجنٹ قرار دینے کی تو یہ الزام فرنٹ لائن اتحادی کی جانب سے عائد کیا جا رہا ہے، جس کے بارے میں عام عوامی رائے ہے کہ خود امریکہ کا ایک غلام اور اس کی ۵۲ ویں غیر اعلانیہ ریاست ہے اور سب سے بڑھ کر اس صلیبی جنگ کا سب سے اہم مہرہ ہے......

آج جب صلیبی جنگ جس میں اہلِ صلیب کو شکستِ فاش ہو چکی ہے، ٹوٹی ہوئی صلیب کا ملبہ اب اس ہی غلام پاکستان نے اٹھانے کی حامی بھر لی ہے......گزشتہ ماہ پاکستانی فوج کا سربراہ اپنے آقا کے در پر نئے احکامات لینے گیا......اور کچھ اس قسم کے معاہدوں پر دستخط کر کے واپسی کی راہ لی جن کے مطابق افغانستان میں موجود افغان ملی آرمی کی تربیت اب پاکستان افواج کے ذمہ ہے، افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت جس کے پاس ابھی تک فضائیہ تک موجود نہیں ہے، اور آئے روز مجاہدین کے ہاتھوں لگنے والے زخموں سے بُری طرح مجروح ہے......اس فوج کے لیے فضائیہ کا ڈھانچہ تیار کرنا پائلٹوں کی تربیت، طیاروں کے دیکھ بھال، اور دیگر لوزامات پورے کرنے کے لیے مدد فراہم کرنا اور جب تک کٹھ پتلی افغان حکومت کی فضائیہ فعال نہیں ہوتی بوقتِ ضرورت افغانستان میں موجود فرزندان توحید پر فضائی بم باری پاکستان کی ایئر فورس کے ذمے ہے، جس کا عملی مظاہرہ حالیہ چند ماہ پاکستان افغان بارڈر کے دونوں اطراف کر کے دِکھایا گیا ہے......

اس سب کے بدلے پاکستان میں موجود امریکی ایجنٹوں نے صلیبی افواج کے زیر استعمال اسلحہ لینے اور چند ٹکے امداد اپنے نام کروانے ہی کو غنیمت سمجھا......حال ہی میں جان کیری کے دورہ پاکستان میں جن سٹرٹیجک ڈائیلاگ پر بات چیت ہوئی ان میں جوہری عدم پھیلاؤ قابلِ ذکر تھا...... جب کہ وزیر اعظم پاکستان نے جان کیری کو خالص صلیبیوں کی ایما پر شروع کردہ آپریشن ضربِ عضب کی کارکردگی سے آگاہ کیا......

(بقیہ صفحہ ۶۶ پر)

جہاد کی کامیابی میں انصار کا کردار

کاشف علی الخیری

تاریخِ اسلامی کے صفحات میں مرقوم فریضۂ نصرتِ دین کی ادائیگی کرنے والے انصارانِ دین کے ایمان افروز واقعات اپنے اندر اہلِ ایمان کے لیے تذکیر و نصیحت کا سامان رکھتے ہیں کہ نصرتِ دین اور جہادی کاررواں کی مدد و تائید کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام سے گزرے بغیر جَنَّۃُ نَعِیمٍ کی منزلوں کے حصول میں کامیابی کی امید نہیں لگائی جا سکتی...... اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو کلام مجید میں 'الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا' کی صفوں میں کیسے سعید الفطرت افراد کو شامل فرمایا اور اُن کی کیا خصوصیات ذکر فرمائیں، سورۃ انفال کی آیت ۷۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ

پس ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کے علم برداروں کے ساتھ ساتھ 'ٹھکانے فراہم کرنے' اور نصرتِ دین کرنے والوں ہی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ ربِّ دوجہاں اُن کے ایمان کی تصدیق فرماتے ہوئے اُنہیں 'مومنین حقہ' قرار دیں......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، مہاجرین وانصار کی زندگیوں میں دین پر فداکاری کی رخشندہ مثالیں چودہ صدیوں بعد بھی ایمان والوں کی 'قندیلوں' میں روشنی اور تابانی کا سبب ہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین و انصار کو ''مواخات'' کے رشتہ میں جوڑ کر اُنہیں ایک دوسرے کے لیے ڈھال اور سپر بنا دیا، اِس مبارک نبوی تعلیم و عمل نے اہلِ اسلام کے مابین تعلقات کی استواری کی بنیاد بھی واضح کر دی اور نصرت و اعانتِ دین کے عمل کو امت میں ہمیشہ کے لیے جاری کر دیا...... اہل ایمان کو لازوال رشتۂ ایمانی میں جوڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری)

'مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ظالم کے حوالہ کرے، (کہ اس پر ظلم کرے) اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص مسلمان سے اس کی مصیبت کو دور کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس سے دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، تو اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا''۔

> ان انصار نے قربانی و ایثار کی ایسی تاریخ رقم کی کہ آنے والے دور کی باغیرت و باحمیت مسلمان نسلیں بجا طور پر اُن پر فخر کر سکیں گی! چھوٹے دائروں سے لے کر بڑے پیمانوں تک، سبحان اللہ! کس کس قربانی، کس کس فیاضی، نجابت اور اعلیٰ ظرفی کا ذکر کیا جائے......

امارتِ اسلامی افغانستان ......نصرت وجہاد کی زریں مثال:

آج افغانستان میں صلیبی اتحاد نامراد ہوا ہے تو اس کا بنیادی سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق ہی ہے کہ جس نے مجاہدین و مہاجرین کے لیے انصار و معاونین کو کھڑا کیا...... جنہوں نے اپنے بے آسرا بھائیوں کو طاغوت امریکہ اور اُس کی جوتیاں چاٹنے والے ''کلمہ گو'' حکمرانوں کے سپرد نہیں کیا، کفر کے ہاتھوں بیچ کر اُن کے دام کھرے نہیں کیے بلکہ خونی رشتوں سے بڑھ کر اُن کی حفاظت کی، اُن کی ضروریات کو بقدر استطاعت پورا کیا، اُن کی مصیبتوں میں اُنہیں تنہا کرنے کی بجائے اُن کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اُن کی عیب جوئی کی بجائے ستر العیوب کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دنیا کفر کے مقابلے میں اُن کے لیے ڈھال بن گئے۔

جزیرۃ العرب کے حکمرانوں نے امریکی آقاؤں کے جوتے چاٹنے کو فخر گردانا اور محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو سرزمین حرمین سے جلاوطن کر دیا...... شیخ اسامہ نے سوڈان میں جا بسیرا کیا لیکن سوڈان کی حکومت امریکی دباؤ کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کر سکی اور شیخ رحمہ اللہ کو اپنے تمام مہاجر ساتھیوں سمیت افغانستان ہجرت کرنا پڑی...... یہاں آپ کے اولین انصار میں مولوی یونس خالص رحمہ اللہ شامل تھے...... یہی وہ زمانہ تھا کہ افغانستان میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں امارتِ اسلامیہ کی داغ بیل ڈالی جا رہی تھی...... امارتِ اسلامیہ نے شیخ رحمہ اللہ کو کشادہ دلی سے خوش آمدید کہا اور آپ رحمہ اللہ کو تمام مہاجرین سمیت افغانستان میں قیام کرنے اور اس سرزمین کو عالمی جہاد کا مرکز بنانے پر ابھارا...... امیر المومنین نصرہ اللہ کی تائید اور نصرت سے ان مہاجرین نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی سرکردگی میں افغانستان میں عالمی تحریک جہاد کو مضبوط کرنے، اس کی دعوت کو پھیلانے اور کام کو وسعت دینے کی ہمہ گیر کوششوں کا آغاز کیا......

معرکہ گیارہ ستمبر:

اسی دوران میں قندھار میں مہاجرین کی معروف ومشہور بستی 'قریۃ العرب' بسائی گئی......اسی زمانے میں خوست میں 'معسکر الفاروق' کو تدریب کے لیے ترتیب دیا گیا......یہی سے دنیا بھر میں جہادی بے داری کی لہر کو اٹھانے کے لیے منصوبے تشکیل دیے جانے لگے ،جن میں اہم ترین منصوبہ گیارہ ستمبر کے مبارک غزوات کا تھا......افغانستان ہی کے پہاڑوں اوردروں میں مقیم اللہ کے کچھ سرفروش بندوں نے تاریخ کو یکسر بدل دینے والے اس عظیم جہادی عملیہ کی تیاری کے مراحل طے کیے......شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور قائدینِ جہاد 'امارتِ اسلامی ہی کے سائے میں بیٹھ کر معرکہ گیارہ ستمبر کی عملی نگرانی کرتے رہے......اور یوں ہبلِ عصر کے سر کو اُس کے گھر میں کچلنے والی کارروائی' انصار کی معاونت وپشتی بانی میں سرانجام پائی......

نصرت دین کی اعلیٰ و ارفع ترین مثال:

دنیائے کفر نے عالمی تحریک جہاد کے قائدین کو سعودی شاہوں کی مدد سے جلا وطن اور بے گھر کیا اور پھر سوڈان کی حکومت کو زیر دام لاکر اُنہیں وہاں سے بے دخل کروایا......اس کے بعد امارتِ اسلامی افغانستان نے عالمی تحریک جہاد کی نصرت کا فیصلہ کیا تو امارت کے قائدین اور ذمہ داران پر مختلف انداز اور حربوں کے ذریعے ان مہاجرین کو امریکہ کے حوالے کرنے پر مجبور کیا جاتا رہا......سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ امیر المومنین نصرہ اللہ سے مل کر اُنہیں شیخ اسامہ ؒ کو افغانستان بدر کرنے اور سعودیہ کے حوالے کرنے پر راضی کرے لیکن امیر المومنین نصرہ اللہ نے سعودی وزیر خارجہ کو ایمانی غیرت سے بھرپور جواب دیا اور اُس کی ایسی سبکی کی کہ جسے وہ لمبے عرصے تک نہیں بھلا سکا...... پاکستانی خفیہ اداروں کو بھی یہ 'ٹاسک' دیا گیا لیکن امارتِ اسلامیہ افغانستان نے مہاجرین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت سے صریحاً انکار کردیا......۱۹۹۸ء میں مہاجرین کو ہدف بنانے کے لیے افغانستان پر امریکہ نے میزائل حملے کیے......حتیٰ کہ قندھار میں واقع امیر المومنین نصرہ اللہ کے گھر پر بھی بم حملہ کروایا گیا جس میں حضرت امیر المومنین نصرہ اللہ کی صاحب زادیاں اور اہلیہ محترمہ شہید ہوئیں......لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت میں امارتِ اسلامیہ افغانستان نے کفر کے ہر طرح کے حربوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مہاجر مجاہدین کو کسی قسم کی آنچ تک نہ آنے دی......

بالآخر معرکہ گیارہ ستمبر کی تاریخی ضرب سے بلبلا کر طاغوت امریکہ غیض و غضب سے پھنکارتے ہوئے ناگ کی طرح امارتِ اسلامیہ پر چڑھ دوڑا اور تحریک جہاد کی قیادت اور مہاجرین کی حوالگی کے ''حکم نامے' جاری کیے گئے......امیر المومنین نصرہ اللہ نے پوری دنیا کے کفر سے ٹکر لینے کی ٹھان لی اور امارتِ اسلامیہ کا سقوط گوارا کرلیا لیکن مہاجرین کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لینے سے قطعی انکار کردیا......اس موقع پر حضرت امیر المومنین نصرہ اللہ نے عرب مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے عجیب وغریب الفاظ میں اُنہیں تسلی وتشفی دی......آپ کے الفاظ میں ایمان کی حلاوت، توکل علی اللہ کا اعلیٰ نمونہ اور مہاجرین سے کیے گئے وعدوں کے ایفا کی بہترین مثال تھی......ایسی مثال جو تاریخِ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے کہ اپنی پوری امارت اور سلطنت اللہ کے چند محبُوب بندوں کی حفاظت وپشتی بانی کے عوض گنوادی......آپ نے اس موقع پر فرمایا:

''آپ پریشان نہ ہوں اور فکر مت کیجیے، چاہے افغانستان کا ہر شجر جلا دیا جائے یا اس کے ہر پتھر کو جہنّم بنا دیا جائے پھر بھی ہم آپ کو امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے''۔

وزیرستان اور آزاد قبائل کے انصار:

ایک طرف کفر اور اُس کے لشکروں کے لیے 'لاجسٹک سپورٹ' کے نام پر دین وایمان کا سودا کیا گیا اور نتیجے میں دنیا وآخرت کی رسوائیاں ہی مقدر ہوئیں......دوسری جانب بے سروسامان مہاجرین ومجاہدین کی نصرت کے لیے دین کے انصار میدان میں آئے اور اللہ کے دین کے لیے اپنا سب کچھ پیش کرکے دنیا وآخرت کی سرخروئیوں سے فیض یاب ہوگئے......ان میں سے بعض متمول اور خوش حال تھے لیکن اکثریت کا حال ایسا نہیں تھا کہ ان انصار کے ہاں دنیائے وافر ڈیرے ڈالے ہوئی ہو، نہ ہی سامان دنیا کی کثرت انہیں دستیاب تھی، نہ مال ومنال کی بہتات اُن کے ہاں تھی اور نہ ہی وسعتِ دنیا اُنہیں میسر تھی......وہ تو دن رات کی محنت و مشقت کے بعد اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات زندگی بھی بمشکل پوری کرپاتے تھے......لیکن اس سب کے باوجود امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد اِن غریب، مفلس، تنگ دست اور مفلوک الحال مسلمانوں نے اللہ کے دین کی نصرت سے منہ نہیں موڑا بلکہ ان 'غرباءٗ' کے لیے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی قربانی دی......یہ اپنی افلاس وعسر کے باوجود دلوں کے ایسے غنی اور سخی ہیں کہ دنیا بھر سے چھٹ چھٹ کر آئے مجاہدین کو انہوں نے اُس وقت ٹھکانے فراہم کیے جب سارے جہان کا کفر وارتداد بلوائیوں کی طرح ''پکڑلو، کچل دو، ختم کردو' کے نعرے ہانکتا ہوا اُن کا پیچھا

> آفرین ہے کچے گھروں اور پکے ایمان والوں پر کہ جنھوں نے سقوطِ امارتِ اسلامیہ کے بعد اُن حالات میں جب طواغیت زمانہ اور اُن کے کتے' مجاہدین ومہاجرین کی بُو سونگھتے پھر رہے تھے' اللہ کے غریب الدیار بندوں کے لیے نہ صرف اپنے گھروں کے دروا کیے بلکہ دلوں تک کو اُن کے سامنے بچھا کر رکھ دیا...... یہ تعیّشات دنیا میں سے کچھ کو ترک کرکے اس فریضہ دین کو نہیں نبھاتے رہے بلکہ اپنی آل اولاد، جان مال اور کاروبار کھیتی ہر شے کو دین کی خاطر ہجرت کرنے والے پر قربان کرگئے......

کررہا تھا......

ان انصار نے قربانی وایثار کی ایسی تاریخ رقم کی کہ آنے والے دور کی باغیرت وباحمیت مسلمان نسلیں بجا طور پر اُن پر فخر کرسکیں گی! چھوٹے دائروں سے لے کر بڑے پیمانوں تک، سبحان اللہ! کس کس قربانی، کس کس فیاضی، نجابت اور اعلیٰ ظرفی کا ذکر کیا جائے......آج ہم میں سے ہر کوئی اپنے دل سے پوچھ لے تو اُسے جواب مل جائے گا کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس صورت حال کو نہ صرف ہنسی خوشی قبول کریں بلکہ اسے اپنے لیے سعادت سمجھیں اور اس کے حصول کے لیے ہر طرح سے تگ ودو کریں......مہنگائی اور گرانی کے دور میں گھر میں موجود اہل وعیال کے لیے ضروریات زندگی اور اشیائے خورد ونوش کا انتظام مشکل ہو ایسے میں گھر کے دروازے پر چار سے پانچ مجاہدین' پناہ کی غرض سے دستک دیں اور پھر مہینوں تک وہیں بسیرا کیے رہیں، آپ کو علم بھی ہو کہ ان مجاہدین کی وجہ سے فوجی دستے بھی چھاپہ مار سکتے ہیں اور فضاؤں میں اڑتے ڈرون تو رہتے ہی ہمہ وقت ان کی تاک میں ہیں......ان حالات میں ہم میں سے کون ہے جو اپنے گھروں کے دروازے اور کواڑ' دین کے لیے دنیا بھر میں اجنبی بن جانے والوں کے لیے کھولے گا؟

لیکن آفرین ہے کچے گھروں اور پکے ایمان والوں پر کہ جنہوں نے سقوطِ امارتِ اسلامیہ کے بعد اُن حالات میں جب طواغیت زمانہ اور اُن کے کتے' مجاہدین و مہاجرین کی بُو سونگھتے پھر رہے تھے' اللہ کے غریب الدیار بندوں کے لیے نہ صرف اپنے گھروں کے دروا کیے بلکہ دلوں تک کو اُن کے سامنے بچھا کر رکھ دیا...... یہ تعیّشات دنیا میں سے کچھ کو ترک کرکے اس فریضہ دین کو نہیں نبھاتے رہے بلکہ اپنی آل اولاد، جان مال اور کاروبار کھیتی ہر شے کو دین کی خاطر ہجرت کرنے والے پر قربان کرگئے......ان میں سے ہر ایک کو بخوبی علم ہوتا کہ جس کے گھر میں یہ مہاجرین ٹھہریں گے وہاں ڈرون طیاروں سے صلیبی میزائل باری لازمی ہوگی......اس کے باوجود انصارِ جہاد نے عزم و ہمت اور قربانی وایثار کے انمٹ نقوش ثبت کیے......

غیرت مند آباء کے نقش قدم پر:

امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد آزاد قبائل کے باسی' اہلِ ایمان ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُنہوں نے نہ صرف عرب وعجم سے مجاہدین کو پناہ دی، اُن کی دیکھ بھال کی، اُن کے زخم زخم جسم پر محبت، عاطفت اور شفقت کے مرہم رکھے بلکہ پوری تحریکِ جہاد کی پشتی بانی کا فریضہ سرانجام دیا......آزاد قبائل کی وادیوں، قصبوں اور دیہاتوں میں 'سبقت الی الخیرات' کے ایسے مناظر دیکھنے کو ملے جو 'مواخات مدینہ' کی مبارک اور برکت والی یادیں تازہ کررہے تھے اور اس خطے میں تاریخ نے اس سے قبل یہ مناظر سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک جہاد کے انصار ومعاونین کی سیرتوں میں دیکھے تھے......پھر یہی روایات تحریک شیخ الہند رحمہ اللہ تک منتقل ہوئیں، شیخ الہند رحمہ اللہ کے قریب ترین معتمد حاجی صاحب ترنگزئی رحمہ اللہ نے اس خطے میں جہاد فی سبیل اللہ اور نصرتِ دین کے کردار کو اس طرح نبھایا کہ آپ رحمہ اللہ کا نام اس جہادی کاررواں کے سالاروں کی تاریخ میں ہمیشہ جلی حروف سے لکھا جائے گا......حاجی صاحب ترنگزئی اور ملا پاوندہ رحمہما اللہ علیہ کے بعد فقیر آف ایپی رحمہ اللہ' اس کردار کے سانچے میں ڈھل گئے اور ان ابطالِ اسلام نے اپنے ہزاروں مجاہدین کے کو ہم رکاب بناتے ہوئے وقت کے طاغوت کی ناک خاک آلود کی......ان مجاہدین نے وزیرستان کی سرزمین کو ایسے مضبوط قلعے میں تبدیل کردیا جسے فرنگی سامراج آخرِ دم تک سر کرنے کے خواب ہی دیکھتا رہا!

> بلاشبہ اہل وزیرستان کا یہ عظیم کردار تاریخ میں محفوظ ہوچکا ہے......اہلِ ایمان اپنے ان بھائیوں کے احسانات کا بدلہ کبھی بھی نہیں اتار سکتے...... بلاشبہ ان کا بدلہ اور اجر رب دوجہاں کے ہاں لکھا جاچکا اور اُس کریم وجلیل مالک کے اخروی خزانوں میں ان پیکرانِ قربانی وایثار کا خاص حصّہ محفوظ ہوچکا......

ان غیور قبائل نے اپنے آباء کی اسی تاریخ کو اس پرفتن دور میں بھی بھلایا نہیں بلکہ خوب خوب اپنایا......عرب وعجم کے مہاجرین کو اپنے دلوں میں بسایا، اُنہوں نے دلوں میں ذرا سی بھی کجی یا تنگی لائے بغیر اپنا سب کچھ مہاجرین کے سامنے پیش کردیا، حرص وطمع کے بغیر لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا کے شعار کو اپنائے رکھا اور مومنین صادقین کے لیے اللہ پاک کے بیان کردہ خصائص پر پورا اترتے رہے:

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(الحشر: ۹)

کفر کی یلغاریں:

ان انصار نے مہاجرین کے لیے صرف ٹھکانوں کا ہی بندوبست نہیں کیا بلکہ تحریکِ جہاد کو مضبوط و منظّم کرنے میں بھی اُن کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا، اُنہیں عسکری مراکز فراہم کیے، اُن کے لیے سامانِ حرب کی فراہمی کے اسباب مہیا کیے، اُن کی تدریب کے لیے انتظامات کا بندوبست کیا......ظاہر ہے حق اور اہل حق کی پشت پناہی کا یہ ایسا ''جرم'' ہے جسے طواغیتِ عصر کسی طور نظر انداز نہیں کرسکتے تھے......لہٰذا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مددگاروں اور شیطان کے حواریوں کے مابین کھلی جنگ کی بنیاد پڑ گئی......ڈرون حملوں اور وحشیانہ فضائی بم باریوں کا ظالمانہ سلسلہ شروع ہوا، جس گھر میں مہاجرین کی موجودگی کا شبہ ہوا، اُسی وقت فضاؤں میں جاسوس طیارے نمودار ہوئے اور اُس گھر پر میزائل برسا کر اُس کے مکین دین کی نصرت اور مہاجرین کی حفاظت وحمایت کی پاداش میں خاک وخون میں لوٹا دیے گئے......

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے انصار کو 'قرار واقعی سزا' دینے کے لیے معاملہ صرف ڈرون کے میزائل برسانے تک ہی نہ رہا کفر نے اپنے آلۂ کاروں کو 'ڈالروں کی ہڈی' دکھا کر آزاد قبائل کو درندوں کی طرح روند دینے کے احکامات صادر کیے......آپریشن در آپریشن کا طویل سلسلہ شروع ہوا، جو تا حال جاری ہے...... ۳۰ لاکھ سے زائد قبائلی مسلمان ہجرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے......وہ جو کل تک نصرتِ دین کے طور پر دنیا بھر کے مہاجرین کی مہمان نوازی اور آؤ بھگت کر رہے تھے' آج اس 'جرم' کی پاداش میں دربدری پر مجبور ہو گئے ہیں......محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اہلِ وزیرستان کی عظیم قربانیوں اور بے پناہ ایثار کو بیان کرتے ہوئے کیسے تاریخی الفاظ کہے تھے! آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''یقیناً وزیرستان کے قبائل نے عالمی کفر......یعنی امریکہ، اس کے حلیفوں اور اس کے آلہ کاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استقامت کے ساتھ ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسا عظیم کردار جو بڑے بڑے ممالک بھی ادا کرنے سے عاجز رہے۔ ان کی اس ثابت قدمی کا اصل سبب ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر توکل ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کی خاطر عظیم جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو کچھ ان سے چھن گیا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہت بہتر نعم البدل عطا فرمائے! مسلمان کبھی بھی اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار نہ بھولیں گے''۔

بلاشبہ اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار تاریخ میں محفوظ ہو چکا ہے......اہلِ ایمان اپنے ان بھائیوں کے احسانات کا بدلہ کبھی بھی نہیں اتار سکتے......بلاشبہ ان کا بدلہ اور اجر رب دوجہاں کے ہاں لکھا جا چکا اور اُس کریم وجلیل مالک کے اخروی خزانوں میں ان پیکرانِ قربانی و ایثار کا خاص حصہ محفوظ ہو چکا......ایسا کیوں نہ ہو کہ اِنہوں نے صرف اُسی ذاتِ واحد کی رضا جوئی اور خوشنودی کے حصول کے لیے زمانے بھر کے کفر اور اُس کے غلاموں کے ہر طرح کے وار اور چرکے سہے ہیں......استاد احمد فاروق حفظہ اللہ کے الفاظ پر ان سطور کا اختتام کرتے ہیں، آپ نے کیا ہی خوب صورت اور احوال واقعہ کو پوری طرح سے بیان کرتے ہوئے الفاظ کہے کہ:

''وزیرستان کو محض اس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ وہ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور پورے عالم کفر کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد سے اقامتِ خلافت کی عالم گیر جہد و جہد کے لیے بنیادی مرکز کی اہمیّت اختیار کر چکا''......

بقیہ: اور صلیب ٹوٹ گئی!

جان کیری دورہِ پاکستان کے بعد انڈیا گیا، جس کا مقصد بھی ٹوٹی صلیب کا ملبہ اٹھانے کے لیے مزید نئے اتحادی تلاش کرنا تھا......جان کیری وہاں خود تو اپنے دل کی بات نہ کہہ پایا البتہ اس کے دورے کے فوراً بعد بانکی مون بھی انڈیا گیا......وہاں بھی بات چیت کا محور افغانستان ہی رہا......صلیبی اپنی ذلت آمیز شکست کو فتح میں بدلنے کے خواب اب بھی دیکھ رہے ہیں، انڈیا میں ہونے والی بانکی مون تقریر کے الفاظ کچھ یہ تھے کہ ''افغانستان اور پاکستان میں جاری بدامنی (جہاد) کی فضا کو دور کرنے میں ان دونوں ممالک پاکستان و افغانستان ہی کو نہیں، بلکہ بھارت کو بھی ایک بڑا رول ادا کرنا ہے...... افغانستان کی سلامتی کو جو خطرات لاحق ہیں ان کو محض فوجی اقدامات کے ذریعے حل نہیں کیا جا سکتا......ان کے حل کے لیے بھارت کی ریجنل سپورٹ کی از حد ضرورت ہے''...... (تقریر کے الفاظ ان کی بوکھلاہٹ کو عیاں کر رہے ہیں) تقریر کے اختتام سے قبل بانکی مون نے بھارت سے کہا ہے کہ ''وہ افغانستان کو فوجی مدد بھی فراہم کرے تاکہ ناٹو اور ایساف کے وہاں سے چلے جانے کے بعد طاقت کا جو خلا پیدا ہو گیا ہے، اس کو پُر کیا جا سکے''......

ٹوٹی ہوئی صلیب اور جنگ کی رسوائی کا ملبہ اٹھانے کے لیے دنیا پرستوں کے آقا امریکہ کو ایک جانشین کی اشد ضرورت ہے......صلیبیوں اور صہیونیوں کا گٹھ جوڑ ایک بار پھر پُر امید نگاہوں سے خلافتِ عثمانیہ کو گرانے میں مرکزی کردار ادا کرنے والی اپنی ہر دل عزیز 'رائل انڈین آرمی' کو دیکھ رہا ہے اور انہی کی خدمات درپیش ہیں......جس کے لیے صلیبیوں کے کارندے مارے مارے پھر رہے ہیں، حالیہ دنوں میں ان کارندوں کی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں......یہاں نظام پاکستان کو داد دینی چاہیے کہ اس نے کس بصیرت سے اس حقیقت کو برسوں پہلے بھانپتے ہوئے اپنی افواج کی نظریاتی تنظیمِ نو مکمل کر ڈالی......یہ فوج ماضیِ قریب میں صلیبی لشکر کا ہراول دستہ بن کر ایمان تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابل صف آرا رہی اور اب اس ہاری ہوئی جنگ کی قیادت اپنے ہاتھ میں لینے کو پُرعزم ہے......صلیبیوں کو رسوا کن شکست دینے والوں ان فرزندانِ توحید کی عزمت کو سلام جنھوں نے اپنے گرم لہو کا نظرانہ پیش کر کے پوری اُمت کی جانب سے اس صلیبی جنگ کا پامردی سے دفاع کیا......سلام ہو ان غازیوں پر جو اس پُرفتن دور میں اپنے ایمان کی سلامتی کی راہ پر چل نکلے، سلام ہو ان قائدین جہاد پر جو اللہ کی فضل و مہربانی سے دنیا کی سب سے بڑی صلیبی یلغار میں حق کا دامن تھامے کفر کے منصوبوں کو خش و خاشاک کی مانند انہی پر الٹتے آئے، سلام ہو ان فدائیانِ اسلام پر جنہوں نے اپنے جسموں کے ہر ٹکڑے کو کفر کی موت اور رسوائی کا سامان بنا دیا......سلام اُن عرب و عجم کے ہزاروں گم نام مجاہدین پر جنہوں نے اپنا سر تو کٹوانا گوارا کیا مگر اسلام کی عظمت پر آنچ نا آنے دی...... سلام ہو ان اسیر شہدا پر جو پھانسی کے پھندوں پر جھومنے سے قبل بھی اپنے آخری لمحات تک تکبیر اور اسلام کے غالب آنے کی صدائیں نعرے بلند کرتے رہے......سلام ہو اذیت کدوں میں بند مظلوم اسیروں پر جو جبر کے ہر کوڑے پر 'احد احد' کی صدا بلند کرتے ہمیں اپنا ایمانی فرض ''فکوا العانی'' یاد دلا رہے ہیں......

افغانستان میں صلیبیوں کو لگنے والے چند کاری زخم!

مولانا ولی اللہ کا بلگرامی

افغانستان میں دنیائے کفر کی متحدہ فوجوں کو جس ہزیمت، پسپائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ تاریخِ انسانی کی عبرت ناک اور شرم ناک شکست ہے۔اس سرزمین میں جس طرح اللہ کے نیک بندوں نے سرتا پاؤں غرور و کبر کے قالب میں ڈھلے باغیانِ خدا کے سارے کس بل نکال دیے ہیں، وہ اس دورِ پرفتن میں اہل ایمان کے ساتھ قدم قدم موجود اللہ تعالیٰ کی نصرت، اُس کی تائیدِ غیبی اور مدد واعانت کی واضح مثال ہے۔ کفار نے ٹیکنالوجی کے میدان ترقی جس قدر ترقی کی، انسانیت کے لیے اُسی قدر ہلاکت خیزی اور تباہی کا سامان میسر آیا۔ٹیکنالوجی کی یہی ہلاکت آفرینیاں ہیں جو اپنی شیطانی تہذیب کو دنیا بھر میں رائج کرنے کے لیے کفار کے پاس موثر اور مضبوط ہتھیار ہیں۔ اس ٹیکنالوجی میں سرفہرست 'فضائی ٹیکنالوجی' ہے۔جیتی جاگتی بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کرتی ' کارپٹ بم باری' ہو یا سیکڑوں ٹن بارود سے بھرے ڈیزی کٹر بموں کی بارش، تاک تاک کر نشانہ لیتے ڈرون حملے ہوں یا گن شپ ہیلی کاپٹروں کی تباہ کاری...... یہ سب اسی 'فضائی برتری' کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کفار کو اپنی اس برتری پر فخر بھی ہے اور وہ اپنی فضائی ٹیکنالوجی کو '' دہشت گردوں'' کے خلاف کامیاب ترین ہتھیار قرار دیتے نہیں تھکتے۔

بند غاروں سے آکسیجن چوس لینے والے بموں اور آگ برساتے میزائلوں کے مقابلے میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے سوائے اللہ تعالیٰ کی رحمت، حفاظت اور تائیدِ ایزدی کے علاوہ کچھ بھی تو نہیں......وہ رب تو غنی عن العالمین ہے...... وہ بڑے بڑے سورماؤں کو کمزوروں کے ہاتھوں رسوا کرانا چاہے تو پھر 'زمینی خداؤں' کا تمام تر کروفر دھرا کا دھرارہ جاتا ہے۔موجودہ صلیبی جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی استعانت اس طرح فرمائی کہ اُنہوں نے کفر کی فضائی قوت کو بکھیر کر رکھ دیا۔اربوں ڈالر کی لاگت سے بنے جدید ترین جنگی طیارے، ہیلی کاپٹر اور ڈرونز مجاہدین کے پرانے میزائلوں اور معمولی اینٹی ایئر کرافٹ گنوں کا نشانہ بن کر زمین پر گرنے لگے۔بعض مواقع پر تو مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت اور اُس کی مدد ایسے طریقے سے شامل حال ہوتی جس کا اندازہ اور خیال کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا۔صلیبی افواج کے جہاز مجاہدین کی بغیر کسی کارروائی کے فضا میں خود بخود تباہ ہو کر نیچے آگرتے ہیں اور کبھی صلیبی فوجی قافلوں کے لیے بچھائی گئی بارودی سرنگیں صلیبی ہیلی کاپٹر کی تباہی کا سبب بنتی ہیں۔گزشتہ تیرہ سالہ جہاد میں مجاہدین نے کفر کے اماموں پر جو بڑی اور منظم عملیات کیں، اُن میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے:

امریکی نائب صدر ڈک چینی پر حملہ:

۲۰۰۷ء میں مجاہدین کو پہلی بڑی کامیابی بگرام ایئربیس پر ڈک چینی امریکی نائب صدر کی موجودگی کے عین موقع پر ایک کامیاب فدائی حملے سے ملی۔اس میں کم وبیش ۶۰ امریکی فوجی اور بیسیوں افغان فوجی مارے گئے جب کہ خود ڈک چینی بھی اس حملے میں زخمی ہوا۔ڈک چینی کا یہ دورہ غیر اعلانیہ بلکہ خفیہ تھا لیکن مجاہدین نے عین اس وقت جب وہ بیس پر موجود تھا، اڈے کے اندرونی سیکورٹی گیٹ کے اندر کامیاب فدائی حملہ کر کے ثابت کردیا کہ وہ نہ صرف چینی کی وہاں موجودگی سے باخبر تھے بلکہ وہ دشمن کے قلب میں حملہ آور ہونے کی صلاحیت سے بھی مالا مال ہیں۔بعض اطلاعات کے مطابق اس حملے کی منصوبہ بندی شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کی براہِ راست راہ نمائی کے تحت ہوئی

قندھار جیل پہلی بار ٹوٹتی ہے:

۱۴ جون ۲۰۰۸ء کو میں قندھار جیل پر مجاہدین نے حملہ کیا.....اس کارروائی میں مجاہدین نے پہلے ایک آئل ٹینکر، جس میں ۱۸۰۰ کلوگرام بارودی مواد بھرا گیا تھا' کو جیل کی عمارت کے باہر کھڑا کر کے راکٹوں سے اڑادیا۔جس سے جیل کا مرکزی دروازہ اور بیش تر دیواریں تباہ ہوگئیں۔اس کے ساتھ ہی کم از کم ۳۰ موٹر سائیکل اور کئی گاڑیوں پر سوار مجاہدین جیل کے اردگرد سے نمودار ہوئے اور جیل کی حفاظت پر مامور کینیڈین و افغان فوجیوں کو ہلاک یا بے بس کر کے لاؤڈ سپیکروں پر اعلان کیا کہ '' چلو آزادی کی طرف، ظالموں سے نجات کا وقت آن پہنچا ہے''۔یوں انتہائی مختصر وقت میں ۱۵۰۰ کے قریب افراد کو رہا کروالیا گیا، جن میں ۹۰۰ سے زائد مجاہدین شامل تھے۔ان میں سے ۱۶۰ ایسے جہادی کمان دان بھی تھے، جنہیں کٹھ پتلی عدالتوں سے سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔

نورستان میں امریکی فوجی مرکز پر دھاوا:

۱۴ جولائی ۲۰۰۸ء کو مجاہدین نے ایک ایسا حملہ کیا جس نے کفار و مرتدین کو خون کے آنسو رلا دیا۔صوبہ نورستان کے ضلع وانت میں ۲۰۰ مجاہدین نے امریکی فوج کے ایک مرکز پر دھاوا بول دیا۔راکٹوں، مارٹر اور دستی بموں کے ذریعے مرکز کا حفاظتی حصار توڑنے کے بعد مجاہدین مرکز کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں متعین ۴۵ امریکی فوجیوں میں سے ۲۰ کو جہنّم واصل کیا جب کہ بقیہ زخمی ہوگئے۔

پکتیکا کا امریکی فوجی مرکز:

۴ جولائی ۲۰۰۹ء کو صوبہ پکتیکا میں مجاہدین نے بارود سے بھرے آئل ٹینکر کے ذریعے فدائی حملہ کر کے امریکی و افغان فوجی مرکز کو تباہ کرنے کے بعد اس کے اندر

داخل ہو کر مرکز پر قبضہ کرلیا اور ۴۰ امریکی اور ۴۹ افغان فوجیوں کو مردار کرنے کے علاوہ بیش بہا اسلحہ و گولہ بارود غنیمت کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔

امریکی ٹریننگ سنٹر زمین بوس:

۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں اپنی جنگی تکنیک کا حیران کن مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی ٹریننگ سنٹر کے نیچے سرنگیں کھود کر ان میں بارود بھر کر اڑا دیا، جس کے نتیجے میں ٹریننگ سنٹر مکمل تباہ جب کہ ۱۰۰ کے قریب امریکی و افغان فوجی مردار ہوئے۔

شیرِ اسلام ابودجانہؒ کا امریکی سی آئی اے پر تاریخی فدائی حملہ:

۲۰۰۹ء کا اختتام امریکیوں کے لیے جس قدر ہولناک تھا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ سال کے آخری دن سے ایک دن پہلے خوست میں امریکی سی آئی اے کے فارورڈ آپریٹنگ بیس پر اردن سے تعلّق رکھنے والے مجاہد ڈاکٹر ہمام البلاویؒ نے فدائی حملہ کر کے سی آئی اے کے کم از کم ۱۹ اہل کار، جن میں اس بیس کی سربراہ بھی شامل تھی، ہلاک کر دیے جب کہ جو ۱۶ اہل کار زخمی ہوئے ان میں سے بیش تر مر چکے ہیں۔ اسی حملے میں اردنی انٹیلی جنس ایجنسی کا ایک عہدے دار جو کہ اردن کے مرتد 'شاہ' عبداللہ کا قریبی رشتہ دار تھا' بھی مارا گیا۔ یہ حملہ امریکی سی آئی اے کی تاریخ میں بیروت میں امریکی سفارت خانے پر ہونے والے حملے کے بعد دوسرا بڑا حملہ تھا، جس میں اتنی بڑی تعداد میں اس کے اہل کار مارے گئے۔ اس مبارک کارروائی نے امریکی طاغوت کو کئی جہتوں سے نہایت کاری زخم لگائے۔ حملے کی ذمہ داری تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی اور امیر تحریک حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کے ہمراہ شہید ڈاکٹر ہمام البلاویؒ کی ویڈیو جاری کی گئی جس میں ڈاکٹر ابودجانہ (ہمام البلاویؒ) نے واضح الفاظ میں کہا کہ یہ حملہ شہید بیت اللہ محسودؒ کا بدلہ لیا ہے۔

۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو پانچ فدائی مجاہدین نے کابل میں اہم سرکاری عمارتوں اور سیکورٹی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا۔ اس حملے میں ۵۰ صلیبی و مرتد فوجی فوجی ہلاک ہوئے

کابل پر حملہ:

۱۸ جنوری ۲۰۱۰ء کو ۲۰ مجاہدین نے کابل کے محفوظ ترین حصّے میں مرکزی بنک، وزارت انصاف و تعلیم سمیت کئی اہم عمارتوں پر بیک وقت دھاوا بول دیا۔ مجاہدین نے ایک شاپنگ سنٹر پر بھی قبضہ کر لیا، جہاں سے کرزئی کا صدارتی محل ان کے نشانے پر تھا۔ کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی لڑائی میں ۴۰ اعلیٰ افسران سمیت ۱۱۰ صلیبی و افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ جب کہ ۷ مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

باگرام ایئربیس ......صلیبی امریکیوں کے لیے مقتل:

جولائی ۲۰۱۰ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں سے امریکہ کو ایسی پیہم ضربیں لگائیں کہ موجودہ صلیبی جنگ کی تاریخ میں اب تک امریکی افواج کو ایسے حالات اور ایسے جانی و مالی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کابل میں موجود باگرام ایئربیس' جو کہ امریکی فوج کا افغانستان میں سب سے بڑا اڈہ ہے' میں ۲۰ فدائی مجاہدین نے داخل ہو کر تاریخی کارروائی کی۔ اس کارروائی کی قیادت ایک جرمنی سے تعلّق رکھنے والے مجاہد ابوطلحہ المانی کر رہے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے باگرام ایئربیس کے اندر جا کر صلیبیوں کو جی بھر کر شکار کیا اور پھر اپنے جسموں پر بندھی فدائی جیکٹس کے ذریعے دھماکے کر کے امریکیوں کو جہنّم واصل کیا۔

اس کارروائی میں مجاہدین کے محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۰۰ امریکی فوجی مارے گئے جب کہ ایئربیس پر موجود ۸۰ ہیلی کاپٹر اور بیسیوں فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ اسی کارروائی کے بعد میک کرسٹل سے استعفیٰ لیا گیا۔ اگرچہ میڈیا میں میک کرسٹل کے استعفیٰ کی جو کہانیاں سامنے آئی ہیں' اُنہی کو اُس کی رخصتی کا سبب سمجھا جا رہا ہے لیکن یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ صلیبی بلبلا اٹھے اور میک کرسٹل کو اس کی ناکامی کی بنا پر مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی فتح و امداد کی بدولت یہ عظیم الشان کارروائی انجام پذیر ہوئی اور صلیبی لشکر کا سالار سیاہ رو ہو کر ذلت و رسوائی کی تصویر بنے اوراقِ تاریخ کے سپرد ہو گیا۔

جلال آباد ایئر پورٹ پر فدائی حملے:

اس کارروائی کے چند ہی دن بعد جلال آباد ایئر پورٹ پر مجاہدین نے دھاوا بول دیا۔ پہلے ۸ سے ۱۰ ٹن بارود سے بھرا ہوا ٹرک کے ذریعے دھماکہ کیا گیا پھر ۶ پیدل فدائین ایئر پورٹ میں داخل ہوگئے۔ جنہوں نے اپنی کارروائی کو طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت انجام دیا اور آخر میں صلیبیوں کے درمیان فدائی حملے کر کے جنتوں کے مکین بن گئے۔ اس کارروائی میں ۲۰۰ صلیبی فوجی مارے گئے جب کہ ۲۰ ڈرون طیارے بھی تباہ ہوئے۔

نیٹو اور سی آئی اے کے مرکز پر فدائی حملہ:

۲۸ اگست ۲۰۱۰ء کو ہوئی جب مجاہدین نے خوست میں نیٹو اور سی آئی اے کے اڈوں پر حملہ کیا۔ پہلا حملہ نیٹو کے ''سیلرنو'' نامی مرکز پر کیا گیا۔ جس کے تھوڑی ہی دیر بعد سی آئی اے کے ''چیپ مین'' نامی اڈے پر حملہ کر دیا گیا۔ یہ چیپ مین وہی اڈہ ہے جہاں دسمبر ۲۰۰۹ء میں ابودجانہ الخراسانیؒ نے فدائی حملہ کر کے سی آئی اے افسران کو ہلاک کیا تھا۔

ان دونوں کارروائیوں میں کل ۲۸ مجاہدین نے حصّہ لیا، جنہوں نے بارودی جیکٹس پہن رکھی تھیں اور امریکی فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔ دونوں مراکز پر حملوں میں مجاہدین نے فدائی حملوں کے ساتھ ساتھ راکٹوں و مشین گنوں کا استعمال کیا۔ ۷ گھنٹے کی شدید لڑائی کے بعد ۲۸ میں سے ۲۲ مجاہدین نے شہادت پائی اور باقی ۶ مجاہدین بخیریت اپنے مراکز کو لوٹے۔ ان حملوں کے نتیجے میں ۵۰۰ کے لگ بھگ صلیبی فوجی مردار ہوئے اور کئی ہیلی کاپٹرز تباہ ہوئے جن میں سے ۲ کو مجاہدین نے لڑائی کے دوران راکٹوں کا

نشانہ بنا کر گرایا۔ ذرائع ابلاغ نے ان حملوں میں ۸ صلیبی فوجیوں کی ہلاکت کی رپورٹ کی جب کہ نیٹو حکام نے کہا کہ ان حملوں میں ہمارا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور حملہ مکمل طور پر پسپا کر دیا گیا۔

گردیز میں فدائی آپریشن:

ایک اور اہم کارروائی ۲۴ ستمبر ۲۰۱۰ء کو انجام پائی جب ۱۰ فدائی مجاہدین نے گردیز میں قائم اتحادی و افغان افواج کے مشترکہ مراکز ایف او جی بیس پر حملہ کر دیا۔ ۵ فدائی مجاہدین نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ۳ مجاہد اور ایک کیمرہ مین بخیریت واپس پہنچ گئے۔ اس حملے میں کم از کم ۳۰ صلیبی فوجی ہلاک ہوئے اور ۸ ٹینک اور ۱ ہیلی کاپٹر تباہ ہوا۔

اقوام متحدہ بھی نشانے پر:

۲۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ہرات میں قائم اقوام متحدہ کے دفتر پر ۶ فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔ پہلے فدائی جانباز نے امریکی نواز اقوامِ متحدہ کے دفتر کے شمالی دروازے کو بارودی گاڑی سے اُڑا دیا، جس سے باقی تین مجاہدین جو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس تھے، دفتر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک ہیلی کاپٹر، ۳ عدد گاڑیاں، ۳۰ کے لگ بھگ صلیبی، افغان فوجی اور اہلکار ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔

جلال آباد ایئرپورٹ پھر ہدف پر:

۱۳ نومبر ۲۰۱۰ء کو جلال آباد ایئرپورٹ کے ساتھ واقع نیٹو کے فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق حملے میں ۱۴ فدائین نے حصّہ لیا۔ مجاہدین نے فوجی مرکز کے اندر گھس کر صلیبیوں پر حملہ کیا۔ حملے کے اختتام پر ۱۱ فدائی مجاہدین نے شہادت پائی جب کہ ۳ فدائی مجاہدین مرکز سے باہر برسرپیکار مجاہدین سے آملے۔ اس حملے میں ۳۷ امریکی فوجی اور ۳۵ افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ اس حملے میں ۹ ہیلی کاپٹر، ۲ ڈرون اور ایک جیٹ طیارہ بھی تباہ ہوا۔

کابل کی وزارت دفاع پر حملہ:

۱۸ اپریل ۲۰۱۱ء کو کابل میں ایک مجاہد اسد اللہ نے وزارت دفاع کی عمارت پر فدائی حملہ کیا۔ اس وقت عمارت میں میٹنگ جاری تھی، جس میں ۱۰ اعلیٰ امریکی افسران بھی شریک تھے اور فرانس کے وزیر دفاع کی آمد بھی متوقع تھی لیکن وہ اس دن نہیں آیا۔ دھماکے کے نتیجے میں ۴ امریکی فوجی افسران سمیت ۱۸ ہلاک ہوئے جب کہ ۲۰ شدید زخمی ہوئے۔ اسد اللہ بھی افغان فوج میں ۳ سال پہلے بھرتی ہوئے تھے۔

قندھار جیل پھر ٹوٹ گئی:

۲۴ اور ۲۵ اپریل ۲۰۱۱ء کی درمیانی شب مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے قندھار سنٹرل جیل کو توڑ کر ۵۴۱ مجاہدین کو، جن میں ۴ صوبائی سطح کے ذمہ داران اور ۱۰۶ دیگر ذمہ داران بھی شامل تھے، رہا کروالیا...... اس مرتبہ مجاہدین نے قندھار جیل کے جنوب میں ۳۶۰ میٹر کے فاصلے پر ایک محفوظ مقام کو منتخب کر کے سرنگ کی کھدائی کی اور نہایت رازداری سے ۵ ماہ میں ۳۶۰ میٹر کی کھدائی مکمل کی، یہ سرنگ کئی چیک پوسٹوں اور قندھار، ہرات قومی شاہراہ کے نیچے سے گزر کر سنٹرل جیل کے سیاسی بلاک تک پہنچتی تھی...... مجاہدین نے یہ کارروائی رات ساڑھے تین بجے کامیابی سے مکمل کر لی، جب کہ ''جدید ٹیکنالوجی'' سے لیس ۴۸ ممالک کی ''اعلیٰ'' تربیت یافتہ افواج کے زیرسایہ قندھار انتظامیہ کو سورج طلوع ہونے تک اس کارروائی سے متعلّق خبر ہی نہ ہوسکی!

قندھار میں پولیس بھرتی مرکز پر فدائی حملہ:

۱۷ اپریل ۲۰۱۱ء کو صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں پولیس بھرتی مرکز پر ۴ فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔ یہ مرکز جنوبی افغانستان میں اتحادی فوج کا سب سے اہم مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اس حملے کے ایک گھنٹے بعد جب دشمن لاشیں اٹھا رہا تھا تو ایک اور فدائی مجاہد زلمئی نے بارود سے بھری ایمبولینس لا کر فوجیوں کے درمیان کھڑی کر دی اور دھماکہ کر دیا۔ اس پوری کارروائی میں ۳۸ صلیبی اور افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے، اس کے علاوہ ۷ فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

۸ مئی ۲۰۱۱ء کو دو پہر ایک بجے اہم سرکاری املاک گورنر ہاؤس، انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ، میونسپل کارپوریشن، قندھار اور میرویس مینہ میں پولیس اکیڈمی پر ایک ہی وقت میں حملے شروع کیے، جو تیس گھنٹے تک مسلسل جاری رہے۔ کارروائی میں ۱۱۶ سکیورٹی و سرکاری اہل کار ہلاک و زخمی ہونے کے علاوہ ۱۹ فوجی اور سپلائی کی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

۲۹ جون ۲۰۱۱ء کو ۹ طالبان مجاہدین نے کابل کے انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ۹۰ سے زائد امریکی اور افغانی حکومتی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ حملہ آور مجاہدین بیس گھنٹے تک ہوٹل میں امریکی، دیگر اتحادی اور مقامی اہل کاروں کا نشانہ بناتے رہے۔ حملے کے آغاز میں تین فدائی حملے کیے گئے، بعد ازاں باقی مجاہدین ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ یاد رہے ہوٹل میں اس وقت درجنوں امریکی اور مقامی حکومتی عہدے دار موجود تھے جنہیں اگلے دن فوجی اور سول عہدوں کی افغانی کٹھ پتلی حکومت کو منتقلی کے اجلاس میں شریک ہونا تھا۔

امریکی نیوی سیلرز کی ہلاکتیں:

۵ اگست ۲۰۱۱ء کو امریکی فوج کو اطلاع ملی کہ صوبہ میدان وردک کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ میں کوئی ''ہائی ویلیو' ٹارگٹ موجود ہے۔ اس ''ہائی ویلیو' ٹارگٹ کو قتل یا گرفتار کرنے کے لیے ۴ نیوی 'سیل' کمانڈوز اور متعدد میرین بھیجے گئے تا کہ رات کے اندھیرے میں چھاپہ مارا جا سکے۔ یہ زمینی فوج جب وہاں پہنچی تو پہلے سے تیار مجاہدین نے حملہ کر دیا۔ ایک نیوی سیل موقع پر ہلاک ہو گیا جب کہ ۳ زخمی ہوئے جنہیں وہاں سے

نکال لیا گیا۔امریکی فوجیوں نے جب محسوس کیا کہ ان میں مقابلے کی سکت نہیں تو فضائی امداد طلب کی گئی۔'

'ہائی ویلیو' ٹارگٹ کی وجہ سے امریکی فوج کے بہترین دستے اور افسانوی شہرت کی حامل ٹیم ۶ کے ۲۲ سیلز کو چند کمانڈوز کے ساتھ چنیوک ہیلی کاپٹر میں بھیجا گیا۔دنیا میں سب سے زیادہ تربیت یافتہ مانے جانے والے اور زمین ،فضا اور سمندر میں مہم جوئی کے حوالے سے شہرت رکھنے والے ۲۲ امریکی 'سیلز' زمین پر قدم بھی نہ رکھ پائے اور مجاہدین کے میزائل کا نشانہ بن گئے۔چنیوک ہیلی کاپٹر لینڈنگ کرنے کے لیے نیچے آیا ہی تھا کہ مجاہدین نے اس پر راکٹ داغا جو صحیح نشانے پر بیٹھا اور ہیلی کاپٹر ہوا میں ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ہیلی کاپٹر میں سوار ۲۲ نیوی سیلز ،۹ امریکی میرین اور ۷ افغان کمانڈوز جہنّم واصل ہوگئے۔

ایک اور چنیوک ہیلی کاپٹر کی تباہی:

۱۸ اگست ۲۰۱۱ء کو یعنی پہلا چنیوک ہیلی کاپٹر گرنے کے ۲ روز بعد ایک اور امریکی چنیوک ہیلی کاپٹر مجاہدین نے مار گرایا۔صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں امریکی فوج نے ایک مکان پر چھاپہ مارا،جب چنیوک ہیلی کاپٹر فوجیوں کو اتارنے کے لیے نیچے آیا تو مکان میں موجود مجاہدین نے اُسے راکٹ سے نشانہ بنایا۔جس سے ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا اور ۳۳ امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

جرمن انٹیلی جنس مرکز پر فدائی عملیہ:

۲ اگست ۲۰۱۱ء کو قندوز میں جرمن انٹیلی جنس کے مرکز میں ۳ فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔اس مبارک حملے میں ۳۵ صلیبی ومرتد فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔علاوہ ازیں مرکز کی عمارت مکمل طور پر منہدم ہوگئی۔

معرکہ گیارہ ستمبر کی یادیں تازہ:

۱۱ ستمبر ۲۰۱۱ء کو میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں ایک مجاہد نے اتحادی فوج کے کیمپ پر ۹ ٹن بارود سے بھرے ٹرک کے ذریعے فدائی حملہ کیا۔عینی شاہدین کے مطابق حملہ اتنا شدید اور خوف ناک تھا جس سے فوجی کیمپ مکمل طور پر منہدم ہوکر رہ گیا او رکوئی تصور بھی نہیں کرسکتا کہ کبھی یہاں کوئی فوجی چھاؤنی یا مرکز تھا یا نہیں......اس حملے کے بعد امریکی فوجی ترجمان ڈیوڈ الیسٹ برن نے روایتی مکر وجھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ'' اس حملے میں ۱۰۰/امریکی فوجی زخمی ہوئے ہیں،جب کہ کسی بھی فوجی کے زخم جان لیوا نہیں ہیں''۔

اس کارروائی میں ہونے والی تباہی کا نتیجہ ہی تھا کہ امریکی دفاعی ادارہ پنٹاگون بھی جھنجھلا اٹھا۔پنٹاگون کے ترجمان جارج لٹل نے ۱۳ ستمبر کو بیان جاری کیا کہ ''نائن الیون کے ۱۰ سال مکمل ہونے پر افغان صوبے وردگ میں ہونے والے خودکش حملے کا منصوبہ حقانی نیٹ ورک نے بنایا تھا۔امریکی فوج پر حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں،امریکی فوج پر اس قسم کے حملے ناقابل قبول ہیں،اس قسم کے حملے بند ہونا چاہیے''۔جب کہ طالبان کے مطابق پچاس کے لگ بھگ افراد جن میں اکثریت امریکی کی تھی ،موقع پر ہی ہلاک ہوگئے اور درجنوں شدید زخمی ہوئے۔اس فدائی حملے میں کئی امریکی فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

کابل میں امریکی سفارت خانے پر حملہ:

۱۳ ستمبر ۲۰۱۱ء کو مجاہدین نے کابل میں نیٹو ہیڈ کوارٹر،امریکی سفارت خانے اور سرکاری عمارتوں پر طالبان نے حملہ کیا۔۵ فدائی مجاہدین نے اس کارروائی میں حصّہ لیا،یہ مجاہدین بھاری اسلحے سے لیس تھے۔۲۰ گھنٹے تک مجاہدین اور صلیبی فوجوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔اس لڑائی اور فدائی حملوں کے نتیجے میں ۶۹ صلیبی وافغان فوجی ہلاک ہوئے جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو صوبہ پنج شیر کے ضلع رکاہ میں امریکی فوجی مرکز پر ۵ فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔پہلے مجاہد عبدالسلام نے ۶۰۰ کلوگرام بارود سے بھری گاڑی مرکز کے گیٹ سے ٹکرا دی۔جس کے بعد باقی چاروں مجاہد مرکز میں داخل ہوگئے،چاروں مجاہدین نے بارودی جیکٹیں پہن رکھی تھیں اور خودکار رائفلوں اور گرنیڈوں سے لیس تھے۔اس فدائی آپریشن میں ۴۳ امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے اور ۸ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

آسٹریلوی فوجیوں کی ہلاکتیں:

۲۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو صوبہ اروزگان ضلع نیش کے علاقے میں افغان فوجی شہید درویش نے ضلعی مرکز کے قریب قندھار فرنٹیئر کور سے منسلک بریگیڈ میں آسٹریلوی اور افغان فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں ۱۱ آسٹریلوی اور ۳ افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔واضح رہے کہ درویش شہید عرصہ دراز سے مجاہدین سے رابطے میں تھے اور اسی موقع کے انتظار میں ڈیوٹی دے رہے تھے۔

۹ نومبر ۲۰۱۱ء کو صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر میں ایک افغان فوجی افسر نے فائرنگ کرکے ۱۰ آسٹریلوی فوجیوں کو ہلاک کردیا۔آسٹریلوی اور افغان فوج کے مشترکہ مرکز میں باضمیر فوجی نے آسٹریلوی اہل کاروں پر ہیوی مشین گن سے اندھا دھند فائرنگ کی۔کامیاب حملے کے بعد افسر دس ساتھیوں سمیت ٹینک میں سوار ہوکر مجاہدین کے پاس پہنچ گیا اور ٹینک اور اسلحہ مجاہدین کے حوالے کردیا۔

کابل پر مجاہدین کے مربوط فدائی آپریشن:

۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء کو مجاہدین نے کابل پر تین اطراف سے حملہ کیا۔اس عملیہ میں ۱۳ فدائی مجاہدین نے حصّہ لیا۔یہ کارروائی اس طرح ترتیب دی گئی کہ مجاہدین کے ۳ دستوں نے پارلیمنٹ کے قریبی علاقوں،شیر پور اور پل چرخی کے علاقے سے ان حملوں کا آغاز کیا۔فدائی مجاہدین نے بیک وقت صلیبی ممالک کے سفارت خانوں،صدارتی

محل، دارالامان، پارلیمنٹ ہاؤس، ایساف کمانڈنگ سینٹر اور دیگر اہم اہداف کونشانہ بنایا اور شدید جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا، اس دوران تین گاڑیوں کو ریموٹ کنٹرول بموں سے اڑادیا گیا۔ اس عملیہ میں ۹۳ صلیبی اور افغان فوجی، پولیس اہل کار اور ملکی وغیرملکی اعلیٰ حکام ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

اسی روز انجام پانے والا دوسرا کامیاب فدائی حملہ صوبہ ننگرہار میں کیا گیا۔ صوبہ ننگرہار میں دو اہداف صلیبی فوجی مرکز پی،آر،ٹی اور ایئرپورٹ پرامارت کے ۸ فدائین نے حملہ کیا- پانچ فدائین پر مشتمل مجموعہ نے پی آر ٹی کونشانہ بنایا۔ پی،آر،ٹی کے ۲۵ صلیبی، افغان فوجی اور انٹیلی جنس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے، اسی طرح ۳ فدائین پر مشتمل مجموعہ نے ایئرپورٹ پر حملہ کیا۔ اس عملیہ میں بھی ۲۷ صلیبی فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

قندھار فدائی حملہ، ۲۲ صلیبی اور ۶۵ افغان اہل کار ہلاک:

۶ جون ۲۰۱۲ء بدھ کو نیٹو سپلائی کی پارکنگ لاٹ پر فدائی عملیہ ہوا۔ قندھار ایئرپورٹ کے قریب موجود سپریم سپیشل پرائیویٹ فورسز کی پارکنگ میں اس وقت دھماکہ کیا گیا جب وہاں کثیر تعداد میں صلیبی اور افغان فوجی موجود تھے، جس کے نتیجے میں ۲۲ صلیبی اور ۱۸ سکیورٹی اہل کار اور نیٹو سپلائی کانوائے کے ۴۷ ڈرائیور ہلاک جب کہ ۳۵ ڈرائیور زخمی ہوئے، اس کے علاوہ وہاں کھڑی درجنوں گاڑیوں کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

قندھار فدائین آپریشنز میں ۱۴۰ صلیبی اور افغان فوجی ہلاک

۱۹ جون ۲۰۱۲ء کو فدائی مجاہدین نے ضلع ڈنڈ کے شہر کہنہ کے علاقے میں واقع اتحادی اور افغان فوجوں کے مرکز پر حملہ کیا۔ اس حملے ن ۴۰ اتحادی ہلاک جب کہ ۷۱ زخمی ہوئے اور ۷۰ افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

سرپل، سینٹرل جیل سے ۱۷۰ مجاہدین رہا:

۸ جون ۲۰۱۲ء کو مجاہدین نے صوبائی صدرمقام سرپل شہر میں سینٹرل جیل اور مختلف حفاظتی چوکیوں پر حملہ کیا، پہلے گروپ کے مجاہدین نے دشمن کی چوکیوں پر تابڑتوڑ حملے کیے اور دوسرے گروپ نے حکمت عملی کے تحت دھماکہ خیز مواد سے جیل کی دیوار اور حفاظتی چوکی کو تباہ کیا اور جیل میں داخل ہوکر ۱۷۰ مجاہدین کو رہا کروا کر محفوظ مقام کی جانب منتقل کیا، جن میں امارت اسلامیہ کے ضلعی سربراہ، علاقائی سپہ سالار اور دیگر اعلیٰ عہدے دار شامل ہیں، الحمدللہ۔ حملے کے نتیجے میں ۱۳ پولیس اہل کار اور افغان فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

کابل کے گرین زون میں حملے:

۲۲ جون ۲۰۱۲ء کابل شہر کے گرین زون علاقے قرغہ کے مقام پر واقع نائٹ کلبوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ حملے کے وقت سپوژمئی ہوٹل میں درجنوں صلیبی اور افغان اعلیٰ عہدے دار اور مغربی سفارت کار عیاشی کرنے کی خاطر آئے ہوئے تھے۔ حملے کے نتیجے میں ۲۵ صلیبی عیاش اور ۱۹ افغان اعلیٰ عہدے دار ہلاک ہونے کے علاوہ درجنوں سیکورٹی اہل کار بھی واصل جہنّم ہوئے۔

جنرل ڈیمپسی پر حملہ:

امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن ڈیمپسی نے ۲۰ اگست ۲۰۱۲ء کو افغانستان کا دورہ کیا۔ ڈیمپسی بگرام میں موجود تھا جب بگرام ایئربیس پر مجاہدین نے راکٹ عملیہ کیا جس میں ڈیمپسی کے طیارے کو شدید نقصان پہنچا۔ مجاہدین کی طرف سے داغے گئے ۲ راکٹ بگرام ائیربیس پر کھڑے ڈیمپسی کے C17 طیارے کے قریب گرے جس سے طیارے اور ساتھ کھڑے اپاچی ہیلی کاپٹر کو نقصان پہنچا۔ بعد ازاں ڈیمپسی کو دوسرے طیارے میں واپس جانا پڑا۔

۱۵ اگست ۲۰۱۲ء کو مجاہدین نے قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں صلیبی فوج کے چنیوک ہیلی کاپٹر کو راکٹ کا نشانہ بنا کر مار گرایا، جس کے نتیجے میں ہیلی کاپٹر میں سوار ۳۳ صلیبی فوجی ہلاک ہوگئے۔

آپریشن شوراب اول:

۱۵ ستمبر ۲۰۱۲ء کو طالبان کی جانب سے ہلمند میں برطانوی عسکری اڈے کیمپ بیسشن پر منظّم فدائی آپریشن کیا......مغربی ذرائع ابلاغ کے مطابق اس حملے میں ۲۲ کروڑ ڈالر مالیت کے جنگی ہوائی جہاز، ری فیول کرنے والے طیارے اور ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔ اسے ویت نام جنگ کے بعد امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے لیے سب سے زیادہ مالی نقصان والا حملہ قرار دیا گیا۔ طالبان ترجمان نے ہلمند میں نیٹو کیمپ پر کیے جانے والے منظّم حملوں کو ''آپریشن شورآب'' کا نام دیا اور بتایا کہ کارروائی کو حتمی ترتیب اس وقت دی گئی جب برطانوی شہزادہ ہیری افغانستان میں بطور اپاچی گن شپ ہیلی کاپٹر فائٹر تعینات ہوا۔

طالبان ترجمان نے بتایا کہ جب ایک ملعون امریکی پادری اور اس کے ساتھیوں کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر وار کرنے کے لیے فلم بنائی گئی تو اس وقت طالبان کی عسکری قیادت نے بیسشن کیمپ پر امریکی اور برطانوی فوجی اڈے پر حملہ کا فیصلہ کیا......اس فدائی آپریشن میں ۱۵ فدائین نے حصّہ لیا......اس معرکے میں دو اعلیٰ صلیبی فوجی افسران سمیت ۷۴ اتحادی اہل کاروں کے ہلاک اور ۳۴ کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی جب کہ طالبان نے ۱۱ طیاروں کی تباہی کے ساتھ ساتھ تیل کے ڈپوؤں کی تباہی کے بارے میں مفصل بیان جاری کیا۔

۱۷ اکتوبر ۲۰۱۲ء کی صبح پکتیا کے ضلع زرمت میں امریکی فوجی مرکز کو نورستان

سے تعلّق رکھنے والے فدائی مجاہد صلاح الدین نے بارود بھرے ٹرک کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔جس کے نتیجے میں تیرہ امریکی اور انیس افغان فوجی ہلاک جب کہ اٹھائیس امریکی اور پینتالیس ۴۵افغان فوجی شدید زخمی ہوئے۔اس کے علاوہ دو ہیلی کاپٹر،ایک جدید کیمروں سیلیس جاسوسی بیلون،ایک ریڈیو ایف ایم اسٹیشن اورمتعدد فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔اس حملے میں امریکی مرکزمکمل طور پر منہدم ہوگیا۔

۲۱نومبر ۲۰۱۲ء کوکابل شہر میں سی آئی اے مرکز پر دو فدائی مجاہدین نے استشہادی حملہ کیا۔سی آئی اے کا یہ مرکز کابل شہر میں امریکی سفارت خانے کے قریب واقع ہے۔اس کارروائی میں ۸ مجاہدین نے حصّہ لیا۔جن میں سے دومجاہدین نے فدائی عملیات کیں جب کہ باقی مجاہدین کارروائی کے بعد بحفاظت واپس آنے میں کامیاب ہوئے۔ان حملوں میں ۱۱۵امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۲۳نومبر کوصوبہ میدان وردک کے صدر مقام میدان شہر میں فدائی مجاہد سہیل رحمہ اللہ نے نیٹو اور افغان فوج کے مشترکہ کے فوجی اڈے پر بارود بھری گاڑی سے فدائی حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں امریکی فوجی گیسٹ ہاؤس اورنیٹو مرکزمکمل طور پر منہدم ہو گئے۔اس کے علاوہ مرکز سے ملحق گورنر ہاؤس کا ایک حصّہ بھی تباہ ہوا۔جب کہ درجنوں صلیبی اورافغان فوجی ہلاک اورزخمی ہوئے

جلال آباد ایئر بیس پر استشهادی حملے:

۲دسمبر ۲۰۱۲ء کوصوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد میں واقع جلال آباد ایئر بیس پر ۱۲ افدائین نے استشہادی حملہ کیا۔حملے کے آغاز میں ایک فدائی مجاہد نے ایئر پورٹ پر امریکی فوجیوں کے لیے قائم خصوصی گیٹ پر ایک مجاہد نے بارود بھری سرف گاڑی ٹکرا دی۔اس کے بعد فدائین کا دوسرا گروپ'جو امریکی فوجی وردیوں میں ملبوس تھا......ایک بارود بھری فلائنگ کوچ کے ذریعے ایئر پورٹ میں داخل ہوا اورمجاہدین نے امریکی فوجیوں پر بھاری ہتھیاروں سے حملے شروع کیے۔مجاہدین اور صلیبی افواج کے درمیان اڑھائی گھنٹے پر شدید جھڑپیں ہوئیں۔جس کے نتیجے میں ۱۸ صلیبی فوجی ہلاک اور ۴۰ سے زائد زخمی ہوئے۔جب مجاہدین کے حملوں میں دشمن کے ۴ ہیلی کاپٹر ز اور ۲ طیارے بھی تباہ ہوئے۔۶ مجاہدین نے فدائی عملیات سرانجام دیں۔جب کہ باقی ۵ مجاہدین کامیاب کارروائی کے بعد بحفاظت واپس آنے میں کامیاب ہوئے۔

کہاافغان کا ڈر ہے، کہا افغان تو ہو گا:

پاک افغان بارڈر کے نزدیک ایک امریکی سارجنٹ مائیکل کیبل کو ایک کم سن افغان بچے نے چھری کے وار سے ہلاک کر دیا۔سارجنٹ مائیکل امریکی اور افغان حکام کے درمیان ہونے والی ایک میٹنگ کی سیکورٹی پر مامور تھا۔قریب کھیلتے کمسن بچوں میں سے ایک بہادر افغان بچے نے اچانک اس کی گردن پر چھری سے وار کیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔بچے کی عمر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔امریکی حکام کے مطابق بچے کی عمر ۱۶ سال یا اس سے کم تھی۔بچہ موقع سے فرار ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا۔طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق بچے کا طالبان سے تعلّق نہ تھا لیکن اس واقعہ کے بعد وہ طالبان میں شامل ہو گیا ہے اور صلیبی و مرتد افواج کے خلاف جہاد کا ارادہ رکھتا ہے۔

۲۶ اگست ۲۰۱۳ کو کاپیسا کے ضلع تگاب میں صلیبی اور افغان افواج کے مشترکہ فوجی مرکز پر فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی سے حملہ کیا۔یہ حملہ جالوخیل کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر کیا گیا،جس کے نتیجے میں مرکز کی عمارت مکمل طور پر منہدم ہوگئی اور رات گئے تک عمارت کا ملبہ ہٹا کر ۸۰ لاشوں کو نکالا گیا۔اس کارروائی میں ۳ بکتر بند ٹینک اورفوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

غزنی میں امریکی مرکز پر فدائی عملیہ:

۲۸اگست ۲۰۱۳ء کوغزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین نے اہل ایمان کے دلوں کوراحت بخشنے والی شان دار استشہادی کارروائی سرانجام دی۔سب سے پہلے ایک فدائی مجاہد نے بارود بھری ٹرک گاڑی کے ذریعے پی آر ٹی کے مرکزی دروازے ،دفاعی چوکی اور کمروں کو تباہ کر دیے،اس کے فوری بعد ایک اوراستشہادی مجاہد شہید نے دوسرے بارودی ٹرک کے ذریعے پی آر ٹی کے قریب افغان فوج کی مرکز کونشانہ بنایا۔بعدازاں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس آفس،توپوں کے مرکز، ہیلی کاپٹروں کی پیڈ،اسلحہ کے ذخائر اور دیگر عسکری تنصیبات پر تابڑتوڑ حملے شروع کر دیے۔حملے کے کچھ دیر بعد امریکی فوج کی مدد کے لیے آنے والے ۶ ہیلی کاپٹروں نے مرکز میں لینڈنگ کی،جنہیں مجاہدین نے فوراً نشانہ بنا کر مار گرایا اور ان میں سوار تمام افراد کو جہنّم واصل کر دیا۔مجاہدین کے اس عظیم فدائی آپریشن میں ۸۷ امریکی فوجی وفسران،۱۲۱فغان فوجی اور جاسوس ہلاک ہوئے۔اسی طرح ۲۰ فوجی گاڑیاں،۶ بکتر بند ٹینک اورفوجی مراکز میں اسلحہ کے ذخائر بھی تباہ ہوئے۔

طورخم میں نیٹو سپلائی اڈے پر فدائی کارروائی:

۲ ستمبر ۲۰۱۳ء کومجاہدین اسلام کا نشانہ بنا ننگرہار کا سرحدی شہر طورخم، جہاں واقع امریکی افواج کے مرکز اور کنٹینرز کی پارکنگ مجاہدین کے فدائی حملوں کا ہدف بنیں۔اس فدائی آپریشن میں ۳ مجاہدین نے حصّہ لیا۔یہ فدائی کارروائی ۵ گھنٹوں تک جاری رہی۔یہ تینوں مجاہدین امریکی افواج کے مرکز اور پارکنگ میں داخل ہوئے اور اللہ کی مدد ونصرت سے ایسی تباہ کن کارروائیاں سرانجام دیں کہ امریکی واقعتاً بلبلا اٹھے۔اس فدائی آپریشن میں ۱۵۴امریکی ٹینک،بارودی سرنگوں کی نشان دہی کرنے والی ۱۲ گاڑیاں،فوجی ساز وسامان سے بھرے ۸۵ ٹرالر اور ۹ کنٹینرمکمل طور پر تباہ ہوئے۔جب کہ اس کارروائی میں متعدد امریکی اور ۱۱۳فغان اہل کار مردار ہوئے۔

میدان وردگ میں امریکی اور افغان اداروں پر فدائی حملے:

۸ ستمبر ۲۰۱۳ء کوامارت اسلامیہ کے جری مجاہدین نے میدان وردک کے

صدر مقام میدان شہر میں امریکی افواج کے مرکز اور کابل انتظامیہ کے اداروں کو نشانہ بنایا۔اس وسیع اور منظم فدائی عملیہ میں ۵ فدائی مجاہدین نے حصّہ لیا۔اس بھرپور اور کامیاب فدائی آپریشن کے نتیجے میں انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ کے مرکز، امریکی پی آر ٹی کے دفتر، فوجی بھرتی مرکز کی عمارتیں بالکل تباہ اور درجنوں امریکی فوجی، افغان اہل کار اور انٹیلی جنس کارندے ہلاک ہوئے۔جب کہ ۳۰ سے زائد ٹینک اور متعدد فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

ہرات کے امریکی قونصلیٹ پر فدائی عملیہ:

۱۳ستمبر ۲۰۱۳ءکو ہرات کے صدر مقام ہرات شہر میں امارت اسلامیہ کے فدائین نے امریکی قونصلیٹ پر استشہادی حملہ کیا۔سب سے پہلے فدائی سرفروش شہید سید امین ہلال رحمہ اللہ نے قونصل خانے کے مرکزی دروازے سے آٹھ ٹن بارود بھرا مزدا ٹرک ٹکرادیا۔اس کے بعد آٹھ فدائین جو قونصل خانے میں داخل ہوگئے اور وہاں موجود صلیبی اور کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس پر اندھادھند فائرنگ شروع کردی۔اس فدائی کارروائی میں ۱۷ امریکی ہلاک اور زخمی ہوئیں، اسی طرح قونصل خانے کے باہر ۱۷ پولیس اہل کار اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک جب کہ ۳۵ شدید زخمی ہوئے۔

طورخم پر دوسری عظیم فدائی کارروائی:

۱۸دسمبر ۲۰۱۳ءکو تین فدائی مجاہدین نے ننگرہار کے سرحدی شہر طورخم میں امریکی فوجی اڈے پر حملہ کرکے امریکہ اور نیٹو کو ہلا کر رکھ دیا، سخت سیکورٹی انتظامات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین تمام ترکاوٹوں کو عبور کرکے فوجی اڈے کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے......اس لڑائی میں دشمن کے اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔

مجاہدین نے دو اہم مراکز تباہ کردیے، پہلا اڈہ امریکہ کا سب سے بڑا اسپلائی فوجی اڈہ تھا جو مکمل طور پر تباہ ہوا، مجاہدین نے اس فدائی حملے سے قبل یہاں پر درجنوں مقناطیسی بم پہنچائے دیے تھے جنہیں مہارت کے ساتھ تمام کنٹینروں اور ٹرالروں میں نصب کردیا گیا تھا اور پھر ایک بٹن دبانے سے کھڑے کنٹینروں کو تباہ کردیا گیا جب کہ متصل دوسرے اڈے میں قابض اور افغان اہل کاروں کی رہائش گاہیں تھیں جن پر بھی سامنے سے تابڑتوڑ فدائی حملے ہوئے، ہلکے اور بھاری اسلحہ سے لیس فدائی مجاہدین دشمن کے تمام اہداف نشانے پر لے کر ان پر ٹوٹ پڑے جس میں ۲۰۰ فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق سرحدی شہر طورخم میں امریکی افواج کے سب سے بڑے فوجی اڈے پر فدائی مجاہدین کے حملے میں ۱۰۲ ٹینک، ۲۲ سپلائی کنٹینرز، ۱۴ آئل ٹینکر، ۴۸ ٹرالر اور دیگر فوجی ساز و سامان جل کر خاکستر ہوگیا۔تین فدائی مجاہدین نے اس حملے میں امریکی استعمار کو ۲۰۰ ملین ڈالر کا نقصان پہنچایا۔

کابل میں لبنانی ہوٹل پر حملہ:

۱۷جنوری ۲۰۱۴ءکو کابل شہر کے وسط میں سفارتی علاقے وزیر اکبر خان میں واقع لبنانی ریستوران ’تارونا دولبان‘ پر تین فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔اس ہوٹل میں نیٹو افواج کے افسران اور اعلیٰ سول عہدے دار عیش و عشرت کی محافل سجاتے اور شراب و کباب کے مزے اٹھاتے تھے......اس شہیدی حملے میں صلیبی فوج کے ۲۹ اعلیٰ عہدے دار اور افغان سیکورٹی فورسز کے ۱۸ اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ہلاک ہونے والوں میں دیگر اعلیٰ عہدے داروں کے علاوہ آئی ایم ایف کا افغانستان کے لیے سربراہ بھی شامل ہے۔

نیٹو سپلائی کے اڈوں پر فدائی مجاہدین کے حملے:

۹جون ۲۰۱۴ءکو جلال آباد شہر کے مربوطہ خالص بابا فیملی کے علاقے میں واقع نیٹو پارکنگ پر سب سے پہلے ایک فدائی مجاہد نے بارودی بھری گاڑی سے حملے کا آغاز کیا۔اس کے بعد دیگر فدائین پارکنگ میں داخل ہوئے تو اُنہوں نے ۱۱۳ ٹریلروں جن پر ۲۲۶ ٹینک لدے ہوئے تھے، ۳۳ کنٹینرز اور ۲۱ ٹینکروں کو مقناطیسی بموں سے تباہ کرکے نذرِ آتش کردیا۔

۱۹جون ۲۰۱۴ءکو ننگرہار صوبہ میں نیٹو سپلائی کے مرکزی اڈے پر مجاہدین کی فدائی آپریشن سرانجام دیا......معرکہ کا آغاز بارود بھری گاڑی کے ذریعے فدائی مجاہد نے کیا اور تمام رکاوٹوں کو عبور کرکے وہاں موجود سیکورٹی فورسز کی پوسٹ اور دیگر فوجی تنصیبات مکمل طور پر تباہ کردیں، جب کہ وہاں تعینات صلیبی اور کٹھ پتلی فوجی بھی بڑی تعداد میں ہلاک ہوئے۔پہلے حملے کے بعد دوسرے مجاہدین انتہائی اطمینان سے ٹرمینل میں داخل ہوئے اور دشمن کو نشانہ بنایا۔مبارک معرکہ میں متعدد صلیبی اور افغان کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ ۲۱۳ فوجی گاڑیاں، جنگی ساز وسامان سے بھرے ۷۴ ٹریلر، ۹۴ امریکن ٹینک، آلاتِ حرب سے بھرے ۵۵ کنٹینرز، ۱۸ آئل بھرے ٹینکر مکمل طور پر جل کر خاکستر ہوئیں‘‘۔

قندھار ائیر بیس پر حملہ، رومانیہ کا صدر بال بال بچا:

۲۹جون ۲۰۱۴ءکو قندھار ائیر بیس پر مجاہدین کے راکٹ حملے میں رومانیہ کا صدر وکٹر پونٹا بال بال بچا۔رومانوی صدر ائیر بیس پر رومانوی فوج کے انخلا کی تقریب میں شریک تھا جب مجاہدین کی طرف سے فائر کیے گئے راکٹ بیس کے اندر آ کر گرے۔تقریب میں رومانیہ کا نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع بھی شریک تھے تاہم تینوں اس حملے میں بچ گئے۔حملے کے بعد تینوں کو حفاظتی بنکروں میں منتقل کردیا گیا اور تقریب معطل کردی گئی۔

نیٹو سپلائی لائن پر ایک اور کاری ضرب:

۵جولائی ۲۰۱۴ءکو طالبان نے کابل کے قریب ضلع لغمان کے علاقے

ارغندی چوک میں واقع نیٹو سپلائی کے لاجسٹک کمپاؤنڈ پر حملہ کیا۔افغان فوج کی وردیوں میں ملبوس مجاہدین نے کمپاؤنڈ میں خفیہ طریقے سے داخل ہوکر وہاں کھڑے آئل ٹینکرز پر مقناطیسی بم نصب کیے جنہیں بعد میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے تباہ کیا گیا۔ دھماکوں سے آئل ٹینکرز کو آگ لگ گئی اور تیل اور بارود کے ذخیروں میں دھماکے شروع ہوگئے۔ اس حملے میں کمپاؤنڈ میں کھڑے ۶۰۰ آئل ٹینکر،کنٹینرز اور دیگر فوجی گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔کمپاؤنڈ میں موجود درجنوں صلیبی و مرتد فوجی بھی ہلاک وزخمی ہوئے۔طالبان نے ۶۰۰ آئل ٹینکروں کے تباہ ہونے کی تصدیق کی......اس کارروائی میں ۴ لاکھ لیٹر تیل جل گیا جس کی مالیت اربوں میں تھی اور یہ تیل نیٹو افواج نے فوجی مقاصد کے استعمال کے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا۔

چالیس سالوں بعد امریکی جنرل کا میدان جنگ میں قتل:

۵ /اگست ۲۰۱۴ءکو کابل میں للہ کے شیر،افغان فوج کے دلیر افسر رفیق اللہ جان نے فائرنگ کرکے ایک امریکی جنرل قتل جب کہ بارہ امریکی فوجی افسروں سمیت پندرہ کو زخمی کر دیا جن میں ایک جرمن بریگیڈیئر جنرل مائیکل براٹس چر بھی شامل ہے۔ رفیق اللہ جان اسی وقت جوابی فائرنگ میں شہید ہوگئے [اللہ پاک انہیں جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازیں]......شہید رفیق اللہ جان گذشتہ تین سال سے افغان فوج میں ملازم تھے اور ان سے اللہ پاک نے بہت بڑا کام لے لیا کہ امریکی فوج کا ایک بہت بڑا اثاثہ جنرل گرین ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ہلاک ہونے والا میجر جنرل ہیرلڈ گرین افغانستان سے غیر ملکی افواج کو نکالنے کے کاموں کی نگرانی کرنے والی کمبائنڈ سکیورٹی ٹرانزیشن کمانڈ کا ڈپٹی کمانڈر تھا۔جنرل گرین امریکی فوج کا قابل ترین جنرل تھا اس نے جنوبی کیلی فورنیا یونی ورسٹی سے انجینئرنگ میں ڈبل ماسٹر ڈگری کے علاوہ میٹریل سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھی تھی اور امریکی فوج کے وار کالج سے فوجی حکمت عملی پر ایم ایس بھی کیا ہوا تھا۔

شوراب ایئر بیس پر فدائین کی عظیم الشان کارروائی:

۲۷ نومبر ۲۰۱۴ءکی شب سوا آٹھ بجے صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں واقع امریکی اور افغان کٹھ پتلی فوجوں کے اہم مرکز 'شوراب ایئر بیس' پر امارت اسلامیہ کے فدائین نے فدائی آپریشن کا آغاز کیا۔رات کے اندھیرے میں ۱۰ فدائی مجاہدین ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس ہوکر جنگی حکمت عملی کو ملحوظ رکھتے ہوئے شوراب ایئر بیس میں داخل ہوئے اور وہاں موجود امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے سہارے ۴۴ گھنٹوں تک شوراب ایئر بیس میں صلیبی کافروں اور اُن کے آلہ کاروں سے معرکہ آرائیاں کیں......

اگلے دن سہہ پہر ساڑھے تین بجے [یعنی معرکہ شروع کونے کے سوا اُنیس گھنٹے بعد]ایک فدائی مجاہد نے مخابرے کے ذریعے باہر موجود مجاہدین سے رابطہ کیا اور بتایا کہ اُس وقت تک اس کامیاب فدائی آپریشن کے نتیجے میں ۲۸۰ سے زائد امریکی اور افغان فوجی ہلاک، ۲۰۰ ٹینک اور متعدد طیارے تباہ ہوچکے تھے......مجاہدین ۴۴ گھنٹے تک اللہ تعالیٰ کی نصرت سے صلیبیوں پر قہر بن کر ٹوٹتے رہے۔بالآخر امریکی فوج نے مجاہدین کے مقابلے میں ہر طرح کی ناکامی کے بعد ایئر بیس میں بین الاقوامی طور پر ممنوعہ زہریلی گیس چھوڑی جس کے بعد مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

اللہ رب العالمین نے اپنا وعدہ سچّا کر دکھایا اور اپنے بندوں کو تمام طاغوتی لشکروں پر فتح عطا فرمائی......اللہ تبارک وتعالیٰ نے طالبانِ عالی شان کو فتح کی اس منزل سے ہم کنار کرنے سے پہلے اُن کے اخلاص وایمان کو ابتلا وآزمائش کی کسوٹیوں پر خوب اچھی جانچ پرکھ کر اور قربانیوں کے طویل سلسلہ سے گزار کر اُنہیں اس مقام تک پہنچایا......

۲۰۰۱ء کے موسم سرما کی سرد اور خنک ہوائیں سرزمین افغانستان کے پہاڑوں، دروں، گھاٹیوں اور غاروں میں بکھر جانے والے بے خانماں مجاہدین کو آزما رہی تھیں اور دوسری جانب صلیبی لشکروں کی جانب سے برسائی جانے والی آتش وآہن کی بارشیں اُن کے جسموں کو پگھلا رہی تھیں......لیکن ایمان وایقان کی صفات تھیں کہ نہ سرد موسم کو خاطر میں لاتیں اور نہ آگ برساتے کلسٹر وڈیزی کٹر بموں ہی کے آگے ہار مانتیں......صلیبی افواج آئیں اور ''چند ہفتوں میں دہشت گردوں کا صفایا'' کرنے کی مہم میں جُت گئیں......وہ ''چند ہفتے'' رفتہ رفتہ طویل تر ہوتے چلے گئے اور مجاہدین کی پہاڑوں جیسی استقامت و جرات سے سرٹکراتے ہوئے تیرہ سال بیت گئے......مجاہدین اول اول صرف دفاعی پوزیشن میں رہے اور اپنی قوت کو زیادہ سے زیادہ بچا رکھنے کی جدوجہد کرتے رہے،آہستہ آہستہ جنگ کے میدان کا نقشہ بدلنے لگا اور چند سالوں بعد مجاہدین ''دفاعی حکمت عملی'' سے اقدامی جنگ کی طرف بڑھنے لگے......صلیبی افواج پر مجاہدین نے تابڑ توڑ حملے شروع کیے......اللہ تعالیٰ کی نصرت آنکھوں کے سامنے اترتے دیکھی تو ایمان بھی بلیّوں اچھلنے لگا......پھر میدان ہائے کارزار سجے اور ایسے سجے کہ کفر کے تمام عساکر کے چہرے سُجا کر رکھ دیے گئے......

☆☆☆☆☆

''چودھویں صدی میں ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ جیسا امین، شجاع اور باعمل امیر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور تمام مجاہدین اس نعمت کی قدر جانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سروں سے اس نعمت کو نہ ہٹائے۔

ہم روسیوں سے جہاد کے دوران متعدد امرا کی موجودگی اور اختلافات کے تلخ عواقب دیکھ چکے ہیں، یہی امرا کی کثرت اور بے اتفاقی تھی جس نے ہمارے مقدس جہاد کے امتیازات کو خاک میں ملا دیا۔افغان قوم کبھی بھی ان تلخ تجربات کو دھرانے کی اجازت نہیں دے گی۔ہم متحد ہیں اور متحد رہیں گے۔ان شاء اللہ''

شیخ جلال الدین حقانی حفظہ اللہ

عجیب ترین لوگ!

عبداللہ محسن

یہ دنیا کے عجیب ترین لوگ ہیں۔ کم از کم ''جدید'' تہذیب اور مادہ پرست پیمانے تو یہی کہتے ہیں، اور اپنی حد تک بات وہ بھی غلط نہیں کرتے۔ جب ایک طرف مال و زر کی فراوانی، جہاں گیری و جہاں بانی اور زندگی بانہیں پھیلائے کھڑی ہو......اور دوسری طرف! دوسری طرف آگ و خون میں نہانے کا کھیل اپنے جوبَن پر ہو، موت اور قتل، فنا اور نابود ہونے کو کوئی لمحے کی دیر ہو......تو عقل و خرد اور ہوش و حواس کا فیصلہ تو ایک ہی ہوتا ہے اور آج بھی ایک ہے......زندگی میں خوش حالی اور عیش و عشرت کی ایک کے بعد ایک منزل پانے کے لیے تادمِ واپسیں ہر طرح کی زور آزمائی جاری رکھنا! بار بار تو زندگی نے ملنا نہیں......کیوں نہ اسے یادگار بنالیں...... ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست''!!!

دوسری طرف ''حب الدنیا و کراھیۃ الموت'' کی حقیقت سے آشنا اللہ کے بندے، جو یہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا کمائی کرنے کی جگہ ہے، عیش کا وقت ابھی نہیں......جتنی محنت بھی کرلیں گے، آگے اتنا ہی آرام ملے گا......پھر زندگی مسافر کے سفر سے بھی کم میں بسر ہونے لگتی ہے......اور موت حیاتِ فانی سے حیاتِ جاودانی کی طرف کھلنے والا دروازہ بن جاتی ہے!!! وہ تو دعائیں کرتے ہیں کہ ''اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک''......تب موت ان کے لیے شہادت کا لبادہ اوڑھ کر رندھے گلے اور برستی آنکھوں کی دعا بن جاتی ہے......وہ موت جس کے بعد وہ ''بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ'' کی گارنٹی کے ساتھ اس فانی زندگی کے مقابلے میں کہیں بڑھ کر ''زندہ'' بھی ہوجاتے اور ''جاوید'' بھی! تب یہ لوگ اس دھج سے مقتل کو جاتے ہیں کہ ''یبتغی القتل او الموت مضانہ''، یہ موت کو موت کی جگہوں سے تلاش کرتے پھرتے ہیں!!!

پھر انہیں نرم و نازک بستر وہ سکون نہیں پہنچا سکتے جو سرُ و رسنگلاخ زمین پر پتھر کا تکیہ دیتا ہے! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے سودا کرلیا ہے! رب نے ان عجیب و غریب لوگوں کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، اور بھلا اس سے بڑھ کر وعدہ وفا کرنے والا کوئی ہوسکتا ہے!!! اب جس کا سودا احکم الحاکمین کے ساتھ پکا ہوچکا ہو، وہ ان جھوٹی شہرتوں، مال و منال اور منصب کی طرف، کسی کی طرف دیکھے تو کیوں؟؟؟

شاید اسی لیے اکثر لوگ کہتے ہیں ''نہیں دنیا کا کیا پتہ! یہ تو بس اللہ لوک ہیں، انہیں کیا پتہ دنیا داری کیا ہوتی ہے!''......نہیں غور کرتے تو یہ کہ اگر وہ دنیا کے پیچھے خوار ہو رہے ہیں اور یہ ''عجیب و غریب لوگ'' اگر نہیں ہو رہے تو آخر کچھ دیکھ کر ہی چھوڑا ہے نا! ایسے ہی خوامخواہ شوق کسے ہوتا ہے ساری دنیا سے دشمنی مول لینے کا......؟؟ طعنے اور طنز تو خیر کیا چیز ہیں، ڈیزی کٹر اور کلسٹر......اپنوں کی بے وفائی اور غداری......کیا صرف شوقِ ''مہم جوئی'' میں ہی دربدری......اسیری......ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانے کے سارے عذاب جھیلتے چلے جا رہے ہیں!!! کوئی تو سوچے کبھی تو سوچے!

آخر کیا وجہ ہے کہ چہار دانگِ عالم میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے پروپیگنڈے کے باوجود بھی قدموں کی کسی لغزش سے آشنا ہیں تو ان کے قدم ہیں......اور وقت کی سپر پاور کا جنازہ بغداد سے کابل تک نکل رہا ہے تو ان کے ہاتھوں...... یہ الجھی داڑھیوں، پھٹے کپڑوں والے عجیب لوگ......!!! یہ یقین کی دولت ہے، یہ سوزِ لا الٰہ ہے جسے دیکھا یا چھوا نہیں جاسکتا......لیکن جہانِ آب و گل کی رنگینیاں اس کے مقابل ہیچ ہیں۔ ''رَبُّنَا اللَّهُ'' کہہ کر اس پر استقامت دکھانے والوں پر ''تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ'' کی خوش خبریاں کیوں نہ پوری ہوں!!!

رہی یہ بات کہ انہیں موت کی نیند سلا کر دبا لیا جائے گا......تو ''دنیا والوں'' کو موت سے ڈرایا جاتا ہے، یہ تو خود دنیا والوں کے بقول بھی ''دنیا والے'' نہیں ہیں، سو موت ان کا ''علاج'' نہیں ہوسکتی! یہ تو موت کو پیامِ دوست سمجھتے ہیں!......ان کا تو ایمان ہے کہ امت سے شہید اٹھانا ان کے رب کی سنت ہے اور اگر چناؤ کے لیے مالک کی نگاہ ان پر آرکتی ہے تو زہے نصیب و شرف......! ان کی لغت میں ناکامی کا وجود نہیں، کامیابی کا ایک رخ فتح ہے تو دوسرا چہرہ شہادت......''اما الفتح واما الشھادۃ''......بندوق کی نال میں جنت دیکھنے والے ''پیمپر زدہ'' گوری سپاہ اور میر جعفروں صادقوں پر تقریباً خالی ہاتھ ہی کیوں نہ بھاری پڑیں......!!! کسی عادل کا عدل، کسی ظالم کا ظلم نہ کل انہیں روک سکا تھا، نہ آج ہی وہ قابو پاسکے ہیں اور آنے والا کل بھی لوحِ زمان پر یہی حقیقت ثبت کرے گا......اس کے سوا کچھ نہیں......کہ یہ وعدہ ہے صادق و مصدوق کا......درود ان پر سلام ان پر!!!

عجیب لوگوں کی باتیں بھی ''روشن خیال'' دماغوں کو انوکھی معلوم ہوتی ہیں اور ''میٹر'' کرتی ہیں، لیکن کل قیصر و کسریٰ کے تکبر و رعونت کے بُت توڑنے والے بھی اپنے وقت کی ''جدید دنیا'' میں عجیب و غریب ہی سمجھے جاتے تھے اور آج بھی فراعین و نمرود انہی کے ہاتھوں پیوند خاک ہوں ''گے''، نہیں ہو ''رہے ہیں''......لوحِ عالم پر یہ حقیقت ثبت ہے!!!

یہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے نفاذ کی بات کرتے ہیں، ہیں نا عجیب لوگ! بھلا لوگوں پر ان کا اپنا اختیار کیا بُرا ہے، کیا لوگوں کی کوئی وقعت نہیں، کوئی اہمیت نہیں؟؟؟

(بقیہ صفحہ ۸۳ پر)

معرکہ ایمان و مادیت

حذیفہ خالد

شہدا کی سرزمین افغانستان کے بارے میں مغربی لکھاریوں اور پنڈتوں کی بھی دورائے نہیں تھی بلکہ سب کا ایک ہی موقف رہا کہ افغانستان عالمی طاقتوں کا قبرستان ثابت ہوتا رہا ہے...... ۱۸۴۲ء میں برطانوی افواج کی شکست تو ایسی بدترین اور عبرت آموز تھی کہ ان حالات کی منظرکشی عرصہ دراز تک برطانوی مصور اپنی پینٹنگز میں کرتے رہے......

۶ جنوری ۱۸۴۲ برطانوی افواج کابل سے پسپائی اختیار کر رہی تھیں، قریب ترین برطانوی گیریژن جلال آباد میں ۱۴۰ کلومیٹر کی دوری پر واقع تھا......میجر جنرل ولیم جارج کیتھ ایلفنسٹون کی قیادت میں تقریباً ۴۵۰۰ کے قریب برطانوی فوجیوں، تقریباً ۱۲ ہزار کے قریب ہندوستانی سپاہیوں اور کیمپ کے دوسرے افراد نے واپسی شروع کی، راستہ پہاڑی سلسلوں پر مشتمل تھا دوسرے برف باری بھی شروع ہو چکی تھی......سفر ۶ جنوری کو شروع ہوا اور ۱۳ جنوری کو جلال آباد پہنچنے میں صرف ایک شخص کامیاب ہوا، جو ڈاکٹر برڈن تھا...... باقی تمام افراد افغان قبائلی مسلمانوں کی چھاپہ مار کارروائیوں کا شکار ہوئے یا یرغمال بنا لیے گئے......ایسی بدترین شکست کے بعد برطانوی دستوں کا امریکہ کا ساتھ دینے کے لیے دوبارہ افغانستان کا رخ کرنا یقیناً معنی خیز تھا......

افغانستان میں روس کے خلاف جہاد بھی امت مسلمہ کے لیے ایک روشن باب ہے...... بین الاقوامی تعلقات عامہ میں مغربی یونی ورسٹیوں سے فیض یافتہ اور اعلیٰ اسناد کے حامل دانش وروں اور تجزیہ نگاروں کے لیے یہ جنگ صرف 'پراکسی جنگ' تھی، جس میں اگر مجاہدین کو جدید اسلحہ نہ ملتا تو ان کے نزدیک یہ جنگ جیتنا مشکل تھا...... جب کہ حقیقت یہ ہے کہ روسی افواج کے خلاف جو جہاد کیا گیا وہ فقط اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سبب ہوا......ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد افغانستان میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات کو اپنی کتاب '' آیات الرحمٰن فی جہاد افغانستان'' میں قلم بند کیا ہے......لیکن مادیت پر یقین رکھنے والے ہمارے دانش وروں اور صحافیوں کے نزدیک اس حقیقت کو ماننا گراں معلوم ہوتا ہے......

سچ تو یہ ہے کہ امریکہ نے اس وقت اس جنگ میں سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا جب اس کو یقین ہو چلا کہ مجاہدین روس کو شکست دے دیں گے...... اس طرح اس موقع پر امریکی سرمایہ کاری کا مقصد صرف اور صرف فتح کے ثمرات لوٹنا تھا......طاغوتی طاقتیں اکثر ایسا کرتی ہی ہیں، اس جنگ میں امریکی سرمایہ کاری سے مستفید ہونے والی پاکستانی افواج اور خفیہ ایجنسیاں تھیں، نہ کہ مجاہدین جنھوں نے روس کے خلاف جہاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر توکل کرتے ہوئے جاری رکھا......آج بھی جب افغانستان میں مکمل فتح بالکل سامنے ہے ایسے موقع پر ایک نئے گروہ کا امارت اسلامی کے مقابل کھڑے ہونا بھی فتح کے ثمرات لوٹنے اور اس عظیم تحریک کو ہائی جیک کرنے کے مترادف ہوگا......

ان اعصاب شکن جنگوں پر محیط ڈیڑھ صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود افغانستان کی غیور عوام نے جدت پسندی اور مادیت پرستی کی دوڑ سے خود کو الگ رکھا......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> '' جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا لہٰذا تم فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو''۔اس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے......

گیارہ ستمبر کے مبارک عملیات بعد امریکی حملوں کے وقت نام نہاد دفاعی تجزیہ نگاروں اور سرکاری علما کے نزدیک امریکہ کا ساتھ نہ دینا پتھر کے دور میں جانے کے مترادف تھا......دوسری طرف ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں وہ خاک نشین تھے جن کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات سے بڑھ کر کوئی شے نہ تھی...... بلاشبہ ان کا فیصلہ مذکورہ حدیث کا مصداق تھا جس میں '' حکومت'' جو دنیا کی حرص میں مبتلا افراد کی محبوب شے ہوتی ہے، ٹھوکر مار کر اخروی زندگی پر ترجیح دی......

روس کے خلاف فتح کو امریکی امداد کا نتیجہ قرار دینے والوں کے پاس اب تو کوئی دلیل اور الزام بھی نہ بچا جس کی بنیاد پر وہ مجاہدین کو لعن وطعن کا نشانہ بناتے......تیرہ سالوں میں وہ کون سے ہتھکنڈے نہیں ہیں جو ان صلیبی وصیہونی اتحاد نے ۶۰ ممالک کی امداد اور شمولیت کے باوجود آزمائے تاکہ اپنی ذلت وہزیمت کو چھپا سکیں......ان صحافیوں کو کیا اب بھی سچ کہنے میں کوئی شرم وجھجک محسوس ہوتی ہے کہ یہ کہہ سکیں کہ ایک دفعہ پھر مادیت ہار چکی اور ایمانی طاقت فتح یاب ہوئی......اس جنگ میں کفار اور ان کے اتحادیوں کو نہ صرف عسکری میدان میں شکست دی گئی بلکہ یہ جنگ بیک وقت کئی محاذوں پر لڑی گئی......

اس طویل جنگ میں امرائے جہاد کی طرف سے جس حکمت وبصیرت کا مظاہرہ کیا گیا ان حقائق ونتائج سے چشم پوشی کرنا انصاف پسندی نہ ہوگا......سچ پوچھیے تو اس طویل جنگ میں اپنائی گئی پالیسی سے عالمی محاذوں پر جاری جنگوں کے لیے ایسے رہ نما اصول بن سکتے ہیں جن کی مدد سے وہ ثمرات سمیٹے جا سکتے ہیں جس کا مشاہدہ سرزمین افغانستان میں کیا جا رہا ہے......

امارت اسلامیہ نے طاغوتی نظام پر کاری ضربیں لگانے کے ساتھ ساتھ دعوت کا سلسلہ بھی جاری رکھا جس کے نتیجے میں تواتر کے ساتھ افغان فوج کے اہل کاروں کی بڑی تعداد مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوتی رہی...... یہ افراد قیمتی خفیہ معلومات کے حصول کا بھی سبب بنتے رہے...... نئے شامل ہونے والے مجاہدین کی عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ، دینی اور فکری تربیت کا بھی خاص خیال رکھا گیا......ایک معسکر کے ذمہ دار اور فدائی مجاہدین کے رہنما جناب عبدالواجد اسی حوالے سے دیے گئے انٹرویو میں کہتے ہیں:

''ضروری ہے کہ ہم امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو فقط امریکہ اور جارحیت پسندوں کے انخلا کے لیے ہی نہیں تیار کر رہے، بلکہ ایک مکمل فوج کا ڈھانچہ مقصود ہے، جو اپنے ملک کی حفاظت میں ماہر اور جب بھی دشمن سے جنگ کا موقع آئے تو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داری ادا کر سکے۔اس کے علاوہ سیاسی اور فکری تعلیم کے حوالے سے بھی اہم معلومات دی جاتی ہیں۔کارروائیوں کی عکس بندی کے لیے کیمرے، دیگر تیکنیکی وسائل اور وائرلیس کا استعمال بھی سکھایا جاتا ہے......ان معسکروں میں اساتذہ اور امرا کا رویہ بھی عموماً ایسا ہوتا ہے کہ نئے آنے والے ساتھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے''......

یہاں ایک واقعہ عرض کرتا چلوں، کہ ایک معسکر میں تربیت کے لیے آئے مجھے چند روز ہوئے تھے......ایک رات پیٹ میں تکلیف کی وجہ سے سو نہ سکا، سوچا صبح اٹھ کے کسی ساتھی کو بتاؤں گا تا کہ کوئی دوائی لے سکوں......صبح فجر کی نماز میں ایک ساتھی نے میری تکلیف محسوس کر لی تو میں نے اس کے پوچھنے پر بتایا کہ رات سے پیٹ میں درد ہے یہ بات اس ساتھی نے معسکر کے امیر تک پہنچادی...... جماعت کرانے کے بعد امیر صاحب ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور سب ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا:

''مجھ پر ظلم نہ کرو اور چاہے رات کے دو ہی کیوں نہ بجے ہو مجھے اٹھا کر ضرور بتاؤ اپنی تکلیف کا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی ساتھی تکلیف میں ہو اور میں بے خبر سوتا رہوں''......

یہ وہ خلوص ومحبت کی ادنیٰ مثال ہے جو ان معسکرات اور محاذوں پر موجود مجاہدین کی ٹولیوں کا خاصہ ہے اور مجاہدین کے مابین ہر حالت اور مشکل و پریشانی میں اتحاد برقرار رکھنے کا بنیادی عنصر ہے......ان تیرہ سالوں میں اتحاد اور نظم وضبط کا برقرار رکھنا یقیناً کسی نعمت سے کم نہیں......

ایک اور خاصیّت جو افغان جہاد کے دوران دیکھنے میں آئی وہ کارروائیوں کے دوران میں عوام کی جان و مال کے تحفظ کا خصوصی خیال کرنا تھا...... اس سلسلے میں امیر المومنین نصرہ اللہ اور امارت اسلامیہ کے ترجمان کی جانب سے بھی وقتاً فوقتاً تاکیدی بیانات جاری کیے جاتے رہے......یہی وجہ ہے کہ افغان عوام میں بالعموم امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی نصرت و مدد کا جذبہ برقرار ہے......دوسری طرف امریکہ کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو وہ ہر لحاظ سے تباہی سے دوچار ہے......اس حقیقت کا ادراک ہونے کے باوجود کہ افغانستان اس کے لیے قبرستان ثابت ہوگا، طاقت کے نشے میں چور اس امید کے ساتھ حملہ آور ہوا کہ شاید اس محاورے کو غلط ثابت کر دکھائے لیکن پچھلے ۱۳ سالوں میں اس صلیبی صیہونی اتحاد کی جو درگت بنی ہے اس نے تو یہ ثابت کر دیا ہے کہ عالمی طاقت ہونے کا دعوی کرنے والے، ان خاک نشینوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور خود کچے بتوں کی مانند ڈھیر ہوگئے......

۲۰۰۱ء سے شروع ہونے والی جنگ میں شامل امریکی فوجیوں کی خودکشی کی شرح پچھلے تین سالوں میں بلند ترین سطح پر ہے...... پینٹا گون کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۴ء میں صرف حاضر سروس خودکشی کرنے والے فوجی افسران کی تعداد ۲۸۸ رہی، ریٹائرڈ فوجیوں کی خودکشیاں اس کے علاوہ ہیں...... ۲۰۱۳ء میں خودکشیوں کی تعداد ۲۸۶، جب کہ ۲۰۱۲ء میں خودکشیوں کی تعداد ۳۵۲ تھی...... یہ تعداد سول امریکی شہریوں کی خودکشیوں سے بھی زیادہ رہی...... بہت سے ایسے کیسز بھی زیر سماعت ہیں جن میں خودکشی کرنے والے فوجیوں کے اہل خانہ کی جانب سے کیس دائر کیا گیا ہے کہ ان افراد پر جنگ کے میدان میں جانے کے لیے زور ڈالا جاتا رہا، جس سے وہ نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوئے......

ایسے حالات میں بھی فوج میں ان کے علاج کے دوران میں ان کو استطاعت سے زیادہ دوائیوں کا استعمال کرایا گیا......نفسیاتی بیماریوں میں بھی خاطر خواہ اضافہ رہا...... ہاورڈ میڈیکل سکول کی ایک رپورٹ کے مطابق نفسیاتی مسائل کے شکار امریکی فوجیوں کی تعداد، ان سویلین امریکیوں سے پانچ گنا زیادہ ہے جو نفسیاتی مسائل کا شکار ہیں...... اوسطاً ۱۴ فی صد افراد اس ذہنی دباؤ سے چھٹکارے کے لیے خودکشی کا سوچتے ہیں، تقریباً ۵ فی صد منصوبہ بندی بھی کرتے ہیں اور ۲.۵ فیصد ایسے فوجی تھے جو خودکشی کر بیٹھے......

امریکی معیشت کا حال بھی کچھ کم برا نہیں......امریکی حکومت کے کل قرضہ جات کا حجم مالیاتی سال ۲۰۰۰ میں چھ ٹریلین ڈالر تھے، جو مالیاتی سال 2015 کے اختتام تک ۲۱ ٹریلین ڈالر تک پہنچ جائیں گے...... بے روزگاری کی شرح جو ۲۰۰۱ میں ۴.۲ فی صد تھی بڑھ کر دسمبر ۲۰۱۴ میں ۶.۵ فی صد تک جا پہنچی...... بجٹ خسارے سے لے کر ملکی پیداوار میں کمی اور صنعتوں کی بندش سے لے کر تمام معاشی اکائیاں امریکہ کی تباہی کا منہ بولتا ثبوت ہیں......

اس جنگ میں جہاں امریکہ کو عسکری لحاظ سے شکست ہوئی اور امریکی معیشت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی، وہاں ایک اور قابل ذکر پہلو امریکہ سمیت یورپ کے کے ممالک سے تعلّق رکھنے والوں کا اسلام قبول کرنا ہے......

(بقیہ صفحہ ۸۸ پر)

امریکہ کے بعد کا افغانستان کیسا ہوگا؟!

محمد لوط خراسانی

انسانی قوت واختیار میں جو کچھ ہو سکتا ہے اس کو بروئے کار لانے کی کوشش امریکی سرکردگی میں لڑنے والی اتحادی فوجیں افغانستان میں کر گزری ہیں مگر اُن کی یہ ساری کاوش لاحاصل رہی ہے۔ اور یہ لاحاصل رہے بھی کیوں نا؟! کہ مجاہدین کا دوست اور مددگار تو وہ ہے جس کی دوستی اور مدد کے بعد کسی کی دوستی اور مدد کی ضرورت ہی نہیں رہتی!!! جی ہاں! جس مقصد کو پانے کے لیے وہ گھر سے نکلے تھے وہ ابھی بھی اتنا ہی دور ہے جتنا تب تھا مگر اِس مقصد کو حاصل کرنے کا رستہ اب پہلے سے مشکل ہو چکا ہے اور خوف کے سائے لمبے ہو چکے ہیں...... کامیابی کا پیمانہ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی مسئلہ کس حد تک دبا دیا گیا ہے بلکہ اس مسئلے کے اسباب وعوامل کا ختم ہو جانا کامیابی کی نوید ہوا کرتا ہے۔ امریکہ جس دہشت گردی اور انتہا پسندی کو ختم کرنے نکلا تھا وہ ختم ہونے یا دب جانے کی بجائے مزید پھیل بھی گئی ہے اور فکری بنیادوں سے لے کر میدان عمل تک مضبوط بھی ہوئی ہے۔ امریکہ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ ایسے ذرائع تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں جن سے دہشت گردی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

کفر والوں کے اتحادی لشکروں نے خطہ افغانستان میں اللہ جل شانہ کی تائید و نصرت سے اُمت کی مزاحمت کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں مگر 'رسی جل گئی پر بل نہ گیا' کے مترادف نعرہ فتح اور کامیابی کا ہی بلند کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے امریکہ نے عراق میں بھی یہی دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے عراق میں کامیابی حاصل کر لی ہے مگر حقیقت ساری دنیا جانتی ہے کہ امریکی اور اتحادی افواج جو مار کھاتی تھیں اب بھی جوتے اتنے ہی ہیں بلکہ زیادہ ہیں لیکن سر صرف امریکی پالتو عراقی فوجیوں کے ہیں۔ اب فرق صرف اتنا پڑا ہے کہ پہلے مار پڑنے پر درد کی ٹیس براہ راست پنٹا گون میں محسوس ہوتی تھی، اب وہاں پر درد تو نہیں اٹھتا مگر امریکی قوم کے غیر یقینی مستقبل کو لاحق خوف میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور یہی نقشہ اب افغانستان کا بننے جا رہا ہے۔

امریکی اعلان کے مطابق اُس نے طالبان عالی شان کے خلاف آپریشن بند کر دیے ہیں (مگر یہ جھوٹ ہے کیوں کہ پاکستانی اور افغان فوج کے ساتھ مل کر پاک افغان سرحد کے دونوں طرف اس کے مشترکہ جنگی آپریشن تادم تحریر جاری ہیں) اور ۲۰ ہزار فوجی افغانستان میں رہیں گے جو افغان فوجیوں کو مجاہدین سے لڑنے کے لیے تربیت فراہم کریں گے اور اپنے اوپر حملہ ہونے کی صورت ہی میں صرف دفاع کے لیے لڑیں گے۔

اِن سے بھلا کوئی پوچھے کہ تمہارے ساونت اور سورما اپنی مہارت، طاقت تربیت، ٹیکنالوجی، اسلحے اور دیسی بدیسی پچاس کے لگ بھگ قوموں کی مدد سے جو لڑائی نہ مردوں کی طرح لڑ سکے اور نہ جیت سکے، اب وہ تمہارے پالتو افغان فوجی تمہاری تربیت مدد اور رہنمائی میں کیسے جیت لیں گیں؟! افراد یا گروہوں کی سطح پر ایسی احمقانہ آرزوئیں پائی جائیں تو بات سمجھ آتی ہے مگر اپنے آپ کو کائنات کی واحد سپر پاور سمجھنے اور سب سے عقل مند باور کروانے والی قوم کے اصحابِ دانش ایسی سفیہانہ تمنا کرنے لگیں تو ان کے مخدوش مستقبل کی تصویر کشی کے لیے کسی غیر معمولی عقل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

امریکہ ابھی افغانستان سے مکمل بھاگنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ شاید پاکستانی فوج اپنی سرحدوں کے اندر کچھ ایسا کر دکھانے میں کامیاب ہو جائے جس سے پاکستانی سرحد کے ساتھ لگتے افغان علاقوں میں ہونے والی مزاحمت ختم ہو جائے اور وہ کامیابی کے لیے ایک کوشش اور دیکھے!!! امریکہ کے بعد کے افغانستان کی صورتِ حال کو دو درجوں میں سمجھنا ہوگا...... ایک جب امریکہ اپنے اعلان کے مطابق واقعتاً چند بڑے فوجی اڈوں تک محدود ہو جائے گا اور دوسرا جب وہ یہاں سے سر پر ناکامی اور رسوائی کی خاک ڈالتے ہوئے واپس بھاگ جائے گا۔

امریکہ جب چند فوجی اڈوں تک محدود ہو جائے گا اور دفاع اور تربیت پر ہی توجہ مرکوز رکھے گا تو اس کے بعد جنگ کی حدت میں ایک بار شدید اضافہ ہوگا اور اس اضافے کے بعد کچھ ہی عرصے میں جنگ کی یہ گرمی نقطہ انجماد کی طرف آنا شروع ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ یہ کوئی ہوائی بات نہیں ہے بلکہ میدانِ جنگ کے شیروں کے تجربات کا نچوڑ ہے۔ افغان فوج' مجاہدین کا مقابلہ کرنے کی بالکل بھی اہلیّت نہیں رکھتی ہے اور نہ ہی ایک لمبے عرصے تک مصروف رکھ سکنے کے قابل ہے۔ افغان فوج کے ساتھ جنگ کی طوالت مجاہدین کی حکمت عملی کا نتیجہ تو ہو سکتی ہے افغان ملی فوج کی مزاحمتی طاقت اس کی وجہ قطعاً بھی نہیں بن سکتی۔

امریکہ کے بعد کا افغانستان!

امریکہ کی مکمل پسپائی (انخلا) کے بعد خطہ اُفغانستان کی جو صورتِ حال ہوگی اسے مندرجہ ذیل چند نکات کے تحت سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

طالبانِ عالی شان کی قوت:

روس کی شکست کے بعد افغانستان کی خانہ جنگی جب حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم العالیہ کی الٰہی نصرت کی بدولت امن میں تبدیل ہوگئی تو لوگوں کی ایک ایسی تعداد بھی آپ کی اطاعت میں آ گئی جو شریعت کے نفاذ اور حفاظت کا مقصد نہیں رکھتی تھی۔ جب امریکہ نے حملہ کیا تو ابتدائی کچھ عرصے میں ہی ایسے لوگ صبر و عزیمت کے

ان پہاڑوں کے شانہ بشانہ کھڑے رہنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے پیچھے پلٹ جانے میں ہی عافیت جانی۔

یہی وہ وقت تھا جب استاد یاسرؒ کے مطابق ہماری صفیں اللہ نے اپنے خصوصی کرم سے ہر قسم کے کھوٹ سے پاک کر دیں۔ لہٰذا اس کے بعد ہر گزرتے دن کے ساتھ اتحادی افواج کی قاہرانہ قوت کے باوجود جب طالبان کی صفوں میں امت کے نئے جگر گوشے آنا شروع ہوئے تو ان میں سے ہر کوئی عزم و ہمت کی ایک علیحدہ داستاں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے الحمدللہ۔ امریکہ کی مکمل پسپائی کے بعد طالبانِ عالی شان کی قوت کا یہ اضافہ اکیلا ہی امریکہ کی نامرادی کی واضح دلیل ہوگا کہ وہ یہاں سے صرف رسوائیاں اور ناکامیاں ہی سمیٹ کر گیا ہے۔

معاشرے پر بغیر جبر کے انتظامی گرفت:

آج امریکہ افغانستان میں موجود ہے اس کی نگرانی میں حاکمیت (Writ) رکھنے کا دعوے دار ایک آئین اور قانون افغانستان کے طول و عرض میں موجود ہے مگر شہروں سے باہر عوام اپنے فیصلے اس آئین اور قانون کے پاس لے جانے کی بجائے طالبان کی شرعی عدالتوں میں لے جاتے ہیں جہاں شریعت کے مطابق نہ صرف یہ کہ فیصلے ہوتے ہیں بلکہ وہ نافذ بھی ہوتے ہیں۔ اب ذرا توجہ دیں کہ سماجی سطح پر نظر آنے والا قانون اور انتظامی ڈھانچہ اپنی قوت کے باوجود عوام کی نظروں میں بے وقعت ہے مگر جن کے پاس ابھی ایمان اور کردار و عمل کی قوت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے ان کی طرف عامۃ المسلمین کی نظریں متوجہ ہیں۔ لہٰذا جب یہ سارے بدمعاش اور لٹیرے یہاں سے بھاگ لیں گے تو اس وقت سماجی سطح پر طالبان کے لیے کس قدر اپنائیت پائی جائے گی!!! اور بغیر کسی جبر کے صرف عوام کی خواہش اور چاہت کی بدولت یہاں شریعت کو کیسی گرفت حاصل ہوگی جو بندوں کو بندوں کی غلامی سے بچانے کا سبب ہوگی!!! اور انہیں حقیقی آزادی کی نعمت سے مالا مال کر دے گی!!!

امن و امان کا قیام:

امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو کچھ عرصے کے بعد اس کی نگرانی میں قائم ہونے والی کٹھ پتلی حکومت نے جب عوام کے حقوق کو غصب کرنا شروع کیا تو یہ صورت حال امریکہ کے لیے بھی پریشان کن ہوگئی کہ اس صورت میں طالبان کی مزاحمت میں اضافہ ہوگا کہ عوام ان کی طرف دیکھنا شروع ہو جائیں گے۔ امریکہ نے بہت کوشش کی مگر وہ چونکہ خود ظالم اور غاصب تھا لہٰذا اسے فطری طور پر یہاں کوئی امانت و دیانت کا حامل مددگار نہیں مل سکتا تھا اسی وجہ سے کرپشن، چوری، ڈکیتی، قتل و غارت سے لے کر منشیات کی کاشت اور فروخت میں افغانستان دنیا بھر میں بدنام ہو گیا ہے۔ یہاں کے دشت و جبل یہ مشاہدہ کر چکے ہیں کہ امیر المومنین دامت برکاتھم العالیہ کے چند سطری اور کبھی سینہ بہ سینہ بیان ہونے والے احکامات کی بدولت دنیا نے یہاں ایسا امن دیکھا جو دنیا کی نام نہاد ترقی یافتہ مہذب اقوام اپنے بے شمار وسائل کے باوجود قائم نہ کر سکے۔ امریکہ جب یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکلے گا تو چشم فلک یہاں پہلے سے بھی زیادہ باوقار اور پر امن معاشرہ دیکھے گی۔ ابھی بھی وہ علاقے جہاں طالبان زیادہ طاقت میں ہیں وہاں جو امن ہے وہ کابل جیسے شہروں کے مقابلے میں مثالی امن ہے۔

اسلامی حکومت کا نمونہ:

اللہ تعالیٰ امریکہ کے خلاف خطہ افغانستان کے جہادی معرکے میں جب کامل فتح عطا فرمائیں گے تو تب امیر المومنین کو یہاں جو ولایتِ تام (Absolute Writ) حاصل ہوگی وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے مثال (Ideal) کا درجہ پائے گی ان شاء اللہ۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے پہلے دورِ حکومت میں جب ابھی کچھ علاقوں میں جنگ جاری تھی اور مسائل کے پہاڑ درپیش تھے تو تب اپنی نگاہوں سے چند قدم کے نظر کے فطری گھیرے تک سے زیادہ نہ دیکھ سکنے والے غلامانِ شکم زبان دراز کرتے تھے کہ تعلیم صحت وغیرہ کے شعبوں میں طالبان نے کیوں ترقی یافتہ ممالک کی طرز پر ادارے قائم نہیں کیے۔ اب کی بار جب اللہ تعالیٰ موقع دیں گے تو ان شاء اللہ شریعت کی بیان کردہ ترجیحات کے مطابق عوام کی فلاح و بہبود کے لیے لازمی تمام ادارے مکمل فعالیت کے ساتھ یہاں کی سرزمین پر موجود پائے جائیں گے۔ طالبان عالی شان کا پہلا دورِ حکومت بھی سلامتی طبع رکھنے والوں کے قریب تب بھی ایک قابل تقلید نمونہ تھا اور اب کی باران شاء اللہ یہ زیادہ کامل صورت میں لائق تقلید نمونہ ہوگا اور لوگوں کے دار السلام کی برکات سمیٹنے کے جذبے کی تسکین کے لیے جائے ہجرت ہوگا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ایسی اسلامی حکومت کا اپنے خطوں میں قیام ان کی خواہش بن جائے گا۔

خطے میں طاقت کے توازن کا اہم عامل:

خطۂ برصغیر سے لے کر یورپ کی سرحدوں اور اوپر چین تک جتنے ممالک ہیں ان میں طاقت کے توازن کو اپنی طرف جھکانے کی جتنی کوشش ہے ان سب کے لیے افغانستان کی اہمیّت بہت بڑھ جائے گی کہ اب یہاں پر موجود حکومت دنیاوی فوائد کی خاطر اپنے تصورات و اقدار پر سمجھوتہ کرنے والی نہیں ہوگی۔ ان ممالک کے بیچ علاقائی چودھراہٹ کے لیے ہونے والی رسہ کشی افغان حکومت کو نظر انداز نہیں کر پائے گی۔ اس کا ایک کافی حد تک خاکہ ابھی بھی ان ممالک کی افغانستان کے مستقبل کی نقشہ گری میں پائی جانے والی دل چسپی سے لگایا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے جانے کے بعد یہاں کی اسلامی حکومت معاصر علاقائی حکومتوں کے ساتھ معاملات کو طے کرتے وقت اسلام اور مسلمانوں کے مصالح کو اولین ترجیح دے گی نہ کہ اپنے دنیاوی فوائد کو سامنے رکھے گی۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہوگی جو خطے میں ممکنہ طور پر نئے اتحاد تشکیل دے گی۔

یہ چند نکات ہیں جن سے کسی حد تک امریکی شکست کے بعد کے افغانستان کی سماجی اور سیاسی صورت حال اور اس سے پیدا ہونے والے حالات کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل ان صفحات میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

شاہی کوٹ کے تاریخی معرکے کی روداد

محمد عمر خطاب

گیارہ ستمبر سے لے کر آج تک امریکیوں کو اپنی جنگ میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی یہ بات سبھی پر عیاں ہے جس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ جب کہ تحریک جہاد پسپا ہونے کی بجائے فلسطین , چیچنیا، افغانستان سے عراق ،صومالیہ اور یمن تک پھیل چکی ہے۔ القاعدہ آج بھی امریکیوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب ہے جس سے وہ ابھی تلک خوف میں مبتلا ہیں۔ کیسے کیسے معرکے بپا ہوئے......شہدا نے اپنے پاک باز خون سے بہادری کے وہ کارنامے رقم کیے کہ دنیا اپنے منہ میں انگلیاں دبے حیران رہ گئی جب کہ دشمن بارود کی نئی نئی اقسام لیے اس بات پر اتراتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ ان نہتوں کو پلک جھپکنے میں ختم کر ڈالے گا۔مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ اپنے بندوں سے فرماتا ہے **عسى الله أن يكف بأس الذين كفروا والله أشد بأسا وأشد تنكيلا** قریب ہے کہ اللہ کافروں کے زور کو توڑ دے کیونکہ وہ پکڑ میں بہت سخت ہے۔ شیخ ابونعمان حفظہ اللہ کی زبانی ان معرکوں کی روداد سنتے ہیں جو آج سے چند سال قبل افغانستان کی سرزمین پر مجاہدین نے شاہی کوٹ کے علاقے میں امریکیوں کے خلاف لڑے اور جس میں شیخ ابو نعمان خود بھی شریک ہوئے۔ جس کے بعد قاری کو واضح تصویر مل جائے گی کہ اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے والا امریکہ جنگ کے دوران کس قدر کھوکھلا کمزور اور بزدل ہے......**فالی مشاهد هذه المعارك المباركة !**

اللہ کی حمد وثناء جیسا کہ اس کا حکم ہے اور درود وسلام خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے اللہ جس کام کو تو آسان کردے تو کوئی اس کو مشکل کرنے والا نہیں اور تو جب چاہتا ہے مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ اے اللہ ہمارے تمام کام آسان کردے اور ہمارا خون بہانا اور زخمی ہونا خلافت وتمکین کی قربت کا سبب بنادے۔ اور ہمارے تمام اعمال اپنے لیے خالص کردے جس کے ساتھ ہم تیری ملاقات کریں۔ آمین۔

یہ میری گواہی ان واقعات کے بارے میں ہے جو ہماری امریکیوں سے دوبدو لڑائی کے دوران پیش آئے۔ اللہ کی مدد کے ساتھ میں اپنی بات شروع کرتا ہوں اور یہ واقعات تمام مسلمانوں تک پہنچاتا ہوں تاکہ وہ مسلمان مومنوں کے سینوں کی ٹھنڈک کا سبب بن جائیں اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور ان لوگوں کے دل غصّے سے بھر جائیں جنہوں نے حقائق کی صورت کو مسخ کیا اور بلا وجہ لوگوں سے چھپایا۔ اے اللہ ہمارے کلمات کو دین کے لیے عزت اور کافروں کے لیے حسرت بنادے۔ آمین

شاہی کوٹ وہ علاقہ ہے جس میں روس کے خلاف جہاد کے دوران میں ایک موقع پر ہم چھ مجاہدین تھے اور دس روسی ٹینکوں نے ہمیں گھیر رکھا تھا اور ایک دن میں ہم پر پانچ فضائی حملے ہوئے۔ اس کے علاوہ محاصرہ کرنے والوں میں سو کے قریب روسی فوجی بھی تھے مگر اللہ کا شکر ہے کہ وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکے اور ہم قریبا ایک ہفتہ اسی محاصرہ کی حالت میں رہے۔ یہ اس سوال کا جواب ہے جو مجھے مولوی سیف الرحمٰن نصر اللہ منصور نے دیا جب میں نے امریکہ کے بستی کا محاصرہ کرنے کے بارے میں اس سے دریافت کیا جب کہ ہم اس وقت عسکری پلان ترتیب دے رہے تھے اور مولوی جواد اور قاری طاہر جان امیر حرکۃ الاسلامیہ ازبکستان ہمارے ہمراہ تھے۔

شاہی کوٹ درحقیقت ایک ایسا علاقہ ہے جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور ان پر کثرت سے برفباری رہتی ہے جس کی وجہ سے اس علاقے میں سردی بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ اکثر برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ اس علاقے میں بہت پہلے پہنچنے کے باعث ہمیں علاقے کے راستوں سے اچھی خاصی واقفیت ہو چکی تھی کہ کہاں خطرہ ہے اور کہاں خالی راستے ہیں۔ اس سے ہمیں امریکیوں کا سامنا کرنے کے لیے پلان بنانے میں بہت آسانی رہی۔ اس سارے عرصہ میں مولوی جواد اور سیف الرحمٰن منصور پچھلے علاقوں میں مراکز بنانے اور کمین کے لیے جگہ تلاش کرنے میں مصروف تھے جب کہ ہم بستی کی طرف آنے والے راستوں میں بارودی سرنگوں کو نصب کر رہے تھے۔ اسی طرح ارد گرد کے پہاڑوں پر بھی بھاری اسلحہ نصب کیا جا چکا تھا۔ ایک طویل وعریض وادی میں ہم نے بستی کے دفاع کے لیے مراکز قائم کر لیے تھے۔ یہ مراکز اونچے پہاڑی سلسلوں میں تھے ان مراکز کو ہم نے امریکہ کی لینڈنگ سائٹس کے خلاف استعمال کیا جہاں ہم ایک جانب کو محفوظ کر کے دوسری جانب سے حملہ کرتے تھے۔ اس طریقے سے ہم نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ ہم سارا دن مختلف جگہوں کو تیار کرتے رہتے تھے۔ ہمارا گروپ پچاس، مولوی سیف الرحمٰن منصور کا گروپ چھ، حرکۃ الاِ سلامیہ ازبکستان قاری طاہر جان کی قیادت میں ایک سو بیس اور تیس کے قریب عرب مجاہدین تھے جن میں اکثر جہاد وقتال کے ماہر کمانڈرز تھے۔ ان سب کے یہاں آنے کا مقصد امریکہ اور اس کے حواریوں کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کرنا تھا۔ اس پلان کی اہمیّت کے پیشِ نظر ایسے مجاہدین کو یہاں لایا گیا جو جنگی مہارت میں بہت اچھے تھے۔

عید الاضحیٰ سے قبل ہم پر بمباری بہت شدید ہوگئی تو مجاہدین مختلف علاقوں سے اپنی مخصوص جگہوں پر پھیل گئے۔ اور یہ بمباری اس لیے کی جارہی تھی کہ شمالی اتحاد کے ٹرک بستی کے باہر حملہ کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔ مولوی جواد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سب کو گرفتار کر کے ان کا تمام اسلحہ ضبط کرلیا تو وہ تمام رونے لگے اور توبہ کرتے

ہوئے آئندہ نہ لڑنے کا وعدہ کرنے لگے۔ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو مولوی سیف الرحمٰن منصور نے ہمیں انہیں وعظ ونصیحت کرنے کے لیے کہا کہ شاید ان پر اثر کر جائے۔ اور جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ اپنے اتحادیوں کے طیارے پیچھے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تا کہ انہیں بعد میں پتہ چل جائے کہ ان کے حلیف انہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے کیونکہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ انہیں مجاہدین کا سامنا کیے بغیر ذلیل ورسوا کر دے۔

علاقے میں برف باری شدید ہوتی جا رہی تھی حتیٰ کہ معرکہ شروع ہونے سے پہلے سارا علاقہ برف سے ڈھک چکا تھا تو ہم نے عید کے ان لمحات کو فرصت جانا اور ان لمحات کو غموں دکھوں اور شہادت کے عہد کے ساتھ گذارا، جب ازبکی بھائیوں نے ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا جس میں علاقے کے سارے مجاہدین شریک ہوئے۔ اس محفل میں غیرت وحمیت سے بھری ہوئی تقاریر کی گئیں جن کا ہر ہر لفظ جنت کے شوق اور امتِ مسلمہ کی حالتِ زار پر نوحہ کناں تھا۔ مگر ایک تقریر جس کی صدا میرے کانوں میں اب تلک گونج رہی ہے، جب بھی میں اسے یاد کرتا ہوں میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ قاری طاہر جان کی تقریر تھی اور وہ بھائیوں کو تورا بورا اور قندوز میں مجاہدین کی قربانیاں یاد دلا رہے تھے جب کہ تمام مجاہدین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے اور ثابت قدم رہنے کا عہد کر رہے تھے۔ شیخ ابو مقداد ازبکی جن کی عمر ۷۲ سال تھی ان کی دوسری بیوی نے اس شرط پر ان سے شادی کی کہ وہ سرزمینِ جہاد کو چھوڑ کے نہیں جائیں گے، وہ اس موقع پر بچوں کی طرح رو رہے تھے کہ کہیں ان کے امیر انہیں بڑھاپے کے سبب معرکے میں شمولیت سے محروم نہ کر دے۔ آپ تصور تو کریں کہ کون سی بات تھی جو انہیں رونے پر مجبُور کر رہی تھی۔ کیا آپ نے اس عمر میں کسی بوڑھے کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا ہے جو اپنے آنسو پونچھے جا رہا تھا صرف اس لیے کہ آنے والے خوف ناک معرکوں میں شامل ہو سکے، یہ بزرگ اس دن سب سے زیادہ روئے۔

ہفتہ کی نصف شب کو فضائی حملوں میں شدت آ گئی جس سے بعض بھائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ حملہ قریب ہے اور واقعتاً چار گھنٹوں بعد صبح سویرے بستی کے اردگرد اونچے پہاڑوں پر بم باری شروع ہوگئی تو میں نے بھائیوں کو کہا کہ وہ اپنی مخصوص کردہ جگہوں پر بستی کے پیچھے چلے جائیں جب کہ میں خود وہیں پر ٹھہرا رہا تا کہ بعض ضروری امور نمٹا لوں اور پھر ان سے جا ملوں۔ اس دوران جیٹ طیارے پورے علاقے کو بم باری کی زد میں لے چکے تھے۔ اور جب میں نے اپنے ہمراہ موجود بھائیوں کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی تو کئی امریکی ہیلی کاپٹر ہمارے سروں پر منڈلانے لگے۔ ان کی تعداد بیس تک تھی اور ان میں کمانڈوز بھی تھے۔ ایک گھنٹہ تک اس طرح چکر کاٹنے کے بعد وہ تین جگہوں پر نیچے اترے۔ پہلا پڑاؤ سامنے کی پہاڑیوں پر ہوا جو وادی میں داخلے کا راستہ تھا۔ اس کے بالکل پیچھے ان بھائیوں کا ٹھکانہ تھا جو ابھی ہمیں چھوڑ کے گئے تھے وہ دس کے قریب عرب مجاہدین تھے جن کی قیادت ایک غازی بھائی کے پاس تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو دو گروپوں میں تقسیم کر لیا تا کہ اپنی پہاڑی پر ہونے والے دشمن کے پڑاؤ کا مقابلہ کر سکیں۔ ان میں عرب اور ازبک مجاہد تھے اللہ کے فضل اور توفیق سے کسی بھائی نے ایک گولی بھی نہ چلائی تھی کہ پچاس کے قریب امریکی اپنے ہی طیاروں کی بم باری سے ہلاک ہو گئے۔

دوسرا پڑاؤ عبدالملک نام کی پہاڑی پر ہوا جس پر ازبک مجاہدین نے دہشکہ (اینٹی ایئر کرافٹ) نصب کر رکھی تھی۔ جب امریکی اترے تو انہوں نے سیدھا نیچے کا رخ کیا تا کہ بستی کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر سکیں۔ ان کا سامنا تین عرب بھائیوں سے ہوا جن میں دو کے پاس کلاشن کوف اور ایک کے پاس پیکا گن تھی جس کے ساتھ دوصد پچاس گولیوں کا ایک میگزین اور ایک راکٹ لانچر جس کے ساتھ صرف دو راکٹ تھے جب کہ یہاں اترنے والے امریکیوں کی تعداد سو کے قریب تھی۔ اس محاذ پر مجاہدین نے اپنے آپ کو دور دور پھیلا لیا تا کہ گولیوں کا دائرہ وسیع ہو سکے۔ جب فائرنگ شروع ہوئی تو ازبکی مجاہدین نے کور دیتے ہوئے عبدالملک پہاڑی سے امریکیوں پر دہشکہ کا فائر کھول دیا جس سے امریکی نقصان دوگنا ہو گیا۔

تیسرا پڑاؤ ان پہاڑوں پر ہوا جہاں ایک پہاڑ پر عسکری قائد مولوی جواد اور دوسرے پر ابوطلحہ ازبکی تھے۔ مجھے ان مجاہدین نے بیان کیا کہ کیسے انہوں نے امریکیوں کا شکار کیا۔ معرکہ آدھی رات تک جاری رہا جب کہ ہم امریکیوں کی بلند بانگ چیخوں کو سن رہے تھے اور مجاہدین کی تکبیر وتہلیل کی آواز آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ بھائی ابوطلحہ ازبکی نے مجھ سے مخابرے (وائرلیس) پر رابطہ کیا اور مجھے ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنے لگے اور یقین دلانے لگے کہ ان شاءاللہ فتح ہماری ہی ہوگی یہاں تک کہ میری ان سے گفتگو طویل ہوگئی اور میں اس وقت سخت پریشان ہو گیا جب انہوں نے مجاہدین کو الوداع کہا اور شہدا سے ملنے کی دعا کی کیونکہ وہ امریکی بم باری سے شدید زخمی ہو چکے تھے۔

رات کے پہلے ہی حصّے میں سی ون تھرٹی طیارے آ گئے تھے جو دوشکہ سے زیادہ گولیاں برساتے تھے بلکہ بم بھی پھینک رہے تھے جن کی روشنی چھ کلومیٹر دور سے سب کچھ عیاں کر دیتی تھی یہ منظر دیکھ کر ہم نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیے اور تمام مجاہد بھائی بھاگ کر خندقوں میں چھپ گئے۔ چونکہ بہت سارے بھائی ابھی تک امریکیوں سے معرکے میں مصروف تھے اس لیے ان طیاروں کو رات کے اہداف کی نشاندہی کرنا آسان ہو گیا۔ اس بم باری سے قریباً بیس مجاہدین شہید ہوئے جن میں سات عرب تھے۔ یہ سات ابو البراء المغربی، ابولبراء الشامی، ابوبکر المغربی، ابو الحسن الصومالی، خالد اسلامبولی الغامدی، ابوبکر عزام الأردنی اور سید السلام غازی المصری تھے۔

ہم نے ایک رات ایک بڑے پہاڑ پر پہرہ دیتے ہوئے گذاری تا کہ کسی بھی متوقع امریکی لینڈنگ کو روکا جا سکے۔ فجر کی نماز سے قبل تمام مجاہد بھائیوں کو تین مجموعوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک گروپ مولوی سیف الرحمٰن منصور کی مدد کے لیے دوسرا وادی کے داخلی راستوں کی طرف جب کہ میں اور باقی مجاہدین کسی بھی گروپ کی مدد کے لیے ریزرو

رکھے گئے۔ پھر ہم پیچھے کے کیمپ کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ بم باری کی حدود سے باہر رہیں جو کہ بہت شدید تھی۔اس دوران پہاڑوں وادیوں پر گولیوں اور بموں کی وحشیانہ بارش جاری تھی۔ اس دوران مجھے وائرلیس پر عبدالملک پہاڑی سے اطلاع ملی جہاں پر بھائیوں نے ایک طیارہ مار گرایا تھا اور بہت سے امریکی ابھی زندہ تھے۔اس لیے مجھے کہا گیا کہ بھائیوں کی مدد کو فوراً پہنچوں کیونکہ وہاں صرف سات مجاہدین تھے جب کہ تین شہید ہو چکے تھے۔ جب ہم عبدالملک پہاڑی کے پیچھے پہنچے تو میں نے دوربین سے دیکھا کہ زندہ امریکیوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی اور ان میں زخمی بھی تھے جو مجاہدین کی گولیوں سے بچنے کے لیے چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ان میں سے کچھ نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں نے بھائیوں کو آگاہ کر دیا جس پر بھائیوں نے تمام امریکیوں کو قتل کر ڈالا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ امریکی فوجیوں پر ہمارا اتنا رعب طاری تھا کہ وہ ہم پر ایک بھی گولی نہ چلا سکے۔اور حقیقتاً ہم نے معرکوں کے دوران اس بات کو پرکھا کہ امریکی کس قدر بزدل اور زندگی کے حریص ہیں اور اس بات سے گھبراتے ہیں کہ ان کا سامنا مجاہدین سے ہو۔اس لیے جب مجاہدین کی طرف سے فائرنگ میں شدت آتی تو وہ طیاروں کو بُلا لیتے تھے۔ جب بم باری حد سے بڑھ گئی اور دو ازبکی مجاہد شہید ہو گئے تو میں نے تمام بھائیوں سے نکلنے کو کہا سوائے ان بھائیوں کے جن کے پاس پیکا اور آر پی جی لانچر تھے۔ ایک بھائی ابو طالب السعودی وہ علاقہ نہ چھوڑنے پر اصرار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے دشمن امریکیوں کے سامنے سے بھاگ جاؤں۔ یہ بھائی بعد میں زخموں کی وجہ سے اپنا حافظہ کھو بیٹھا مگر الحمدللہ اب اس کی حالت بہتر ہے۔

جب مجاہدین نے پیکا سے فائرنگ تیز کی اور ساتھ امریکی فوجیوں پر راکٹ داغے تو بہت سے امریکی زخمی ہوئے جس سے باقی امریکیوں کا حرکت کرنا مشکل ہو گیا تو وہ پہاڑ کے دوسری طرف بھاگنے پر مجبور ہو گئے جہاں پہاڑ کے نیچے مجاہدین مولوی جواد کی قیادت میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔اور جب مجاہدین نے بے تحاشا فائر کھولا تو ہم پہاڑ سے گرتے امریکیوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے۔اس کمین میں وہ تمام واصلِ جہنّم ہو گئے۔اس معرکہ میں مولوی جواد شہید ہو گئے مگر وہ امریکی بم باری سے شہید ہوئے نہ کہ امریکیوں کی فائرنگ سے کیونکہ امریکی بزدل ہمارے اوپر فائر کھولنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔اسی طرح ہم نے پانچ دن گزار دیے۔ جہاں بھی ہمیں امریکی پڑاؤ کا پتہ چلتا ہم جلد از جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کرتے تا کہ اس سعادت کو حاصل کر سکیں جو ہمارے لیے لکھ دی گئی تھی۔امریکی فوجی زندگی سے چمٹے ہوئے آئے تھے اور ان کا لڑنے کا ارادہ بالکل نہ ہوتا تھا۔ان کے اس بزدلانہ پن کو دیکھتے ہوئے مجھے ایک معرکہ یاد آ رہا ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہوا اور میں چاہتا ہوں کہ اسے بیان کر دوں۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وادی کے اندر بھائیوں نے ہمیں محاصرہ توڑنے کا پیغام بھیجا تو ہم نے اپنے ساتھ مناسب اسلحہ اور بارود لیا اور ایک چھوٹی پہاڑی پر چڑھے۔ بارود بچھانے کے بعد ہم نے آر پی جی کے لیے مناسب جگہ کو تلاش کیا پھر میں نے بھائیوں کو اطلاع دی کہ ہم تیار ہیں اور ہم نے ایک ہی وقت میں اکٹھے فائر کھول دیا جس سے دشمن چونک اٹھا اور اس نے فوراً طیاروں کو بم باری کے لیے بُلا لیا۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ طیارے پہنچ گئے اور بم باری شروع ہو گئی۔ بم باری اتنی شدید تھی کہ اس سے کچھ امریکی بھی زخمی ہوئے۔شدید بم باری کے باعث ہمیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ ابھی ہم سو سے ڈیڑھ سو میٹر پیچھے ہٹے تھے کہ مجھے یاد آیا کہ میں اپنی ایک اہم چیز وہاں بھول آیا ہوں۔ باقی ساتھیوں نے بھی میرے ساتھ جانے پر اصرار کیا پھر جب میرا جانا ضروری ٹھہرا تو میں نے باقی تمام بھائیوں کو ساتھ آنے سے منع کر دیا کیونکہ ضرورت میری شخصی تھی۔ پھر میں نے ایک کلاکوف اپنے کندھے پر لٹکائی اور چل دیا۔ جب میں اس جگہ پہنچا تو میرا سامنا اچانک تین امریکیوں سے ہو گیا۔ ان کے اور میرے درمیان قریباً ستر میٹر کا فاصلہ تھا۔ میں نے ان پر نظر دوڑائی تو یکدم میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں ان کی گولی کا انتظار کرنے لگا کہ اب آئی کیونکہ اس مختصر سے وقفے کے دوران میں میرا اسلحہ میری پہنچ سے دور تھا۔ یہ سب چند لمحوں کا کھیل تھا جب کہ امریکی خوف کے باعث ابھی تک کوئی حرکت نہیں کر رہے تھے تو میں نے تیزی سے اپنی گن سیدھی کی اور لوڈ کرتے ہی ان تینوں پر فائر کھول دیا اور اللہ کے فضل و کرم سے انہیں قتل کر دیا۔ان میں سے کسی نے مجھ پر فائر نہیں کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان کے اعضا اور حواس کو شل کر دیا اور ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔ بہت ہی حیران کن بات یہ تھی کہ جب باقی بھائی مجھے آ کر ملے تو بہت سے امریکی جو قریب ہی چھپے ہوئے تھے پیٹھ دکھا کے بھاگ کھڑے ہوئے حالانکہ ان کا اسلحہ، ٹریننگ اور تعداد ہم سے برتر تھی۔ پس کتنی ہی کم تعداد جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

وہ واقعات جو شمالی اتحاد کی بزدلی پر دلالت کرتے ہیں بہت زیادہ ہیں۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجاہد بھائی کسی کمین کی تیاری میں مصروف تھے۔ یہ شاہی کوٹ کے معرکے کے بعد کی بات ہے۔ مجاہدین نے چھ گاڑیوں کو آتے ہوئے دیکھا، بعض بھائیوں نے کہا کہ یہ برطانوی فوجی ہیں جو کہ پاکستانی بارڈر سے قریب تھے۔اور ایسے لگ رہا تھا کہ وہ لوگ گاڑیوں میں سوئے ہوئے ہیں تو بھائیوں نے قتال کرنے سے پہلے پیچھے کے مراکز سے مدد طلب کی۔ کچھ دیر بعد مجاہدین کی مدد آ گئی تو مجاہدین نے ایک کھلا اور بھرپور حملہ کر دیا۔ کیونکہ مجاہدین کو امریکیوں کی طرف سے کبھی فائرنگ کا جواب نہ ملا تھا اس لیے انہوں نے سمجھا کہ گاڑیاں خالی ہیں جب کہ ایسا نہ تھا۔ یہ سب کچھ وہ ہے جس کو ہم نے اپنی آنکھوں امریکہ کے خلاف جہاد کے دوران دیکھا ہے۔ امریکہ کے پاس طیاروں کی وحشیانہ بم باری کے علاوہ کوئی قوت نہ تھی جس کا وہ سہارا لے سکتا تھا۔ خاص طور پر جب بم باری شدید ہوتی تو ہمیں بم باری سے بچنے کے لیے ادھر ادھر ہونا پڑتا جب کہ ہمارے پاس اینٹی ایئر اسلحہ نہیں تھا مگر اس کے باوجود بعض اسلحہ کی اقسام اپنی قدامت کے باوجود

فائدہ مند ہیں اور ان شاءاللہ ہم مستقبل کے معرکوں میں ان کا استعمال کریں گے۔

جنگ شروع ہونے کے قریباً ایک ہفتہ بعد میں، مولوی سیف الرحمٰن منصور اور قاری محمد طاہر جان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہم حکمتِ عملی وضع کر رہے تھے جب کہ مجاہدین پر معاملات بہت تنگ تھے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ مجاہدین کو پیچھے کے راستوں سے بستی سے نکالا جائے اور سب سے پہلے زخمی بھائیوں کو نکالنا طے پایا۔ مجھے یہ کہا گیا کہ بستی کے پیچھے امریکی بیس کی خبر لوں۔ اس جگہ کو مرکز درویش کہا جاتا تھا جب کہ ہم اسے مرکز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ میں نے تیاری کی اور مجاہد بھائیوں کے ساتھ ضروری اسلحہ لیا پھر ہم مختلف راستوں سے باہر نکلے......اور تقریباً مسلسل ایک دن کا سفر کرنے کے بعد ہم ان پہاڑوں پر پہنچے جو مرکز درویش کو گھیرے ہوئے تھے۔ مگر جب ہم نے دیکھا کہ وہاں کوئی امریکی موجود نہیں تو میں نے بھائیوں سے تکبیر کا نعرہ بلند کرنے کو کہا مگر کچھ افغان مجاہدین نے حملہ کرنے میں جلدی کر دی جس پر ہمیں بھی حملہ کرنا پڑا۔ اس اثنا میں ہمارا گزر دو امریکیوں کے پاس سے ہوا تو ہم نے انہیں واصلِ جہنّم کر دیا۔ بیس میں بہت زیادہ کمرے تھے مگر ہمیں ساز وسامان کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ ایک کمرے میں ہمیں سولہ فوجی ملے تو میں نے بھائیوں کو ان پر پہرہ دینے کو کہا تا کہ ہم انہیں قید کر سکیں اور باقی کیمپ کی تلاشی لے سکیں۔ مگر ہیلی کاپٹر جلد ہی پہنچ گئے جس بنا پر ہمیں قیدیوں کو قتل کر کے فوراً نکلنا پڑا۔ باہر نکلتے ہی چار بھائی ہیلی کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔

اس کے بعد بھائیوں نے مکمل طور پر علاقے کو خالی کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اب شاہی کوٹ میں مواصلات کا نظام بحال رکھنا ممکن نہ تھا پس تمام بھائی اپنے اپنے منتخب کردہ علاقوں میں چلے گئے۔ میں نے قریباً دس بھائیوں کے ساتھ رختِ سفر باندھا مگر امریکی بمباری اور لمبے محاصرے کے باعث ہم نے تین دن بمشکل سفر کیا جب کہ ہمارے پاس کھانے کے لیے ایک سبز چائے کا ڈبہ اور ایک کیتلی تھی جس میں ہم برف پگھلاتے تھے۔ اس تھکا دینے والے برف پوش پہاڑوں کے سفر کے بعد پہاڑوں اور وادیوں سے گزرتے ہوئے ہم ایک ایسی بستی میں پہنچے جس میں ہمارا بہت اچھا استقبال کیا گیا۔ آج ہم اپنے آپ کو پہلے سے بہتر پاتے ہیں اور ہم جنگ کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں جہاں امریکہ نے ہمیں پہچان لیا ہے اور ہم نے بھی اسے جان لیا ہے۔ اے مجاہد بھائیو جو اس معرکے میں ہمارے ساتھ تھے تمہیں بشارت ہے خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی رحمتیں آرہی ہیں اور اے شمالی اتحاد کے لوگو اور جو ان کے اتحادی ہیں تم تیار رہو دو چیزوں کے لیے، ہماری فتح یا شہادت کے لیے اور اللہ کی پناہ اگر ہم قید ہوئے تو کیا ہوا اس سے پہلے ہم سے کہیں اچھے لوگ (صحابہؓ) قید ہوئے تھے۔ یہی مومن کا نظریہ ہے جسے قرآن بیان کرتا ہے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ (التوبة: ۵۲)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ ہم اس انتظار میں ہیں کہ اللہ ہمیں دو بھلائیوں (شہادت یا فتح) میں سے ایک عطا فرمائے گا اور تمہیں اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں عذاب دے سو تم بھی خاطر جمع رکھو اور ہم بھی انتظار میں ہیں“۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عجیب ترین لوگ!

کوئی بات نہیں ۱۴۰۰ سال پہلے بھی ان ہی خیالات کے بارے میں کہا گیا تھا ”إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ“ بے شک یہ تو عجیب ہی چیز ہے! عجیب لوگوں کی کتاب بھی عجیب سبق دیتی ہے ”أَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ“ اسی کی خدائی اسی کا حکم! خدائی صرف اطاعت کرے گی، حکم مانے گی، اپنا نہیں خدا کا...... بلکہ دوسروں سے بھی منوائے گی......نہیں مانتے تو انہیں خدا کے دین کے تحت رہنا ہوگا......حکومت کا کوئی حق نہیں حاصل نہیں...... بالادست اور سرور صرف وہ ہے، اور عجیب لوگوں کو حکم ہے کہ اس کی ”رِٹ“ قائم کر کے رہیں ”وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه“! توبہ وانفال کے احکام منسوخ نہیں ہو گئے قیامت تک باقی رہیں گے!!!

اور عجیب لوگوں کو امید ہو کہ اس ذات بابرکات کی زبانِ مبارک سے ان کے لیے ہر صورت کامیابی و کامرانی کا اعلان ہو چکا ہے جسے اپنے بیگانے سب صادق و امین کے لقب سے جانتے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم......شہید کے لیے جنت میں ۷۰ درجے ہیں اور ہر درجے کا دوسرے سے فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہے......اور جن قدموں پر راہ جہاد کا غبار پڑا ان پر آگ حرام ہوگئی......یہ فرامین عجیب لوگوں کے لیے نہیں تو آخر کن کے لیے ہیں؟؟؟ سو مبارک ہو عجیب لوگوں کو کہ آج ان کو دس دن میں ختم کرنے کے دعوے لیے آنے والے کفار تیرہ برس بعد بھی ”لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا“ کا نمونہ حسرت و یاس پیش کرتے واپس پلٹ رہے ہیں......مبارک ہو فتح مبین کی!!! مبارک ہو روز قیامت عرش کے سائے کی!!! ۷۰ لوگوں کی سفارش کی!!! ۷۰۰ گنا اجر و ثواب کی!!! حساب کتاب سے معافی کی......کس کس چیز کی مبارک دی جائے......عجیب لوگوں کی باتیں بھی عجیب، مقام اور درجات بھی عجیب!!!

دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!!!
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

امریکی کیسا افغانستان چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

معاویہ حسین بخاری

۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو نیٹو نے کابل میں افغان مشن کی اختتامی تقریب منعقد کی جس میں افغانستان میں حاصل کی گئی ''کامیابی'' کا جشن منایا گیا۔ لطیفہ یہ کہ ''دہشت گردی'' کے خلاف فتح حاصل کرنے کا جشن ''دہشت گردوں'' کے حملے کے خوف سے خفیہ رکھا گیا......تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نیٹو سربراہ جنرل جون کیمبل نے اتحادی فوجیوں کو ''کامیابی'' پر مبارک باد دی اور کہا کہ ہم افغانستان کے عوام کو جہالت کے اندھیروں سے نکا کر روشن مستقبل کی امید دے کر جا رہے ہیں......نیٹو کی قربانیوں کی بدولت آج افغانستان مضبوط ہے اور ہمارے ملک محفوظ ہیں......

افغانستان میں امریکہ کی ناکامی اور شکست کسی سے ڈھکی چھپی نہیں......

امریکہ افغانستان میں جو مقاصد لے کر آیا تھا وہ حاصل نہ کر سکا......تاہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیٹو افواج کے انخلا کے بعد کیا افغان حکومت حالات کو قابو میں رکھ پائے گی؟ یا امریکہ کے کھربوں ڈالر اور ہزاروں فوجیوں کی ہلاکتیں ضائع اور بے کار رہیں گی؟ نیٹو افواج کے انخلا کے بعد امریکہ افغانستان میں جو حالات دیکھنا چاہتا ہے اس کا دارومدار چار بنیادی نکات پر ہے......

افغان فورسز کی کارکردگی:

مستحکم افغان حکومت:

ہمسایہ ممالک کا تعاون:

طالبان کے ساتھ مذاکرات:

افغان فورسز کی کارکردگی:

نیٹو افواج کے چلے جانے کے بعد ملک کی سیکورٹی کا سارا بوجھ افغان افواج کے کندھے پر آ چکا ہے......امریکہ نے اس مقصد کے لیے ۲ لاکھ افغان فوج اور ڈیڑھ لاکھ افغان پولیس تیار کی ہے...... تاہم افغان افواج کی صلاحیت کے بارے میں خود امریکہ بھی خدشات کا شکار ہے......امریکی جریدے اور تھنک ٹینک اس حوالے سے مسلسل اپنے تجزیات اور رپورٹس شائع کرتے رہے ہیں لیکن کوئی رپورٹ بھی امریکہ کے لیے حوصلہ افزا نتائج نہ لا سکی...... ان رپورٹس میں افغان فوج کو طالبان کا مقابلہ کرنے کے لیے ناکافی قرار دیا گیا ہے......

اسی حوالے سے ایک امریکی تھنک ٹینک کی رپورٹ کے مطابق امریکہ افغان فوج کی بروقت تربیت کرنے میں ناکام رہا ہے......نیٹو کے انخلا کے ساتھ ہی افغان فوج کو ملک کی سیکورٹی سنبھالنے کے قابل ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا......نیٹو فضائیہ کی غیر موجودگی میں افغان افواج کی موجودہ کارکردگی بھی آدھی رہ جائے گی...... افغان فضائیہ ابھی اس قابل نہیں کہ دورانِ جنگ دوست و دشمن کے مابین فرق کرتے ہوئے ٹھیک نشانے پر بمباری کر سکے......

اس کے علاوہ افغان فوج کی تعداد ڈھائی لاکھ سے کم کر کے دو لاکھ پر لانے کی امریکی پالیسی پر بھی سوالات اٹھائے گئے......نوکری سے فارغ کر دیے جانے والے ۵۰ ہزار فوجیوں کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ ان نوجوانوں کو فوجی تربیت دے کر بے روزگار کر دیا گیا ہے...... یہ افراد طالبان یا وارلارڈز میں شمولیت میں دیر نہیں لگائیں گے......اس کے علاوہ امریکہ، افغان افواج کے اندر انٹیلی جنس کا مضبوط نظام قائم کرنے میں بھی ناکام رہا جس کی وجہ سے افغان فورسز کے اندر سے حملوں میں سیکڑوں صلیبی فوجیوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے، جس کے بعد صلیبی و افغان فوج کے اختلاط پر پابندی لگا دی گئی اور دوران تربیت بھی افغان فوجیوں کو بندوقیں خالی رکھنے کا حکم دے دیا گیا......

صلیبی افواج نے جو علاقے افغان افواج کے حوالے کیے وہاں پر افغان فوج کنٹرول رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے......طالبان چھاپہ مار حملوں سے بڑھ کر اب علاقے فتح کر رہے ہیں اور وہاں نظام شرعی کا نفاذ کر رہے ہیں......طالبان اپنے علاقوں میں کھلے عام گشت کرتے ہیں اور ایسے اضلاع سے گزرنے کے لیے افغان فوج کو معاہدہ کرنا پڑتا ہے...... طالبان گورنر بھی فعال ہیں اور شرعی عدالتیں بھی عوام میں مقبول ہو چکی ہیں......افغان فوج کا جانی نقصان بھی مسلسل بڑھ رہا ہے......اس کے علاوہ نئے بھرتی ہونے والے فوجی جنگ کے دباؤ سے فوج چھوڑ کر جا رہے ہیں...... افغان فوج کو چھوڑنے والے اہل کاروں کی تعداد ۲۰ ہزار سالانہ سے بھی تجاوز کر گئی ہے......

ایسے حالات میں صلیبی دنیا افغان افواج سے مایوس ہو چکی ہے......افغان افواج کی صلاحیت اور کارکردگی واضح ہو جانے کے بعد اب امریکہ مذاکرات کا سہارا لینا چاہ رہا ہے اور طالبان کو مذاکرات کی دعوت دی جا رہی ہے......افغان صدر اشرف غنی کئی

> پاکستان افغانستان کے معاملے میں امریکی توقعات پوری کرنا تو درکنار امریکی انخلا کو ہی اپنی موت تصور کرتا ہے......یہی وجہ ہے کہ امریکی افواج کے ۲۰۱۴ء میں مکمل انخلا کی سب سے زیادہ مخالفت پاکستان ہی کی طرف سے دیکھنے میں آئی تھی......

بار طالبان کو مذاکرات کی دعوت اور افغان حکومت میں وزارتوں کی پیشکش کر چکا ہے لیکن طالبان نے تمام تجاویز کو یکسر مسترد کر دیا ہے......

مستحکم افغان حکومت:

ایک مستحکم افغان حکومت ہی امریکہ کو خطے میں ''دہشت گردی'' کے خلاف مدد دے سکتی ہے......امریکہ کو ایک ایسی افغان حکومت درکار ہے جو تمام انتظامی امور چلانے کے قابل بھی ہو اور امریکہ کی مکمل وفادار بھی ہو......اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کے اشتراک سے قائم ہونے والی حکومت سے امریکہ فرماں برداری کی امید تو رکھ سکتا ہے لیکن یہ حکومت کسی صورت بھی ایک مستحکم حکومت دکھائی نہیں دیتی...... اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کے اختلافات دائمی ہیں اور اس قدر اختلافات کی موجودگی میں مخلوط حکومت کبھی بہتر طریقے سے کام نہیں کر سکتی......

اس کے علاوہ کرپشن بھی افغانستان کا ایک بڑا مسئلہ ہے......افغان حکومت کا شمار دنیا کی کرپٹ ترین حکومتوں میں ہوتا ہے...... افغان فوج میں بھی بڑے پیمانے پر کرپشن پائی جاتی ہے جب کہ پولیس کو منشیات فروشی، بھتہ خوری اور انسانی سمگلنگ میں بھی ملوث پائی گئی ہے......سرکاری عدالتوں میں فیصلے طاقت اور پیسے کی بنیاد پر ہوتے ہیں......ایسے حالات میں افغان عوام کا طالبان پر اعتماد مزید بڑھ گیا ہے...... طالبان کی طرف سے طاقت کے ناجائز استعمال کی بجائے عوام کی خدمت کا جذبہ دیکھ کر افغان مسلمان، مجاہدین میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں...... افغان عوام حالیہ حکومت اور امارت اسلامیہ افغان کے طرز حکومت کا موازنہ کرتے ہیں تو امریکہ کے لیے ان کی نفرت مزید بڑھ جاتی ہے......اور یہی نفرت اور بغاوت مستقبل میں طالبان کے لیے افغان حکومت کا تختہ الٹنے کی راہ ہموار کرے گی......

ہمسایہ ممالک کا کردار:

افغانستان پر طالبان کے دوبارہ اقتدار کو روکنے کے لیے امریکہ ہمسایہ ممالک سے بھی مسلسل تعاون کی اپیل کر رہا ہے......ایران اس معاملے میں امریکہ کے ساتھ مکمل تعاون کر رہا ہے اور ایران نے امریکہ کے ساتھ باقاعدہ مشترکہ فوجی آپریشنز میں بھی حصّہ لیا......امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستان کا کردار اس معاملے میں سب سے زیادہ اہم ہے......امارت اسلامیہ کو گرانے میں بھی بنیادی کردار پاکستان نے ہی ادا کیا تھا اور نیٹو انخلا کے بعد بھی امریکہ کی سب سے زیادہ توقعات پاکستان سے ہی وابستہ ہیں......لیکن پاکستان اس وقت افغانستان کے معاملات میں زیادہ دخل اندازی کی پوزیشن میں نہیں، پاکستان خود آزاد قبائل میں فوجی آپریشن کرنے میں جتا ہوا ہے......اس کے علاوہ امریکہ کا ساتھ دینے اور طالبان رہنماؤں کی گرفتاریوں کے بعد پاکستانی حکومت بھی طالبان کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات کے قابل نہیں رہی...... پاکستان افغانستان کے معاملے میں امریکی توقعات پوری کرنا تو درکنار امریکی انخلا کو ہی اپنی موت تصور کرتا ہے......یہی وجہ ہے کہ امریکی افواج کے ۲۰۱۴ء میں مکمل انخلا کی سب سے زیادہ مخالفت پاکستان ہی کی طرف سے دیکھنے میں آئی تھی......

طالبان کے ساتھ مذاکرات:

امریکہ کے پاس افغانستان سے محفوظ واپسی اور رہی سہی عزت بچانے کا واحد راستہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کا ہے......امریکہ طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے...... "we do not negotiate with terrorists" کا ڈائیلاگ اب پرانا ہو چکا ہے......امریکہ کا طاقت کا نشہ اب اتر چکا ہے اور اب طالبان کو نہ صرف مذاکرات کی میز پر بلایا جا رہا ہے بلکہ انہیں وزارتوں کی پیش کش بھی کی جا رہی ہے......لیکن طالبان نے کسی بھی قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا ہے...... طالبان اپنے پرانے موقف پر قائم ہیں کہ جب تک ایک بھی صلیبی فوجی افغانستان میں موجود ہے صرف قتال ہی ہمارا واحد راستہ ہے......

دیکھا جائے تو افغانستان کے حالات کسی صورت بھی امریکہ کی حق میں نہیں جا رہے......افغان افواج طالبان کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں......افغان حکومت اس قابل بھی نہیں کہ امریکی امداد کے بغیر ایک ماہ بھی حکومت چلا سکے...... پاکستان خود امریکی فوج کی موجودگی کا محتاج ہے اور طالبان کسی صورت امریکہ کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ نہیں......اوباما کی طرف سے افغان مشن میں ایک سال کی توسیع اور ۱۲ ہزار فوجیوں کا افغانستان میں مزید قیام اسی بات کی نشانی ہے کہ امریکہ کے پاس باقی آپشن ختم ہو چکے......امریکہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ بارہ ہزار فوجی بھی فقط پاکستان اور افغان حکومت کے لیے سہارے کا کام دے سکتے ہیں...... طالبان کی پیش قدمی روکنے کے لیے یہ تعداد ناکافی ہے......لیکن افغان جنگ کا معاشی اور نفسیاتی بوجھ اب امریکہ کی برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے اور جلد یا بدیر امریکہ کو افغانستان سے رخصت ہی ہونا پڑے گا......اور امریکہ کے رخصت ہوتے ہی افغان حکومت اور افغان افواج جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گی......افغانستان کی سرزمین ایک اور سپر پاور کا قبرستان بننے کا اعزاز حاصل کر چکی ہے اور اس بار طالبان کی حکومت پہلے سے کہیں زیادہ طاقت ور اور منظم ہوگی، ان شاءاللہ۔

> امریکہ، افغان افواج کے اندر انٹیلی جنس کا مضبوط نظام قائم کرنے میں بھی ناکام رہا جس کی وجہ سے افغان فورسز کے اندر سے حملوں میں سیکڑوں صلیبی فوجیوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے، جس کے بعد صلیبی و افغان فوج کے اختلاط پر پابندی لگا دی گئی اور دوران تربیت بھی افغان فوجیوں کو بندوقیں خالی رکھنے کا حکم دے دیا گیا......

☆☆☆☆☆

مجاہدین سے نظامِ پاکستان کی خیانتیں

صہیب احسن

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے چند دن بعد، فرعونِ عصر بش نے اپنی تقریر میں کہا ہے:

''ہم دہشت گردوں پر دنیا تنگ کر دیں گے، ان کی فنڈنگ ختم کروا دیں گے، انہیں ایک دوسرے سے الجھا دیں، اور انہیں در بدر کر دیں گے یہاں تک کہ ان کے لیے کوئی ٹھکانہ یا کوئی آرام گاہ باقی نا بچے گی''......

یہ رعونت تھی اس کے لہجے کی، یہ غرور و تکبر تھا اس کو اپنی ٹیکنالوجی پر، اور پھر مجاہدینِ اسلام کی حوالگی کا مطالبہ بھی اسی رعونت بھرے لہجے میں کیا گیا، اور کہا گیا کہ ان شرائط پر کوئی سمجھوتا نہیں ہوگا...... جواب میں اللہ کا ایک بندہ، دنیا جسے ملا عمر کے نام سے جانتی ہے، اس کا جواب یہ تھا

''اللہ تعالی نے ہم سے فتح کا وعدہ کیا ہے جب کہ بش نے ہزیمت کا......

جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون سا وعدہ سچّا ہے؟''

اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ ایک اور فرعون، اپنی تمام تر رعونت کے ساتھ افغانستان کے کہساروں میں خاک ہوا...... ملا عمر مجاہد نصرہ اللہ نے کسی ایک مسلمان کو کفار کے حوالے کرنا گوارہ نا کیا...... دنیا نے دیکھا کہ کیسے مسلمان ایک جسدِ واحد کی طرح ہیں، کیسے رنگ و نسل اور ممالک کی قید سے آزاد، ایک توحید کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں یہ شرق تا غرب...... سب نے دیکھ لیا کہ ملا عمر کے رب کا وعدہ سچّا تھا، اور فرعون کے مقدر میں آج بھی ضلالت و رسوائی ہے...... شیخ اسامہ رحمہ اللہ و دیگر مجاہدین کی حوالگی کے مطالبے کہ ایک سوال پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کا جواب کچھ یوں تھا:

''میں مسلمانوں کے لیے اپنی زندگی میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا جو ان کے لیے شرمندگی کا باعث ہو''......

بش نے بڑائی کے زعم میں تکبر سے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''دہشت گردی کے خلاف جنگ میں یا آپ ہمارے ساتھ ہیں یا دہشت گردوں کے ساتھ''...... اور یہی آزمائش کی گھڑی تھی، کہ کون ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے، کون اللہ رب العزت کے وعدوں پر یقین رکھتا ہے...... اللہ رب العزت نے تو قرآن میں یہ صفیں واضح فرما دیں اور ساتھ ہی شیطان و کفر کی چالوں کے بودے ہونے کی بھی بشارت دے دی...... سورۃ النساء آیت ٧٦ میں ارشاد باری تعالی ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

''جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لیے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو...... (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے''۔

پس اس آیت کے مصداق، مجاہدینِ اسلام عالمِ کفر کے خلاف صف بستہ ہو گئے...... ۵۲ ممالک کی ''ٹیکنالوجی'' سے لیس افواج ایک کمزور و ناتواں ریاست پر ٹوٹ پڑیں، عقلِ انسانی حیران تھی کہ اس قوت کا کیا مقابلہ، لیکن

بے خوف و خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

نبیٔ ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کا ایمان کفر کے لشکروں کو دیکھ کر اور بڑھ گیا، ان کے سامنے تو بس دو ہی راستے تھے، فتح یا شہادت کی پاکیزہ موت...... ایک جانب جہاں اللہ کے یہ بندے جو عرب تا عجم ہر نسل و قومیت سے تعلّق رکھتے تھے، اور جو کلمہ لا الہ کی ڈور سے بندھے تھے، وہ اس امت کے کل پر اپنا پاکیزہ لہو وارنے لگے، تو دوسری جانب کچھ بزدل اللہ کے بجائے امریکہ کو الہٰ بنا بیٹھے اور امتِ اسلام سے بدترین غداری کے مرتکب ہوئے...... پاکستان کے خائن حکمران، کہ جو اللہ کے مقابل امریکہ کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے، کہنے لگے ''اگر ہم نے امریکہ کا ساتھ نا دیا تو وہ ہمیں پتھر کے دور میں پہنچا دے گا''...... بس پھر چاکری و غداری کی وہ مثالیں قائم کی گئیں کہ خود 'آقا' بھی اعتراف کر اٹھا کہ ''اتنے تو ہم نے مطالبات نہیں کیے تھے جتنے مان لیے گئے''...... پھر ایک جانب افغانی کہساروں میں تلاوتوں و اعمال کی چھاؤں میں بھاری ضربوں کے ساتھ کفر کی جمعیت پارہ پارہ کی جانے لگی، وہیں ہمسایہ ریاست پاکستان میں موجود طاغوتی حکومت نے مجاہدینِ اسلام پر گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا...... عرب و عجم کے کتنے ہی ہیرے چند ڈالروں کے عوض امریکہ کو بیچ دیے گئے، فضائیں اور سڑکیں امریکیوں کی گزرگاہیں بن گئیں، زمین سے کمک اور فضا سے امت مسلمہ پہ بم باری کی جانے لگی...... ٹام ہاک کروز میزائلوں اور ڈیزی کٹر بموں سے غیرت مند افغانوں کی زمین لرزا دی گئی...... لیکن اللہ کے شیروں کے قدم ہر گرتے بم کے ساتھ مضبوط ہی ہوتے چلے گئے...... امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے جنگی حکمت عملی کو سامنے رکھتے ہوئے، اور عام مسلمانوں کو نقصان سے بچانے کی خاطر آبادیوں سے کہساروں کی جانب پسپا ہونے کا حکم جاری فرمایا...... اور ایک بھرپور چھاپہ مار جنگ کی تیاری کا حکم دیا...... پھر صلیبیوں کو زمین پر آنے

کے بعد اس حقیقت کا ادراک ہوا کہ اس زمین پر آنا تو ان کے بس میں تھا، مگر یہاں سے جانے شاید نہیں......

مجاہدین اسلام کا اپنی صفوں کو منظم کر لینے کے بعد صلیبیوں پر یلغار کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا گیا کہ وہ نہ زمین پر محفوظ رہے نا آسمان میں......چلتی گاڑیاں اور قافلے مجاہدین کی بارودی سرنگوں کے ذریعہ ان کے ناپاک اجسام کو چیتھڑوں میں تبدیل کر دیتے تو دوسری جانب، نقل وحرکت محدود کر دینے اور کیمپوں تک محدود ہو جانے پر، فدائینِ اسلام بارود کے ٹرکوں سے ان کی کمین گاہیں اڑا ڈالتے......الغرض ہر طریقہ سے ''ٹیکنالوجی'' کا غرور خاک ہونا شروع ہو گیا......

ایک جانب تو مجاہدینِ اسلام کفر کو دن میں تارے دکھانے میں مصروف تھے، تو دوسری جانب صلیبی وصیہونیوں کے فرنٹ لائن اتحادی، کفر کے کاسہ لیس اور غلام پاکستان کی حکومت اور رائل انڈین آرمی حبِ دین رکھنے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے در پے ہو گئیں......مجاہدین کو گرفتار کر کے زندانوں میں پھینکا جانے لگا، کسی کو ڈالروں کے عوض بیچا جانے لگا، تو کہیں فوج میں سے اسلام پسند طبقے کا اخراج کیا جانے لگا......امریکیوں کے ساتھ مل کر غیرت مند قبائل کی سرزمین پر چھاپہ مار کارروائیوں کے ذریعہ مجاہدین کو شہید اور گرفتار کرنے کی کوششیں شروع کر دیں......اور پھر چشم فلک نے وہ شرم ناک منظر بھی دیکھا جب امت کی بیٹی عافیہ کو ان لعینوں نے صلیبی اتحاد کے سرغنہ امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا......اسی پر بس نہیں بلکہ کفر کے شانہ بشانہ ''عالمی امن کے لیے'' مجاہدین سے لڑنے کے لیے میدانِ عمل میں اتر آئے اور غیرت مند قبائل کی سرزمین پر باقاعدہ طور پر فوج پہلی بار داخل ہو گئی...... اور وہاں مجاہدین سے جنگ میں مگن ہو گئی......

طاغوتی حکمرانوں کے چہرے سے نقاب اس وقت بھی اتر گیا جب کشمیر میں ہندو بنئے کے ساتھ فائر بندی کر کے مجاہدین کشمیر کے ساتھ بدترین غداری کا ثبوت دیا گیا......پھر یہ مرتدین اپنے ارتداد میں بڑھتے ہی چلے گئے، اسلام سے محبت رکھنے والے، کتنے ہی پرنور چہروں والے نوجوان، بنا کسی جرم کے اٹھا اٹھا کر لاپتہ کر دیے گئے......دنیا کے ہر قسم کے قانون سے بالاتر ہو کر وحشت و درندگی کی بدترین مثالیں قائم کی گئیں...... ڈالروں کی ہوس، اور ملعون دنیا کی محبت نے انہیں خونِ مسلم کی ایسی چاٹ لگا دی جو کسی طور کم ہی نہ ہوتی تھی......اور پھر اسی دوران میں لال مسجد و جامعہ حفصہ کا اندوہ ناک سانحہ

ایک جانب جہاں اللہ کے یہ بندے جو عرب تا عجم ہر نسل وقومیت سے تعلّق رکھتے تھے، اور جو کلمہ لا الہ کی ڈور سے بندھے تھے، وہ اس امت کے کل پر اپنا پاکیزہ لہو وارنے لگے، تو دوسری جانب کچھ بزدل 'اللہ کے بجائے امریکہ کو الہٰ' بنا بیٹھے اور امتِ اسلام سے بدترین غداری کے مرتکب ہوئے...... پاکستان کے خائن حکمران، کہ جو اللہ کے مقابل امریکہ کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے، کہنے لگے ''اگر ہم نے امریکہ کا ساتھ نا دیا تو وہ ہمیں پتھر کے دور میں پہنچا دے گا''......بس پھر چاکری وغداری کی وہ مثالیں قائم کی گئیں کہ خود 'آقا' بھی اعتراف کر اٹھا کہ ''اتنے تو ہم نے مطالبات نہیں کیے تھے جتنے مان لیے گئے''......

پیش آیا......اللہ کا گھر اور معصوم و پاکیزہ طالبات کی درس گاہ فاسفورس سے جلا دی گئی...... معصوم طلبہ وطالبات کو شہید کر دیا گیا اور کتنے ہی ایسے تھے جن کو لاپتہ کر دیا گیا، صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ کلمہ کی بنیاد پر بنے اس ملک میں کلمہ لا الہ کی حکمرانی کا مطالبہ کرتے تھے......

اس سربریت نے اس ناپاک فوج وحکومت کی اسلام دشمنی ہر خاص وعام پر عیاں کر دی اور امیرِ محترم بیت اللہ محسود شہید رحمہ اللہ' جو کہ افغانستان کے محاذوں پر دادِ شجاعت دے چکے تھے' کی زیرکمان تحریک طالبان پاکستان نے 'شریعت یا شہادت' کے نعرے تلے سرزمینِ پاکستان میں بڑے پیمانے پر طاغوتی حکومت اور فوج کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کر دیا، مجاہدین پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والی ''بہادر'' فوج اس ردعمل پر بوکھلا گئی، اور ''بہادری'' میں اس حد تک آگے چلی گئی، کہ وردی بھی دفتر میں جا کر پہننے لگی......بیت اللہ محسود رحمہ اللہ نے قبائل میں بھی اور بالخصوص حلقہ محسود میں بہت سی قبائلی روایتوں کو ختم کر کے خالص اسلامی ماحول قائم کر دیا...... تحریک کے فدائین نے ناپاک فوج اور اس کے معاون طاغوتی اداروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی......نیٹو کے سامانِ رسد کے قافلوں پر پے در پے حملوں کے ذریعہ سے غاصب صلیبیوں کی کمک کی کمر توڑ دی......مجاہدین طالبان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والی ناپاک فوج وحکومت کو، کہ جنہوں نے طالبان سفیر تک کو امریکہ کے ہاتھوں بیچ دیا تھا، ایسا زبردست سبق سکھایا کہ وہ اپنے ''قلعوں'' تک محدود ہو گئے......

شریعت کے نفاذ کی یہ تحریک، جو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ سے بیعت تھی، دن بدن مضبوط ہی ہوتی گئی اور قبائل سے نکل کر ملک کے طول وعرض میں پھیلتی چلی گئی......یہاں تک کہ سوات کی غیور عوام بھی مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑی ہو گئی اور سوات بھی نفاذِ دین کی جدوجہد کا ایک بڑا میدان بن گیا......بیت اللہ محسود رحمہ اللہ نے صرف پاکستانی مرتد افواج واداروں کو نشانہ نہیں بنایا بلکہ افغانستان میں بھی مسلسل تشکیلات کے ذریعہ عالمی کفر کا جینا دوبھر کیے رکھا......بیت اللہ محسود رحمہ اللہ کی ڈرون میں شہادت کے بعد اللہ رب العزت نے اس پاکیزہ تحریک کو ایک اور بہترین عسکری قائد سے نوازا اور حکیم اللہ محسود رحمہ اللہ کی قیادت میں امریکی و پاکستانی طاغوت پر یہ تحریک قہرِ الٰہی بن کر نازل ہوتی رہی......حکیم اللہ محسود رحمہ اللہ نے جہاں پاکستان میں طاغوت کے ایوانوں پر لرزہ

طاری کیے رکھا اور شریعت یا شہادت کے نعرے سے اولیائے الطاغوت کے دلوں کو سکیڑتے رہے، وہیں خوست میں فدائی ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ کے ہاتھوں امریکی سی آئی اے کو اس کی تاریخ کا دوسرا بڑا ترین نقصان پہنچایا اور فیصل شہزاد فک اللہ اسرہ کے ذریعہ امریکہ کو باور کروایا کہ جب تک تمہارے خونی پنجے مسلمانوں کے لہو سے سرخ ہیں، تم ہماری پہنچ سے محفوظ نہیں ان شاء اللہ......امریکہ اور پاکستانی طاغوت کی آنکھوں میں کھٹکنے والے امت کے یہ ہیرے ان کی مشترکہ کارروائی اور ریکی میں کچھ عرصہ کے فرق سے شہید کر دیے گا اور اپنے رب کی جنتوں کے راہی بن گئے......

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

''مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا......تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا''

ملک میں جہاں کہیں بھی شریعت کے نفاذ کی صدا اٹھی، رائل انڈین آرمی نے اسے بزورِ قوت دبانے کی بھرپور کوشش کی، اسلام آباد کی لال مسجد سے لے کر قبائل و سوات تک، محبانِ دین نے شجاعت و قربانیوں کی ان گنت مثالیں رقم کیں......اور آج اِنہی قربانیوں اور رب تعالیٰ کی خاص مہربانی کی بدولت ملک کے طول و عرض میں مجاہدین مضبوط ہیں......اور عنقریب ہی اس کھوکھلی طاغوتی حکومت و فوج کا غرور خاک کر کے اس دیس کو نورِ لاالہ سے جگمگانے والے ہیں ان شاء اللہ......

یہ صلیبی جنگ کفار و ان کے اتحادیوں کے خلاف افغانستان اور پاکستان دونوں میں لڑی گئی......اور ملا عمر کے رب کا وعدہ پوری بشارتوں کے ساتھ سچا ہوا......آج وہ مقدس تحریک جو ایک مدرسہ کے طالب علم نے تنہا شروع کی تھی، اور جس نے بیش تر افغانستان پر رب کا قانون نافذ کر لیا تھا، ایک بار پھر سے غلبہ کے لیے تیار ہے......اور فتح کی نوید اب کی باران شاء اللہ پاکستان سے ہوتے ہوئے ہند، بنگلہ و برما تک ہیں، کہ یہ لشکر اب رکنے والے نہیں، اور شریعت یا شہادت سے کم کسی بات پر راضی ہونے کے نہیں......یہ مجاہدین تو اپنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں پر یقین رکھتے ہیں......یہ راہِ جہاد کی فضیلتوں سے آگاہ ہیں، رب کی جنتوں کے شیدائی اور قفسِ دنیا میں اس رب کے حکم کے مطیع ہیں......راہِ حق پر رب کے بھروسہ پر بڑھتے یہ قدم امت کی نشاۃ ثانیہ کی نوید ہیں......

اس ۱۳ سالہ صلیبی جنگ میں قابض امریکی لاشوں و نفسیاتی مریضوں کے علاوہ کچھ بھی حاصل نا کر سکے......شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو شہید کر دیا گیا، لیکن شیخ اسامہ کا نظریہ، جماعۃ القاعدہ کا نظریہ آج دنیا کے کونے کونے میں ابھرتا نظر آتا ہے، اور شکست خوردہ اذہاں پر ہتھوڑا بن کر برس رہا ہے......امت مسلمہ بابرکت جہاد کی بدولت محکومیت سے ایک نئی وحدت بن کر ابھر رہی ہے، جو ظلم و طاغوت کا انکار کرتے ہوئے مسلم خطوں سمیت یورپ و امریکہ میں بھی سربلندی اسلام کے لیے کوشاں ہے......کواشی برادران، جنہوں نے گستاخ رسول' کارٹونسٹوں کو ان کے ابدی ٹھکانے جہنّم کی جانب سدھارا، اس کی تازہ اور روشن مثالیں ہیں کہ یہ امت احتجاجوں وریلیوں سے نکل کر اب عملی طور پر کفر کو للکارنے والی بن چکی ہے......اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مجاہدین اسلام کو حق منہج پر قائم رکھتے ہوئے ساری دنیا میں غالب فرما دیں، یہاں تک کہ دین سارا اللہ ہی کے لیے ہو جائے اور فتنہ فساد اس دنیا سے ختم ہو جائے......

ملا عمر مجاہد نصرہ اللہ نے کسی ایک مسلمان کو کفار کے حوالے کرنا گوارہ نا کیا......دنیا نے دیکھا کہ کیسے مسلمان ایک جسدِ واحد کی طرح ہیں، کیسے رنگ و نسل اور ممالک کی قید سے آزاد، ایک توحید کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں یہ شرق تا غرب......سب نے دیکھ لیا کہ ملا عمر کے رب کا وعدہ سچّا تھا، اور فرعون کے مقدر میں آج بھی ضلالت و رسوائی ہے......

☆☆☆☆☆

بقیہ: معرکہ ایمان و مادیت

۲۰۰۱ء میں ایوان ریڈلی طالبان کے ہاتھوں گرفتار ہوتی ہیں اور ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتی ہیں......۲۰۱۰ء میں کرس ٹارانتینو نامی امریکی فوجی نے اسلام قبول کیا، جنوری ۲۰۱۳ء میں جیمز گرانٹ نامی امریکی فوجی نے کنڑ صوبے میں قائم اتحادی افواج کے کیمپ میں اسلام قبول کیا اور افغان عوام کے ایک مجمع میں کلمہ شہادت پڑھا......۲۰۱۳ء اپریل میں ٹیری ہولڈ بروکس کی گوانتاموبے میں بطور گارڈ تعیناتی ہوتی ہے، وہ قیدیوں کے عزم و ولولے اور روزانہ کے معمولات کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا اور بالآخر مسلمان ہوتا ہے......

یہ چند مثالیں تھیں، جتنی بڑی تعداد میں امریکہ میں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اس سے امریکہ اب خود پریشان ہے......ایک ایسی ریاست جہاں شیطانیت بطور مذہب اختیار کرنے کی آزادی ہو، جس کی معیشت کا دارومدار سود، استحصال، طبقاتی تقسیم اور منافع کے حصول کے لیے جائز ناجائز ہر راستہ اختیار کرنے کی آزادی ہو......ایسی مادیت پرستی ایمانی طاقت کے سامنے ہار چکی......اب وہ وقت دور نہیں جب دنیا بھر میں امریہ کا قائم کردہ استحصالی نظام زمین بوس ہوگا اور اس کی جگہ انسانیت کو شریعت اسلامیہ کی برکات سمیٹنے کا موقع میسر ہوگا......

☆☆☆☆☆

معرکۂ افغانستان اور مجاہدین کے ذرائع ابلاغ

عبیدالرحمٰن زبیر

ذرائع ابلاغ کے ذریعے ذہنوں کو مسخر کرنے،معاشروں کو اپنے ڈھب پر ڈھالنے اور اپنے مدعا و پیغام کو عامۃ الناس کی فہم و ذکاوت کے مطابق پیش کر کے اُنہیں اپنا ہم نوا بنانے کی کوششیں اور جتن ہر دور میں کیے گئے......ذرائع ابلاغ ہی ہیں جو ہمیشہ سے کسی بھی نظریے کے اہم ترین ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار کی حیثیت رکھتے ہیں...... یہی وجہ ہے کہ دورِ نبوی سے ہی دین کی اشاعت اور اس کے فہم کو عام کرنے اور اس کی دعوت کے ابلاغ و پرچار کے لیے قلم و قرطاس سے لے کر شعر و بیان تک ہر صنفِ پیغام رسانی کو بھرپور طور پر استعمال کیا گیا......

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی میدان میں بھی کامیابیوں کے تذکروں کو عام کرنے، دشمنوں کی کمزوریوں طشت ازبام کرنے اور اُن پر لشکر اسلام کی دھاک بٹھانے اور اُن کے پھیلائے گئے مکروفریب کے جال کا تدارک و علاج کرنے کی غرض سے اُس وقت کے میسر ابلاغی ذرائع کو استعمال کیا......حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلّق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ محمد کی جان ہے! یہ اشعار ان کفار پر تیروں کے اثر انداز ہونے سے بھی زیادہ اثر رکھتے ہیں''۔

(مصنف عبدالرزاق)

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''مشرکین کی ہجو کرو (ان کی مذمت میں اشعار پڑھو) اور جبرائیل علیہ السلام بھی (اس کام میں) تمہارے ساتھ ہیں''۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''وہ کفار کے مقابلہ میں (اپنی شاعری کے ذریعے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا کرتے تھے''۔ (متفق علیہ)

دورِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کا شر انگیز استعمال ہی ہے جو مسلم معاشروں پر کفار کی گرفت مضبوط کرنے کا اہم ذریعہ ہے......اگر یہ کہا جائے کہ کفر کے پاس نظامِ کفر کو استحکام فراہم کرنے، اُس کے کارندوں کے سیاہ کرتوتوں پر پردہ ڈالنے، امت پر اُس کے ڈھائے جانے والے مظالم کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے، جہاد و قتال کے معرکوں میں بری طرح پٹنے کے بعد اپنی شکست و ہزیمت کو اپنی عوام سے اوجھل رکھنے اور مجاہدین کے خلاف ہمہ گیر جنگ میں اُن کی کردار کشی کے ذریعے اُن کی منفی تصویر پیش کرنے کا بڑا اور موثر ذریعہ یہی ذرائع ابلاغ ہی ہیں تو غلط نہ ہوگا......

آج دنیا کے جس خطے میں بھی مسلمان نوجوان' جہادی تحریک کو مضبوط کرتے ہوئے کفر اور اُس کے آلۂ کاروں کے مسلط کردہ نظام سے بغاوت کی طرح ڈال رہے ہیں' وہاں کفر اور اُس کے حواری ان نوجوانوں کے مقابلے میں عاجز آنے کے بعد' میڈیا وار' کے ذریعے ان کو امت سے کاٹنے اور ان محسنین امت کے لیے نفرت و بے زاری پیدا کرنے کی مہمات میں مصروف پر ہیں......صلیبی صیہونی فساد کے علم برداروں نے ظالمانہ اور جابرانہ سرمایہ دارانہ نظام کی جکڑ بندیوں میں دنیا کو قید کر کے مترفین اور اللہ سے باغیوں کے ٹولے کو انسانیت کی گردنوں پر سوار کیا تو اللہ کے کچھ بندوں نے اپنے رب کی توفیق سے ہر قسم کے طاغوت کا انکار کرتے ہوئے، سرمایہ دارانہ نظام یہود کی حاکمیت و بالادستی کو ماننے سے انکار کیا......جس کے نتیجے میں وہ کشمکش اور جنگ شروع ہوئی جسے دنیا والے ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا نام دیتے ہیں......

آج اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ کے دشمن میدانِ کارزار میں ہر حوالے سے یہ جنگ ہار چکے ہیں......لیکن شیطانی منصوبہ ساز کفار اپنی اس شکست کو کسی طور قبول کرنے کو تیار نہیں، اسی طرح اپنی عوام پر اس حقیقت کے منکشف ہونے کے ڈر سے جھوٹے پروپیگنڈوں اور جہاد مخالف مہموں کے ذریعے اُن کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں......

آج کے' کارپوریٹ میڈیا' کی نظریں دنیا بھر میں کفار کے مسلمانوں پر توڑے جانے والے مظالم سے یکسر بند رہتی ہیں......پہلی خلیجی جنگ کے بعد محض چھ سات سال کے عرصے میں عراق میں ۱۰ لاکھ سے زائد بچے عالمی پابندیوں کے باعث بیماریوں اور خوراک کی کمی کا شکار ہو کر شہید ہوئے لیکن میڈیا کو اُن کا غم بیان کرنے کی توفیق نہیں ہوئی......یہودِ بے بہبود آٹھ دہائیوں سے فلسطینی مسلمانوں کی زندگیوں کو آزارِ مسلسل بنائے ہوئے ہیں، لاکھوں فلسطینی بچے، خواتین اور بزرگ شہید کیے جا چکے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں ہجرت کی زندگی گزار رہے ہیں لیکن یہود نواز عالمی میڈیا میں اُن کی کوئی شنوائی نہیں......افغانستان میں صلیبیوں نے ۱۳ سالوں کے دوران میں کیا کچھ مظالم نہیں توڑے، لیکن ''' غیر جانب دار'' میڈیا کی خون مسلم کی ارزانی سے چشم پوشی قائم و دائم رہی......برما میں بدھ دہشت گردوں نے ہزارہا مسلمان خواتین، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو کاٹ کر رکھ دیا لیکن ''انسانیت نوازی'' کا دم بھرنے والے میڈیا نے ان مسلمانون کی چیخ و پکار پر کان تک نہیں دھرا......وسطی افریقہ میں عیسائیوں کے ہاتھوں

مسلمانوں کی نسل کشی جاری ہے لیکن میڈیا پر خاموشی کے سائے ہیں......شام میں چار سالوں میں بشار قصائی نے کیسی کیسی قیامتیں نہیں ڈھائیں لیکن ذرائع ابلاغ کے ہاں یہ سب ایک آدھ سرخی اور چند تجزیوں سے بڑھ کر اہمیّت نہ پا سکا......مشرقی ترکستان اور شیشان میں سوشلسٹ چین اور کمیونسٹ روس نے مسلمانوں پر زندگی کے شب وروز کس قدر تنگ کر دیے ہیں لیکن ''آزاد میڈیا'' کے لیے آنکھیں اندھی اور کان بہرے پن کا شکار نظر آتے ہیں......پاکستان میں فوج نے آزاد قبائل کی سرزمین کو بم باریوں اور گولہ باریوں سے ادھیڑ کر رکھ دیا......مسجد، مدرسہ، بازار، سکول، ہسپتال، گاؤں، قصبے، شہر، گھر، کھیتیاں، مویشی سب کچھ تہہ تیغ کر کے رکھ دیا گی......شیر خوار بچے ماؤں کی آغوشوں کی بجائے قبر کی مٹی میں سما گئے......ننھے منے وجود؛ جو ابھی اس قابل ہو رہے تھے کہ کچے گھروں کے صحنوں میں پاؤں جما جما کر چلنا سیکھیں؛ جیٹ طیاروں کی بم باریوں سے اُنہی کچے صحنوں میں دفن ہو گئے......عفت مآب بہنیں اور مائیں اپنے معصوم نونہالوں کے زخم سہلانے اور اُنہیں سینے سے لگانے کے قابل بھی نہ رہیں اور امریکی غلام فوج کی سفاکیت کا نشانہ بن کر زندگیاں ہار بیٹھیں......لیکن اس سب کے باوجود میڈیا' ظالموں کو مظلوم اور مظلومین کو سفاک ترین ظالموں کے روپ میں پیش کرتا رہا......اور عام مسلمان' میڈیا کے سحر میں گرفتار اپنی عقل وخرد کو اُسی کے سپرد کرتے ہوئے اُس کے ہر صاف اور صریح جھوٹ کو کامل سچ اور ہر کذب وافترا کو حتمی سچّائی وصداقت سمجھ کر امت کے لیے سب کچھ تج دینے والوں کی بجائے خائنینِ امت اور غدارانِ امت کے پلڑوں میں اپنا وزن ڈال دیتے ہیں......

یہ ذرائع ابلاغ مغرب کے وضع کردہ ریاستی نظام کا ایک اہم ستون ہیں اور ابلیس کے سجھائے ہوئے خطوط پر نا صرف اپنے معاشروں بلکہ دیگر اقوام اور تہذیبوں کی ذہن سازی کا بہت موثر ہتھکنڈہ بھی ہیں۔یہی وہ ڈوریاں ہیں جن کے ذریعے صیہونی و صلیبی ہدایت کار نام نہاد آزادی اور جمہوریت کے زعم میں مبتلا اقوام کو کٹھ پتلیوں کی طرح اپنے شیطانی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔وحی کے انکار، خواہشات نفس کی غلامی اور مادر پدر آزادی جیسے بے بنیاد اصولوں پر استوار سرمایہ دارانہ تہذیب کے باسیوں کو ''آزادیوں'' کے چھن جانے کا ڈراوا دے کر انہیں دانشوروں نے ''اسلام'' کے بالمقابل لا کھڑا کیا۔''بنیاد پرست''، ''شدت پسند''، ''دہشت گرد'' اور ''غیر ریاستی عناصر'' جیسی اصطلاحات ہوں، ''تہذیبوں کی جنگ'' جیسے نظریات ہوں یا ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' جیسی مہم جوئی، اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان مراکز اور ذرائع ابلاغ نے ہمیشہ ''اہل مغرب'' کو ان کے ''طرز زندگی'' کے اصل ''دشمن'' کی نہ صرف صحیح نشان دہی کی بلکہ پورے عالم کفر اور اس کے زیر تسلط مسلم معاشروں کو بھی، اس ''دشمن'' کے خلاف ایک بھر پور لڑائی لڑنے پر نہ صرف اُبھارا بلکہ ''صلیبی جنگ'' کے آغاز سے لے کر آج تک ہر موڑ پر اپنے ماننے والوں کو نفسیاتی اور فکری کمک پہنچانے کا بھی بھر پور انتظام کیا......آج کے ان جدید ذرائع ابلاغ پر نبی مہربان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ مبارک سوفی صد منطبق ہو رہا ہے: ''ایک وقت آئے گا کہ سچّے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچّا کہا جائے گا، امین کو خائن اور خائن کو امین کہا جائے گا اور 'رویبضہ' گفتگو کریں گے۔'' پوچھا گیا: ''رویبضہ کون ہیں؟'' فرمایا: ''امورِ عامہ میں گفتگو کرنے والے سطحی ذہن کے لوگ''۔

جدید جنگ میں میڈیا کو ایک بہت بڑا ہتھیار سمجھا جاتا ہے اور صلیبی کفر نے حالیہ جنگ میں اس ہتھیار کو پوری شدت سے اسلام اور مجاہدین کے خلاف استعمال کیا......کفر کے سرغنے' ان رویبضہ کے سہارے اور میڈیا کے ذریعے' میدان میں ہاری جنگ جیتنے کے لیے زور لگا رہے ہیں لیکن مجاہدین نے میڈیا کے میدان میں بھی ان کی تمام سازشوں، مکر وفریب، دجل وتدلیس اور دغا ودھوکہ کا مقابلہ کیا......اور میدان کی صفوں کی طرح اس محاذ پر بھی محدود وسائل اور نامساعد حالات ناصرف دشمن کی یلغار کو روکا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے ایسا بھر پور جواب دیا کہ کفر اس محاذ پر بھی اپنی شکست کے زخم چاٹنے پر مجبُور ہوا......اس کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ چینلز، اخباروں، رسالوں وغیرہ کی پوری ایک فوج ظفر موج کے باوجود کافر، مجاہدین کے چند مجلّوں، ویب سائٹس، کتب اور ویڈیوز سے خوف زدہ ہے کہ کہیں یہ امت تک نہ پہنچ جائیں......

جہادِ افغانستان میں مجاہدین نے اعلام کے میدان میں اپنی سعی وجہد کے ذریعے صلیبی دشمنوں اور اُن کے آلہ کاروں کے مظالم کو دنیا کے سامنے لائے......''شب ناموں'' سے شروع ہونے والا سفر مجلّہ جات، ماہناموں، ویب سائٹس، سوشل میڈیا پیجز، ڈاکیومنٹری فلموں اور جہادی عملیات کی عکس بندیوں تک جا پہنچا......ان تمام ذرائع سے مجاہدین نے کفار اور اُن کے حواریوں کی جنگی ناکامیوں اور وسیع پیمانے پر ہونے والی جانی ومالی نقصان کی خبریں عام کیں، اُن کی ٹیکنالوجی کی ہیبت اور رعب کو زائل کیا، اُن کی جنگی مہارتوں کی قلعی کھولی، مجاہدین کی عملیات اور عظیم الشان فدائی حملوں کو لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کیا، کفار کو لگنے والی ضربوں کو روزانہ کی بنیاد خبروں کی صورت میں نشر کیا، محاذوں کی مجموعی صورت حال پر تجزیے، تبصرے اور تحریریں سامنے لائی گئیں، افلام اور دستاویزی فلموں کے ذریعے کفار کی امت مسلمہ پر چڑھائی کی حقیقت کھول کھول کر بیان کی گئی، مجاہدین کے تربیتی مراکز اور تدریجی مراحل کو مختلف دستاویزی فلموں میں پیش کر کے امت کے نوجوانوں کو جہاد پر ابھارنے کی سعی کی گئی، شہدا کی پاکیزہ زندگیوں کے تذکروں سے امت کے سامنے اُس کے محسنین کو کارہائے نمایاں کو اجاگر کیا گیا، قائدین جہاد کے بیانات اور انٹرویوز کے ذریعے جہادی میدانوں کے صورت حال، مجاہدین کو پیش آمدہ مسائل، جہادی تحریک کی مستقبل کی منصوبہ بندیوں اور کفار کی ہزیمت وشکست کو بیان کیا گیا......یوں اگر مٹھی بھر مجاہدین نے گرم محاذوں پر کفار کے غرور وتکبر کو اللہ پاک کی مدد وتوفیق سے خاک میں ملا تو ابلاغی محاذ پر گنتی کے چند مجاہدین نے دنیا بھر کے دجالی میڈیا کا مقابلہ کیا اور مجاہدین کا مقدمہ لڑا بھی اور جیتا بھی، الحمدللہ علی ذالک......

یہی وجہ ہے کہ مجاہدین کے رسائل اور مجلّے ہوں یا ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے پیجز، ہینڈ بل اور پمفلٹ ہوں یا کتابچے اور کتابیں......ان میں سے ہر ایک صنف ''آزادیٔ اظہار'' کے علم برداروں اور ''آزادیٔ صحافت'' کے ٹھیکے داروں کی نیندیں اڑا رہی ہے......کھربوں روپے کا کاروبار کرنے والے میڈیا ہاؤسز مجاہدین کے خلاف جس جھوٹ، کذب اور دروغ کو پھیلاتے ہیں اُس کی حقیقت کو واضح کرنے، کفار اور مرتدین کو پہنچنے والی زک اور اُن کی پسپائیوں کو مجاہدین نے چند ہزار روپوں کی بدولت چلنے والے اپنی ابلاغی ذرائع سے کھول کر رکھ دیا......اس صورت حال کو کفر اور اُس کے کاسہ لیس ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے، یہ ممکن ہی نہیں تھا......لہٰذا سچ کے ابلاغ کو روکنے اور اپنی ہزیمت و مات کے زخموں کو چھپانے کے لیے مجاہدین کے ذرائع ابلاغ پر پابندیاں عائد کی گئیں اور ''دہشت گردی'' کو پھیلانے کے جرم میں کئی ایک مخلصین کو پسِ دیوارِ زنداں دھکیل دیا گیا......

یہاں ہم امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ 'الامارۃ' کے ذمہ دار محترم عبدالستار میوند حفظہ اللہ کے امارت اسلامیہ کے عربی مجلّہ 'الصموذ' کو دیے گئے انٹرویو سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں......تاکہ قارئین کو ابلاغی محاذ کی اہمیّت و افادیت کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے کام کرنے کے انداز سے بھی آگہی ہو اور اس حقیقت کا بھی ادراک ہو کہ مجاہدین کے ذرائع ابلاغ سے دشمن کس حد تک ہراساں، سراسیمہ اور خوف زدہ رہتا ہے......نیز امت کے نوجوانوں میں جذبہ جہاد مزید تیزی سے پروان چڑھے اور وہ دیکھیں کہ کفر اپنی تمام طاقت اور ہر طرح کے ظلم وعدوان کے باوجود میادینِ جہاد میں بھی مجاہدین کے سامنے ذلت وخواری سے دوچار ہے اور ابلاغی میدان میں بھی اُس کی کاوشیں بے سود ثابت ہو رہی ہیں......محترم عبدالستار میوند صاحب فرماتے ہیں:

''للہ سبحانہ تعالیٰ کی رحمت اور پھر اس کے بعد مجاہدین اور ان کی صالح قیادت کی طرف سے میدان جنگ میں دشمن کو پے در پے شکستوں سے دوچار کرنے کے بعد، ابلاغ کے میدان میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے باقاعدہ شعبۂ ابلاغ واعلام قائم کیا گیا۔ آغاز میں اس کی اہم کامیابیوں میں سے ایک ''جہاد کی آواز'' کے نام سے امارت کی اپنی ویب سائٹ کا افتتاح تھا۔ یہ ویب سائٹ میدان کارزار کے معرکوں کی رپورٹنگ، مختلف جہادی موضوعات کے بارے میں امیر المومنین نصرہ اللہ اور شوریٰ کے قائدین کے بیانات، مضامین اور تجزیات شائع کرتی ہے۔

ابلاغی کمیٹی نے ویب سائٹ کے علاوہ دیگر کئی ادارے بنا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک جہادی سٹوڈیو ہے جو مجاہدین کی عملیات کی براہ راست ویڈیو نشر کرتا ہے۔ میدان جہاد کی براہ راست تصویر کشی کے علاوہ جہادی سٹوڈیو نے دعوتی نقطہ نظر اور مجاہدین کی فکری اور نظریاتی تربیت کے حوالے سے بھی بہت موثر فلمیں تیار کی ہیں جو مجاہدین کے حلقوں میں بہت پسند کی گئیں ہیں۔ ''شریعت کی آواز'' کے نام سے ہمارا ایک پشتو ریڈیو چینل بھی ہے جو انٹرنیٹ سے نشر کیا جاتا ہے۔ اس پر روزانہ خبروں، رپورٹس اور سیاسی تجزیوں کے علاوہ اسلامی اور جہادی ترانے بھی چلائے جاتے ہیں جو مجاہدین کی حوصلہ افزائی میں براہ راست کردار ادا کرتے ہیں۔ شریعت کی آواز کی نشریات صبح اور شام کے اوقات میں آتی ہے۔ آڈیو اور ویڈیو کے علاوہ مختلف زبانوں میں ہمارے رسالے اور ماہنامہ شمارے بھی چھپتے ہیں۔

چونکہ آج کے دور میں ابلاغ کی جنگ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے امارت اسلامی نے اس سلسلے میں باقاعدہ لائحہ عمل ترتیب دینے میں غفلت نہیں برتی ہے اور اللہ کے فضل سے ایسے جاں نثار تیار کرنے میں کامیاب رہی ہے جو میدان جہاد میں دشمن کے میڈیا کے حملے کا دفاع کر سکیں بالکل اسی طرح جس طرح ان کے جنگ جو بھائی میدان جنگ میں دشمن کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنے محدود اور کم ترقی یافتہ وسائل کے باوجود اللہ کے فضل سے ابلاغ کے میدان میں دشمن کو مات کیا ہے اور وہ اپنے مہارت یافتہ عملے، وسیع مالی وسائل اور جدید ترین ساز وسامان کے باوجود بھی اس شکست کا تدارک کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہر کوئی انٹرنیٹ کے ذریعے ہمارے شائع کردہ مواد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے......

امریکیوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امارت اسلامی نے انہیں میڈیا کے میدان میں شکست دی ہے۔ یہ اعتراف مشہور امریکی جریدے ''فارن پالیسی'' کے ایک مضمون ''طالبان کے سامنے ابلاغ کے میدان میں پسپائی'' میں کیا گیا۔ اس مضمون میں مشہور امریکی لکھاری رابرٹ ہیڈک نے تفصیلاً طالبان کی ابلاغی سرگرمیوں اور امریکیوں پر ان کی برتری کو واضح کیا۔ طالبان کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے سابق سیکرٹری آف ڈیفنس مائیکل ڈوران نے کہا: ''طالبان اپنی میڈیا کی سرگرمیاں ترتیب دینے میں بہت مہارت رکھتے ہیں اور بہت تیزی سے خبریں شائع کرتے ہیں۔ جونہی ہماری افواج پر کوئی حملہ ہوتا ہے اس کے ۲۶ منٹ کے اندر اندر یہ خبر دنیا کے اہم سیٹلائٹ ٹی وی چینلز الجزیرہ، بی بی سی اور سی این این وغیرہ پر اہم خبروں (بریکنگ نیوز) میں نشر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ طالبان نا صرف کہ بہت جلدی خبریں شائع کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنے ابلاغی کام میں بہت مستند اور منظّم بھی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۹۶ پر)

کاٹ کر رکھ دیے کفار کے لشکر کس نے؟

عکاشہ سعید

۲۰۰۱ء سے جاری سرزمینِ خراسان میں حق و باطل کی جنگ کی مختصر روداد

۲۰۰۱ء میں تنظیم نفاذ شریعت محمدی کی طرف سے لگایا جانے والے امدادی کیمپ کا منظر......ایک ۸۰ سالہ بڑھیا لاٹھی ٹیکتی ہوئی آتی ہے اور چھوٹی سی پوٹلی میز پر رکھتے ہوئے یوں گویا ہوتی ہے: ''افغانستان میں میرے بچوں تک پہنچا دو''...... پوٹلی میں تیس انڈے رکھے ہوئے تھے...... بڑھیا کی نظر میں یہ بچے کون تھے؟

صوبہ قندھار سے ملا عمر مجاہد افغان دھرتی پر ایک مردِ مجاہد نکلا۔ جس نے ۹۵ فی صد افغانستان کو اپنے جرات مندانہ اقدامات سے امارتِ اسلامیہ افغانستان میں بدل دیا۔ ڈنڈ، پنجوائی، سپین بولدک سے شروع ہو کر قندھار شہر، ہلمند نیمروز، فراہ، شین ڈنڈ، ہرات، بادغیس، ارزگان، وردگ، زابل، جلال آباد، صوبہ لوگر، خوست اور ایشیا کے دل کابل تک شریعت کی حاکمیت قائم کی......ان علاقوں میں فتوحات سمیٹنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ وارفع اخلاق کی حامل انتظامیہ بھی تعینات کی گئی۔ لوگ امن چین کی نیند سونے لگے، اس منزل تک پہنچنے میں سیکڑوں مجاہدین کا پاکیزہ خون بہا......ملا مشر، ملا بور جان اور دیگر بزرگ وزیرک جنگی ماہرین نے اپنے پاکیزہ لہو سے اس گلستان کی آب یاری کی......افغان مسلمانوں کو انارکی سے نکال کر ایک مرکزیت بخشی گئی، جامعیت کا احساس وشعور زندہ کیا گیا......امن وامان برقرار رکھنے کے لیے امیر المومنین ملا عمر مجاہد نصرہ اللہ کے ایک اشارۂ ابرو پر چار ہزار سال پرانی روایت 'اسلحہ کلچر' کا خاتمہ ہوا، عدل وانصاف کا ڈنکا چہار سو بجنے لگا، شرعی حدود کا نفاذ عام ہوا، جرائم کی شرح میں حیرت انگیز طور پر غیر معمولی کمی آگئی اور آئندہ نسلوں کی دینی وعصری تعلیم کے بڑے بڑے ادارے قائم کیے گئے، مخلوط طرزِ تعلیم کا قلع قمع کیا گیا، تعلیم نسواں کو فروغ بخشا گیا اور حیا و پاک دامنی کی چادر ہر عورت کا حق ٹھہری، سود کی لعنت سے چھٹکارا دلایا گیا، ناجائز ٹیکسوں، لین دین اور قومی گھپلوں کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا، حقوقِ نسواں اور طبی سہولیات کو گھر کی دہلیز پر فراہم کیا گیا......حرام کاروباروں کا خاتمہ کرنے کے لیے پوست کی کاشت کو پورے افغانستان میں ممنوع قرار دیا گیا......اور پوری دنیا نے اس بات کا اقرار کیا کہ افغانستان سے منشیات اور حرام کاروبار کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے، حلال رزق و بہتر معیشت کے حصول کے لیے جدید صنعتوں کا احیا کیا گیا......آئل ریفائنیری کا قیامِ عمل میں لایا گیا، زرعی اصلاحات، نظامِ آب پاشی، زکوۃ وعشر، آبی ذخائر اور شاہراہوں کی بحالی، سفری سہولیات پورے افغانستان میں طالبان مجاہدین نے ہی دیں۔

پوری دنیا کا یہ مثالی خطہ کفار کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا، پھر اپنے تئیں اس خطۂ ارضی کے گرد کفار نے گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا......ان دنوں میں طالبان مجاہدین کی بھرپور توجہ افغانستان کے شمال میں رہنے والے وار لارڈ احمد شاہ مسعود اور اس کے پیروکاروں کی جانب مرکوز تھی۔ احمد شاہ مسعود اور اس کی سپاہ کے خلاف جنگ آنکھ مچولی کی کیفیت میں جاری تھی۔ احمد شاہ مسعود اپنی ''کمائی'' کا ذریعہ چھوڑنے کو تیار نا تھا...... جب کہ امارتِ اسلامیہ پورے ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے کوشاں تھی......اسی دوران میں نائن الیون کا واقعہ ظہور پذیر ہو گیا۔ پورا عالمِ کفر اس واقعہ کو بنیاد بنا کر امارتِ اسلامیہ افغانستان کے در پر ہو گیا...... امارتِ اسلامیہ کے جہاں دیدہ افراد پر، مشتمل ''محکمہ خارجہ'' نے اپنے موقف سے مخالفین کو ہر ممکن طریقہ سے قائل کرنے کی سعی کیا، لیکن اقوامِ متحدہ (اقوامِ کفریہ) تو پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھی کہ ہر حال میں نوزائیدہ اسلامی مملکت، امارتِ اسلامیہ افغانستان کی ضرور اینٹ سے اینٹ بجانی ہے۔ ۷ اور ۸/ اکتوبر ۲۰۰۱ء کی درمیانی شب کو ''امریکی انصاف'' امارتِ اسلامیہ پر چڑھ دوڑا......اس چڑھائی سے قبل ہی کفار کا اتحاد ہر محاذ پر مورچہ زن ہو چکا تھا......افغانستان کے ہمسایہ مسلم وغیر مسلم ممالک سے معاملات طے کیے جا چکے تھے۔ کوئی دھونس، دھمکی سے سرنڈر ہوا، تو کسی نے ڈالروں کی چکا چوند روشنی سے ''سرفرازی'' پائی......ماضی میں طالبان کے ہاتھوں شکست خوردہ کمانڈانوں نے بھی امریکی امداد پر اپنے تیر و ترکش بھر لیے اور امارتِ اسلامیہ کے لیے اپنے کندھے مہیا کر دیے۔

> امیر المومنین نصرہ اللہ نے کمال فراست وفہم کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان مجاہدین کی ہر محاذ پر تشکیلات کر دیں۔ کوئی طالب محاذ جنگ پر تو کوئی بستیوں میں دعوتِ جہاد دیتا دکھائی دیتا۔ اور کہیں طالبان مجاہدین نے مرتد افغان افواج و صلیبیوں کے خلاف عملی قتال کرنے پر ابھارنے کے لیے اسفار شروع کر دیے......

امریکی حملہ سے پہلے ہمدردانِ اسلام تو پھولے نا سما رہے تھے، اور دنیا بھر سے جوق در جوق دین دار طبقہ طالبان کے پاس افغانستان میں آکر جہاد میں اپنا حصّہ ڈال رہا تھا۔ طالبان کی نیک نیتی کی بازگشت اسلامی ممالک میں سنائی دے رہی تھی، اس ۸۰ سالہ بڑھیا کو بھی تو طالبان کے دیس کے پڑوس رہنے کی سعادت حاصل تھی......تو یہ تیس انڈے......اس بزرگ ہستی کی طرف سے ان بچوں کے لیے ہدیۂ خلوص تھا جنھیں پوری دنیا 'طالبان' کے نام سے جانتی ہے۔ امارتِ اسلامیہ پر بی۔52 بم بار طیاروں نے

کارپٹ بم باری کی، ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے اس بم باری سے تہہ خاک ہوئے۔ امریکی انصاف نے ہزاروں مردوزن اور بچوں کو مستقل اپاہج ہونے کا ''انصاف'' بھی دیا......کارپٹ بم باری کے جلو میں دین دشمن مختلف ممالک کے آلہ کاروں، کمان دانوں نے زمینی جنگ شروع کر دی......طالبان مجاہدین 'جن کی صفوں میں دنیا بھر سے آئے ہوئے مہاجر مجاہدین بھی تھے' نے جنگ شروع کر دی......زمینی جنگ میں مزاحمت کی عمدہ تاریخ رقم کرنے والوں نے ان مخالفین اسلام کی جارحیت، پیش قدمی روکنے کی حتی الامکان کوشش کی......جہاندیدہ طالبان شوری نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کو آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کا اختیار دے دیا۔انہوں نے ایک مومن کی فراست استعمال کرتے ہوئے اس مزاحمت کو گوریلا وار [چھاپہ مار جنگ] میں بدلنے کا فیصلہ دیا کہا کہ امریکہ کو گوریلا وار کے دلدل میں پھنسا کر اس کی چولیں ہلا دی جائیں، پھر عملی طور پر ایسا ہی کیا۔اس دوران یہ خطۂ ارضی محبانِ اسلام کی لیے مسدود ہو کر رہ گیا۔ ہمسائیہ ملک نے صلیبی فرنٹ لائن اتحادی بن کر امارتِ اسلامیہ افغانستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔اور ڈالروں کے عوض یہ تک بھول گئے کہ 'مسلمان جسدِ واحد کی مانند ہیں' اور قرآن کوروندنے والوں کا ساتھ دینے کے لیے کمربستہ ہو گئے......

اس موقع پر مسلمانانِ پاکستان سے غیور افراد نے سقوطِ کابل کے بعد وہاں جا کر اپنے کندھے صلیبیوں کے خلاف پیش کر دیے۔ اس سلسلہ میں تحریکِ نفاذِ شریعتِ محمدی کے مجاہدین کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب لٹی پٹی عوام دورانِ جنگ افغانستان سے ہجرت کر رہی تھی۔نفاذِ شریعتِ محمدی کے ان جاں نثار مجاہدین کو فاسق و فاجر جنگی سرداروں نے ظلم و ستم سے دوچار کیا، جس کی روداد میڈیا کی زبانی تاریخ کے صفحات پر رقم ہو چکی ہے۔ ۹ نومبر ۲۰۰۱ء رضیہ سلطانہ سکول میں شمالی اتحاد والوں اور ہزارہ جات کا وحشیانہ تشدد...... ۲۴ نومبر بمطابق ۹ رمضان المبارک' قلعہ جنگی میں امتِ مسلمہ کے ماتھے کے جھوموروں کو سفاکی و درندگی کا نشانہ بنایا گیا......شمال میں دشتِ لیلیٰ پر کنٹینروں میں ٹھونسے گئے مجاہدین کو صلیبی اتحادیوں، درندوں، مرتدین نے مل کر زندہ درگور کر دیا...... ہر جانب لوٹ مار کا بازار گرم ہوا......پل چرخی جیل، شبرغان جیل اور بدنامِ زمانہ بگرام کے زندانوں میں اسلام کے نام لیواؤں کو پابندِ سلاسل کر دیا گیا اور وہاں سے کیوبا کے عقوبت خانہ گوانتاناموبے منتقل کر دیا گیا......اور مجاہدین ظلم و ستم کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس کر رہ گئے۔

لیکن توکل علی اللہ سے سرشار ان سر بکف مجاہدین نے امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے چھاپہ مار جنگ کا آغاز کر دیا...... جنگ کے بالکل ابتدائی ایام میں چشمِ فلک نے دو عرب مجاہدین کو جبل السراج پر شمالی و صلیبی اتحادی قافلے پر گھات لگا کر فدا ہوتے دیکھا۔اور اس پہلے حملے نے ہی صلیبیوں کی ماؤں کی گودیں ویران کر کے رکھ دیں......فضاؤں سے بم باری کرنے والوں کو دو بدو جنگ میں ۱۷ سورماؤں کے قتل کے زریعہ ان کی اصل اوقات یاد دلا دی......شاہی کوٹ کی ایک کارروائی میں بھی مجاہدینِ اسلام نے درجنوں صلیبیوں کو جہنم واصل کیا۔اور ۲۲ صلیبی ہرکاروں کو گرفتار بھی کیا، جنہیں بعد میں قتل کر دیا گیا......

طالبان مجاہدین منتشر ہو کر، قریہ قریہ بکھر کر اپنے قدم جمانے کی سعی میں جت گئے۔عوام صلیبیوں کی آمد اور شمالی اتحاد کی ہولناکیوں سے بے زار ہو چکے تھے۔اور طالبان کے اس سنہرے دور کو یاد کرنے لگے جو طالبان مجاہدین نے انہیں امارت اسلامیہ افغانستان میں دے رکھا تھا۔اب تو نہ دین محفوظ تھا اور نہ ہی عزت......امریکی آشیر باد تلے افغانی کرگس مرتدین اقتدار کی کشمکش میں صلیبیوں کے آگے سربسجود ہونے لگے اور نام نہاد سابقہ جنگی کمانڈر اپنے اپنے حصّے کا فیض لوٹنے لگے۔اس بندر بانٹ میں سب سے زیادہ حصّہ حامد کرزئی کو ملا......ایسے میں امیر المومنین نصرہ اللہ نے کمال فراست و فہم کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان مجاہدین کی ہر محاذ پر تشکیلات کر دیں، کوئی طالب محاذ جنگ پر تو کوئی بستیوں میں دعوتِ جہاد دیتا دکھائی دیتا۔اور کہیں طالبان مجاہدین نے مرتد افغان افواج و صلیبیوں کے خلاف عملی قتال کرنے پر ابھارنے کے لیے اسفار شروع کر دیے......

الحمدللہ عوام نے مثبت ردِ عمل کا عندیہ دیا اور گوریلا وار کا حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ابتدائی دو بدو جنگ کا آغاز ہوا۔روزانہ کی بنیاد پر کہیں نا کہیں، کمین، گھات اور چھاپہ مار حملے کئے جانے لگے۔کہیں کہیں دور سے مارٹر گولے اور بی ایم میزائل بھی فائر کئے جانے لگے۔المختصر مجاہدین اسلام نے پورے افغانستان کو صلیبیوں کے لیے جنگی میدان بنا کر رکھ دیا۔کہیں صلیبی کانوائے پر گھات یا کمین سے حملہ ہوا تو کہیں صلیبی طیاروں کو نشانہ بنا کر زمیں بوس کیا جانے لگا۔الغرض ہر محاذ پر صلیبی و اتحادی مرتدین کو لاشے اٹھانے پڑے۔اور صلیبی افواج کے کیمپوں اور بیسز میں کھلبلی مچ گئی......اسی دوران میں نصرتِ الٰہی سے مجاہدین نے ایک سادہ سی ٹیکنالوجی (ڈبلیو کے ایس) ڈیوائس تیار کر لی، جس نے جدید ٹیکنالوجی کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔اس جدید ٹیکنالوجی سے مجاہدین کا جانی نقصان غیر معمولی حد تک کم ہو گیا اور صلیبیوں کی اربوں ڈالر سے تیار کردہ ٹیکنالوجی کو چند سکوں میں تیار ہو جانے والی (ڈبلیو کے ایس) ڈیوائس سے ناکوں چنے چبوا دیے۔اس ڈیوائس کا استعمال انتہائی آسان اور سہل تھا۔صلیبیوں کے جانی اور مالی نقصان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا اور جنگ کا پانسہ یکسر بدل گیا۔مجاہدین کا ۷۰ سے ۸۰ فی صد جنگ کا انحصار اسی ڈیوائس پر ہونے لگا۔اور اس کی پروڈکشن پر طالبان انجینئر رات دن لگے رہے......مجاہدین کی اس ٹیکنالوجی کے ڈر سے صلیبیوں نے شاہراہوں سے گزرنا ہی ترک کر دیا، کھیتوں کھلیانوں سے اپنے کانوائے سخت نگرانی میں اپنے اپنے کیمپوں کی طرف لوٹانے شروع کر دیے اور اپنے کیمپوں اور بیسز میں محصور ہو کر رہ گئے۔عوام نے صلیبیوں کے دُبک جانے پر سکھ کا سانس لیا۔

لیکن مجاہدین اسلام نے صلیبیوں کا پیچھا ان کی رہائش گاہوں تک بھی

نا چھوڑا بلکہ ان کے کیمپوں اور بیسسز کو بھی برباد کرنا شروع کر دیا......کیونکہ ان کیمپوں میں ۱۰۰ فی صد خالص طور پر صرف اور صرف دشمن ہی موجود تھا، اس لیے خوب دل کھول کر ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے۔کل تک جو غازیانِ اسلام مزاحمت کر رہے تھے اب وہ الحمدللہ جارح اقوام پر حملہ آور ہو رہے تھے......طالبان مجاہدین نے اپنے شکار (صلیبی افواج) پر حملے کرنے کے لیے نیا لائحہ عمل تیار کیا۔کیونکہ تقریباً ۵۲ صلیبی ممالک کی افواج 'ڈبلیو کے ایس ڈیوائیس کے ڈر سے کیمپوں سے باہر نا نکلتی تھیں، اس لیے مجاہدین نے استشہادی (فدائی) کارروائیوں پر غور و خوض شروع کر دیا......اس سلسلہ میں مجاہدین نے مختلف طریقوں سے صلیبیوں کے بیسسز میں گھس کر زیادہ سے زیادہ جانی و مالی نقصان پہنچانے کا کام شروع کر دیا۔کوئی مجاہد انفرادی طور پر بارودی جیکٹ پہن کر اپنے ہدف سے کا رٹکرا تا تو کوئی موقع پا کر بارود بھری گاڑی سمیت صلیبی کیمپ میں گھس جاتا، یا پھر آٹھ دس افراد پر مشتمل فدائیانِ اسلام صلیبی ٹھکانوں میں گھس کر جی بھر کر قتال کرتے اور گھنٹوں تا دم شہادت کارروائی میں مصروف رہتے۔

> جہاندیدہ طالبان شوریٰ نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کو آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کا اختیار دے دیا۔انہوں نے ایک مومن کی فراست استعمال کرتے ہوئے اس مزاحمت کو گوریلا وار [چھاپہ مار جنگ] میں بدلنے کا فیصلہ دیا کہا کہ امریکہ کو گوریلا وار کے دلدل میں پھنسا کر اس کی چولیں ہلا دی جائیں، پھر عملی طور پر ایسا ہی کیا۔

اس طرح کی بھرپور کاروائیوں کے ساتھ ساتھ صلیبیوں کی سپلائی لائن کو بھی غازیانِ اسلام نے تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور سیکڑوں کی تعداد میں آئل ٹینکرز اور سامان حرب سے لدی ہوئی گاڑیوں کو ایک ہی وقت میں نابود کر دیا۔اور اربوں کھربوں ڈالر کی جنگی مشینری اور ساز و سامان کو سکریپ میں بدل کر رکھ دیا......ان حالات میں طالبان مجاہدین نے اپنے اسیر بھائیوں کو بھی یاد رکھا اور قندھار جیل کو دو مرتبہ توڑ کر اپنے ساتھوں کو زندان سے آزاد کرایا۔اسی طرح پل چرخی جیل اور شمالی افغانستان میں صلیبیوں کے زیرِ تسلط دو مزید جیلوں سے بھی اپنے ساتھیوں کو آزادی دلائی۔

ان تمام حالات کو دجالی میڈیا نے منظرِ عام پر نہ آنے دیا اور طالبان کی تمام کارروائیوں پر پردہ ڈالتا رہا......جب کہ امتِ مسلمہ اصل حقائق جاننے کی جستجو میں تھی......طالبان مجاہدین نے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دجالی میڈیا کو سوشل میڈیا پر ناکام کرنے کی سعی شروع کر دی اور اپنی ویب سائٹ سوشل میڈیا پر منظر عام پر لے آئے اور دن رات حقیقت پر مبنی فتوحات اور کارروائیوں کی وڈیوز جاری کرنا شروع کر دیں......دجالی میڈیا چیخ اٹھا اور اس بات کا برملا اظہار بھی کیا کہ طالبان نے ہمیں اس میدان میں بھی شکست دے دی اور وہ ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔دجالی میڈیا جیسے ہی کوئی من گھڑت خبر شائع کرتا تو اگلے ہی لمحے حقائق و شواہد کے ساتھ اصل خبر طالبان سائٹ پر امتِ مسلمہ کو دیکھنے اور پڑھنے کو مل جاتی......سوشل میڈیا پر پوری دنیا کو صلیبیوں کی افغانستان میں بننے والی درگت کا بروقت علم ہونا شروع ہو گیا......اس طرح پوری دنیا میں صلیبیوں کی آئے روز جگ ہنسائی شروع ہو گئی......صلیبی افواج کے سرداران اپنے اپنے ممالک کی عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اور انہیں گمراہ کرنے کے لیے کوئی نا کوئی نام نہاد آپریشن لانچ کرتے رہتے۔کبھی پینتھر کلاز، کبھی خنجر، کبھی اپنا کونڈا، کبھی مشترک......جواب میں طالبان نے بھی کبھی آپریشن عبرت تو کبھی آپریشن نفرت، الفتح، البدر، الفاروق، حضرت خالد بن ولیدؓ اور خیبر وغیرہ کے ذریعہ صلیبی افواج کی خبر لی......آپریشن عبرت کی ایک مشہور زمانہ کارروائی میں کمانڈر ملا محمد مجاہد کی زیرِ قیادت طالبان مجاہدین نے کابل و جلال آباد میں، مین شاہراہ پر فرانسیسی قافلے کو گھات لگا کر نشانہ بنایا اور ۹۰ فرانسیسی فوجی سردار اور متعدد کو زخمی کر دیا......مجاہد سیف اللہ نامی فدائی نے سید عباد صوبہ وردگ میں امریکیوں کے ایک بیس کیمپ پر ٹنوں بارودی مواد سے بھرے ٹرک کو لے جا کر پھٹایا جس سے بڑی تعداد میں امریکی سور ماؤں کو جہنم واصل کیا اور بیس کیمپ اور اس سے ملحقہ عمارت کو مکمل طور پر منہدم کر کے رکھ دیا......ہلمند میں طالبان مجاہدین نے امریکی بیس کے نیچے سے سرنگ گزار کر پورے بیس کیمپ کو ہوا میں اچھال کر بارود کے ذریعہ ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔اور اقوامِ کفر کو یہ سبق بھی دیا کہ تم نے مذاکرات کو ٹھکرا کر جنگ کا راستہ اپنایا تھا، اب ہم تمہیں سکھائیں گے کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے!

مجاہدین کے آپریشن البدر نے گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیے اور مجاہدین کی فتوحات میں کئی گنا اضافہ ہوا۔صوبہ کنڑ میں جہاں مجاہدین نے پچاس ملی فوجی گرفتار کیے، وہیں ایک فوجی بھرتی مرکز پر، چار فدائین نے باری باری حملہ کر کے ۳۸ امریکیوں کو دنیا سے چلتا کیا۔صوبہ قندھار ضلع پنجوالی میں مجاہدین نے فدائی حملہ کر کے اٹھارہ امریکی فوجیوں کے بوجھ سے زمین کو ہلکا کیا......زمین کے چپہ چپہ اور سمندر کی اتھاہ گہرائیوں کو اپنی نظر میں رکھنے کے دعوے داروں کو طالبان مجاہدین نے 'البدر' آپریشن میں نصرتِ الٰہی سے اس طرح زمین پر دے مارا کہ ہمالیہ جیسی بلندی کے درجہ کی حامل ٹیکنالوجی کو جوتے کی نوک تلے روند کر رکھ دیا......امریکیوں کو اس ٹیکنالوجی کے باوجود ذرا بھی خبر نہ ہو سکی اور مجاہدین مادیت پرستی کے دلدادہ ہرکاروں کو چکمہ دے کر قندھار جیل سے اپنے نامور ۱۶۴ جنگی کمانڈروں سمیت ۱۵۴۱ اسیر مجاہدین کو رہا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

'الفاروق آپریشن' میں کابل کے مختلف مقامات پر اور ننگرہار، لوگر، پکتیا سمیت بیک وقت ۳۰ فدائین نے حملے کر دیے اور ۲۴ گھنٹے تک مسلسل امریکی اور ملی افواج کو شدید جانی و مالی نقصان سے دوچار کر کے شہادت کی خلعت فاخرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے......خوست کے صحرا باغ کے بیس کیمپ پر ۱۰ فدائین نے گھس کر ایک

بڑا حملہ کیا اور گھنٹوں جاری رہنے والے اس معرکہ میں ۱۰۰ کے قریب صلیبی فوجیوں کو مردار کیا......اس کے علاوہ قندھار، شین ڈنڈ اور ہرات میں واقع صلیبی بیس کیمپ پر پرزور حملے کرکے توقع سے کہیں زیادہ بہتر نتائج حاصل کیے۔اس آپریشن میں بھی سرپل جیل توڑ کر اسیر مجاہدین کی بڑی تعداد کو آزادی دلائی.....صوبہ ہلمند میں 'بیس چین' ایک برطانوی فوجی اڈہ تھا جسے نیٹو کا ہیڈکوارٹر بھی کہا جاتا تھا اور میلوں پر محیط تھا۔اس عالمی شہرت یافتہ حملے کو شوراب آپریشن کا نام دیا گیا۔اس حملے میں ۱۵ تربیت یافتہ مجاہدین نے خود کو تین گروپوں میں تقسیم کرکے حملہ کردیا اور صلیبیوں کے ۵ عدد انتہائی اعلیٰ لڑاکا طیاروں کو نابود اور ۱۲ صلیبی فوجیوں کو جہنّم واصل کردیا، یاد رہے کہ یہ حملہ صلیبیوں کی طرف سے توہین آمیز خاکے شائع کرنے کے ردعمل کے طور پر کیا گیا تھا۔

۲۰۰۱ء سے شروع ہونے والی مقدس جنگ میں امارت اسلامیہ نے وحشی استعمار کو بھگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کو قائم و مربوط رکھنے کے لیے سیاسی، ثقافتی، تعلیمی اور دعوتی سرگرمیوں کو بھی جاری رکھا اور رائے عامہ کو ہموار رکھنے کے لیے ہر ماہ ملک کے مختلف صوبوں، اضلاع اور علاقوں میں طالبان کے قائم کردہ 'دعوت وارشاد کمیشن' کی جدوجہد کے نتیجہ میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے متعدد کارکن وسیکورٹی اہل کار ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے طالبان مجاہدین کے ہم رکاب بنے.....صرف ۲۰۱۳ء میں ۶۱۱۹ افراد حق وصداقت کے علم بردار طالبان مجاہدین کے لشکر کے ہم راہی بنے، یہ صرف ایک سال کے اعداد وشمار ہیں اسی سے باقی ماندہ سالوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۲۰۱۴ء افغان کٹھ پتلی حکومت کے صدارتی الیکشن کے ڈرامے کا سال تھا۔ طالبان نے ان کے اس ڈرامے کو خوف ناک اور الم ناک فلم میں بدل کر رکھ دیا۔ملک بھر میں ۲۰۱۴ء کے صدارتی الیکشن کے دن ۱۰۸۸ حملے کیے گئے۔اور صدارتی الیکشن کو مکمل طور پر ناکام بنادیا۔جب کہ صلیبی افواج نے اقتدار کی منتقلی کا ڈرامہ رچانے کے لیے اس الیکشن کو نہایت شفاف اور کامیاب گردانتے ہوئے آنے والی کٹھ پتلی حکومت کو اقتدار سونپ کر یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ اب ہم نے امن وامان قائم کرکے تمہیں جمہوری حکومت کا تحفہ دے دیا لہٰذا اب ہم واپس جارہے ہیں۔

۲۰۰۱ء میں فرعونیت سے مغرور ہوکر آنے والی اس ''سپر پاور'' امریکہ نے ۱۳ سال بعد سرزمینِ خراسان کے قبرستان سے اپنی باقی ماندہ فوج کو فرار کرانے کے لیے اس ڈرامہ کو رچایا تھا۔اور اب وہ اس دلدل سے فرار کے راستے تلاش کررہا تھا۔ عصر حاضر کی ''سپر پاور'' ۱۳ سال قبل ایک ایسے ملک پر حملہ آور ہونے جارہی تھی، جس کی اپنی کوئی باقائدہ منظّم فوج بھی نہیں ٹیکنالوجی اور وسائل تو چہ معنی، اسی لیے بڑے طمطراق سے اِتراتی ہوئی حملہ آور ہوگئی۔لیکن اسے کیا خبر تھی کہ یہ نہتے، اجڈ، غیر تربیت یافتہ، سادہ لوح لوگ اس قدر سخت جان اور ماہر جنگ جو ہیں کہ اُسے فرار کے راستے بھی میسر نہیں آسکیں گے.....عہد حاضر میں جاری مقدس جنگ کا یہ معرکہ اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ جہاں پیروانِ ابلیس اہل ایمان کے مقابلہ میں اپنی تمام تر قوت صرف کردینے کے باوجود شکست خوردہ حالت میں واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں اور اپنی بقا کے لیے طاغوتِ عصر امریکہ اپنے تمام تر معاشی، انسانی اور مادی وسائل کو اس جنگ میں جھونک چکا ہے اور دنیا کا سب سے زیادہ مقروض ملک بن گیا ہے..... ''سپر پاور'' ہونے کے دعوے دار امریکہ کی اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ اس مغرور متکبر قوم کا سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری طور پر جنازہ نکل چکا ہے۔اس کی معیشت اس حد تک گرگئی ہے کہ ایک امریکی ماہر معاشیات کے مطابق ''عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب کوئی امریکہ کو قرض دینے پر بھی تیار نہ ہو گا، ریزرونام کی چیز تو پہلے ہی نہیں بچی''......

امریکہ کا قومی قرض ۱۲۰ کھرب ڈالر سے تجاوز کرچکا ہے اور معاشی بدحالی کی بدولت بے روزگاری کا سیلاب امڈ آیا ہے.....سیکڑوں بنک سودی منافع حاصل کرنے کے باوجود دیوالیہ ہوچکے ہیں......بنکوں کے قرض ادا نہ ہوسکنے کے باعث ۳ لاکھ سے زیادہ امریکی خاندان بے گھر ہوکر پناہ گزینوں کی مانند کیمپوں اور خیموں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔دوسری طرف عسکری لحاظ سے امریکہ نہ صرف شکست بلکہ زوال کا شکار ہوچکا ہے......ایک ایسا ملک جس میں کوئی 'منظّم فوج' اور دفاعی نظام بھی نہیں ہے اس ملک میں صلیبی جنگ پر خرچ کیے گئے امریکہ کے ۱۰ کھرب ڈالر بھی اس کے کام نا آئے۔اس نے بارود اور ڈالروں کی بارش برسائی لیکن بے سود!!!

جنگ کے پہلے چھ ماہ میں صلیبی اتحادیوں نے افغان سرزمین پر ۲۰ ہزار سے زائد میزائل اور بم برسائے جن میں جوہری مواد سے لیس ڈیزی کٹر بموں سے لے کر ۵ ہزار پونڈ وزنی بموں اور کلسٹر بموں کے علاوہ کروز میزائل بھی شامل ہیں......اس کے باوجود نصرت الٰہی اور توکل علی اللّٰہ سے مجاہدین اسلام نے ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء تک اس جدید ٹیکنالوجی اور مادیت پرست افواج پر (ڈبلیو کے ایس) ڈیوائس کو بارود سے منسلک کرکے ۲۵۳۹۴ حملے کیے، ۵۸۹ فدائی کارروائیوں میں دشمن کے بیچوں بیچ مجاہدین اسلام نے اپنے آپ کو قربان کیا......ملک کے طول وعرض میں پھیلے صلیبی ومرتد ملی افواج کے ۸۰۴۷ مراکز اور چیک پوسٹوں پر تابڑتوڑ حملے کیے۔جب کہ میزائل و راکٹ حملوں کی تعداد ۴۹۳۵ ہے......اس مبارک جنگ کے طویل دورانیہ میں ۶۲۶۷ کمین گاہیں لگائی گئیں۔ اس طرح سپلائی لائن معطل کرنے کے لیے ۲۵۹۴ کاری ضربیں ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔

اس طویل جنگ میں صلیبیوں کے جانی و مالی نقصان کے اعداد وشمار جو سوشل میڈیا کے ریکارڈ پر موجود ہیں درج ذیل ہیں

صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں: ۵۵۶۲۰

صلیبی زخمیوں کی تعداد: ۱۳۹۱۴

مرتد افغان ملی فوج کی ہلاکتیں: ۸۵۰۰۶

مرتد افغان ملی فوجی زخمی: ۴۵۱۴۱

صلیبی ہیلی کاپٹر و جیٹ طیارے اور سی ون تھرٹی وغیرہ تباہ ہوئے: ۳۹۲

ڈرون طیارے تباہ ہوئے: ۱۹۶

ہیوی وہیکلز اور بکتر بند و ٹینک وغیرہ تباہ ہوئے: ۱۲۲۹۵

سپلائی لائن پر حملوں میں تباہ ہونے والے آئل ٹینکرز: ۵۷۰۹۴

عام فوجی گاڑیاں، ہموی وغیرہ تباہ ہوئیں: ۱۱۴۷۶

جب کہ سرزمین خراسان پر طالبان جن میں مہاجر و مختلف قومیتوں سے تعلّق رکھنے والے عرب، ازبک، تاجک، پاکستانی، بنگالی، الجزیرہ، چیچن اور مغرب سے بھی ۱۸ مخلصانِ دین نے اپنی جانیں نچھاور کیں.....گھات، چھاپہ یا صلیبیوں کے چھاپہ و محاصرہ اور صلیبی بمباری کے نتیجے میں ۳۳۳۸ مجاہدین اسلام نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے شہادتِ فاخرہ حاصل کی.....مجاہدین کی ۱۱۴ گاڑیاں بھی صلیبیوں کا نشانہ بنیں۔

یہ بات الگ ہے کہ مذکورہ بالا اعداد و شمار سے امریکہ اور اس کے اتحادی نظریں چراتے ہیں اور جھوٹی انا اور ناک بچانے کی خاطر عوام الناس کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہتے ہیں.....حالانکہ ویسٹرن آفیسرز کی مرتب کردہ ایک رپورٹ کے مطابق:

۱۸۷۴۸۳ صرف امریکی فوجی جو جنگ سے واپس آئے تھے پاگل یا ذہنی مریض بن چکے ہیں.....باقی ماندہ اتحادی ممالک کا اندازہ اسی رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے.....یہ صلیبی فوجی کیوں نہ ذہنی مریض بنتے؟ طالبان تو ان کے لیے ایک 'خوف ناک آسیب' سے کم ثابت نا ہوئے تھے.....۲۰۰۱ء میں جب طالبان مجاہدین اپنے امیر المومنین ملا عمر مجاہد کے حکم پر منتشر ہو گئے تھے تو صلیبی افواج یہ سمجھ بیٹھی تھیں کہ طالبان مر گئے، ڈر گئے، بھاگ گئے، شکست کھا گئے لیکن ۲۰۱۴ء میں طالبان مجاہدین نے دنیا کی سپر پاور اور اقوامِ کفریہ کو یہ ثابت کر دکھایا کہ

سخت جان قافلے مرا نہیں کرتے

ڈرا نہیں کرتے

میدان جنگ سے بھاگا نہیں کرتے

اور کبھی ہارا نہیں کرتے

بلکہ بھیس اور ٹھکانہ چکما دینے کے لیے بدل لیتے ہیں

۱۳ سال کے طویل عرصہ کے بعد یہ بات سمجھ آئی کہ نفاذِ شریعت محمدی کے کیمپ میں ۸۰ سالہ بڑھیا کی انڈوں کی پوٹلی 'نیٹو' کے خلاف طالبان مجاہدین کی ایک مدد تھی جو ضعیف ہاتھوں سے ممکن ہو سکی.....جس قوم کی ضعیف العمر ماؤں کے یہ جذبات ہوں تو ان ماؤں کے جگر گوشوں پر کون حکمرانی کر سکتا ہے.....اسی لیے آج تک اس سرزمین خراسان پر کوئی جارح قوم اپنا پرچم نہ لہرا سکی اور آخر کار ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو تمام صلیبی افواج کے پرچم سرنگوں ہو گئے اور صرف اور صرف کلمہ توحید سے مزین طالبان مجاہدین کا سفید پرچم ہی فاتح بن کر لہراتا رہا.....اور ان شاء اللہ لہراتا ہی رہے گا۔

غازیانِ اسلام اور شہدائے اسلام کو سلام

☆☆☆☆☆

بقیہ: معرکۂ افغانستان اور مجاہدین کے ذرائع ابلاغ

جونہی انہیں پشتو یا فارسی زبان میں کوئی خبر ملتی ہے وہ اس کا فوراً اس کا عربی اور انگلش میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ پر نشر کر دیتے ہیں اور اسی وقت وہ ان کے ریڈیو ''صدائے شریعت'' پر بھی آجاتی ہے۔امریکیوں کو طالبان کی ابلاغی سرگرمیوں محدود کرنے کے لیے اپنے فوجیوں کو اضافی اختیارات اور سہولتیں دینا ہوں گی۔اُن کو انٹرنیٹ پر طالبان کی تمام ویب سائٹس بلاک کرنا پڑیں گی''۔دشمن کے مقابلے میں ہمارے پاس موجود وسائل بہت محدود ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک انتہائی حیا باختہ دشمن کا سامنا ہے جو کسی اخلاقی یا انسانی ضابطے کا پابند نہیں ہے۔وہ آزادیٔ اظہارِ رائے کے دعوے کرتے ہیں لیکن کسی ایسی رائے کے اظہار کی اجازت نہیں دیتے جو اُن کے نوآبادیاتی عزائم کے خلاف ہو۔اس کے علاوہ وہ میڈیا پر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں۔اگر اُن کے ۲۰ فوجی مارے جائیں تو وہ ایک کا اقرار کرتے ہیں وہ بھی اس صورت میں اگر اُن کے لیے اس خبر کو چھپانا ممکن نہ ہو۔اسی طرح اگر ۲۰ لوگ زخمی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ 'ایک آدمی کو معمولی زخم آئے اور وہ بھی ابتدائی طبی امداد کے بعد اپنی ڈیوٹی پر واپس چلا گیا ہے' اور اگر مجاہدین اُن کے کسی ہوائی جہاز کو گرا دیں تو وہ اس خبر کو چھپانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اگر اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکیں تو کہتے ہیں کہ 'جہاز کو فنی خرابی کی وجہ سے ہنگامی لینڈنگ کرنا پڑی'۔جب وہ اپنے شب خون کے دوران معصوم لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں تو اس بات کا چرچا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے مسلح مجاہدین پر قابو پا لیا ہے۔اپنی تمام ابلاغی ذرائع میں اُن کا یہ عام وطیرہ ہے۔جہاں تک مجاہدین کے میڈیا کا تعلّق ہے تو ہم صرف سچ کو شائع کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دشمن انٹرنیٹ پر ہماری ویب سائٹس کو روکنے اور بند کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔اور ہماری ویب سائٹس کو چلانے والی کمپنیوں کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

اُن کے تمام جرائم کے باوجود ہم اللہ کے فضل سے اپنی جہادی اشاعت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ہم دنیا کو مجاہدین کی فتوحات اور کفار کی شکست کی خبریں تواتر سے سنا رہے ہیں، ہم دنیا کے سامنے افغانستان میں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی شکست کے دستاویزی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔الحمد للہ تمام مسائل کے باوجود ہمیں اس میدان میں واضح کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔

۱۳ سالوں میں قیادت کی سوئے جنت روانگی!

ابوعائشہ

سرزمین خراسان حق و باطل کے معرکوں کے تسلسل میں کئی دہائیوں سے میدانِ معرکہ بنی ہوئی ہے......روسی استبداد کی سربکف افغانوں کے ہاتھوں رسوا کن شکست کے بعد طاغوت اور اس کے حواریوں سے امارتِ اسلامیہ افغانستان برداشت نہ ہوسکی اور بالآخر طاغوت اکبر امریکہ نے پانچ درجن اتحادی ممالک کے ساتھ امارت اسلامیہ پر دھاوا بول دیا......امارت اسلامیہ کے غیور اور بہادر طالبان مجاہدین نے بہت کم وسائل اور مضبوط عزم و ایمان کے ساتھ ان طواغیت کے غرور و تکبر کو خاک میں ملا کر ذِلت آمیز شکست سے دوچار کردیا......**والحمدللّٰہ علی ذالک!**

ان تیرہ برسوں پر محیط حق و باطل کے معرکے میں سرزمین خراسان پر امت مسلمہ کے بے شمار جگر گوشوں، غیور فرزندوں نے محمد بن قاسمؒ، سلطان محمود غزنویؒ اور احمد شاہ ابدالیؒ کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے دشمن کے مقابلے میں آخری قطرے تک اپنا خون بہا کر جام شہادت نوش کیا......اللہ تعالیٰ ان شہادتوں کو قبول فرمائیں، آمین یارب العالمین!

وَلَسۡتُ أُبَالِي حِينَ أُقۡتَلُ مُسۡلِمًا

عَلَى أيِّ جَنۡبٍ كَانَ فِي اللهِ مَصۡرَعِي

''اور جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں شہید کیا جا رہا ہوں

تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر پچھاڑا جاتا ہوں''

ان مبارک ہستیوں میں سے مشت نمونہ خروار [اناج کے ڈھیر سے مٹھی بھر] کے طور پر چند کا تذکرہ قارئین کی نذر کرنے کی جسارت کرتا ہوں:

عظیم سپہ سالار ملاداداللّٰہ شہید رحمہ اللّٰہ:

ملا داد اللہ شہید رحمہ اللہ ۱۹۶۷ء میں صوبہ ارزگان کے علاقے دھراور میں ایک دین دار خاندان کے حاجی عبداللہ کے گھر پیدا ہوئے......شہید ملا داد اللہؒ نے ۱۹۸۳ء میں روسی یلغار کے خلاف برسرِ پیکار کمانڈر مولوی اختر محمد آغا کی سربراہی میں جہاد میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نے اپنے جہادی معرکوں کی ابتدا قندھار کے ضلع ارغنداب کے شاہین گاؤں سے کی اور اس وقت تک پوری شجاعت و بہادری کے ساتھ لڑتے رہے جب تک کہ روسی افواج افغانستان سے شکست کھا کر دریائے آمو کے اس پار نہ چلی گئیں......

کابل فتح ہونے کے بعد جب مجاہدین کے درمیان حصول اقتدار کے لیے خانہ جنگی شروع ہوگئی تو ملا شہیدؒ نے اپنے ادھوری تعلیم کو مکمل کرنے کے لیے اپنے ملک کو خیر باد کہا اور پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ میں مولوی محمد شفیع اور مفتی عبدالعلی دیوبندی سے علومِ دینیہ کا فیض حاصل کرتے رہے۔

۱۹۹۴ء میں جب ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے ایک اسلامی تحریک کا آغاز کیا تو آپ نے اپنے چند ساتھیوں سمیت ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت کی اور ان کی قیادت میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں فاتحانہ کارروائیاں کیں......آپ رحمہ اللہ کی معرکہ آرائیاں آج بھی سرزمین افغانستان کے سپین بولدک، قندھار، ارزگان، ہلمند، زابل، غزنی، میدان وردگ، پکتیا، خوست، فراہ اور قندوز وغیرہ کی فتوحات کی صورت میں زبان حال امت مسلمہ کو آپ کی جرات و بہادری یاد دلا رہی ہیں!

گیارہ ستمبر کے مبارک حملے کے بعد جب امریکہ نے اپنے صلیبی اتحادیوں [کفریہ اتحاد] کے ساتھ امارت اسلامیہ پر حملہ کیا تو ملا شہیدؒ نے ان کے خلاف سخت مزاحمت کی۔ جب کفریہ اتحادیوں کے فضائی حملے شدت اختیار کر گئے تو مجاہدین شمالی صوبوں سے عقب نشینی اختیار کرتے ہوئے کابل روانہ ہوئے تو ملا شہیدؒ بھی مقامی کمان دانوں کے ہاں ہوتے ہوئے بحفاظت قندھار پہنچ گئے۔

امارت اسلامیہ کے سقوط کے ابتدائی ایام میں امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ نے امریکیوں اور نیٹو اتحادیوں کے خلاف جنگی حکمت عملی ترتیب دی اور ایک شوریٰ بنائی، جس کے اراکین میں ملا داد اللہ شہیدؒ بھی شامل تھے......آپؒ جنگی تدابیر کی ماہرانہ شان کے حامل تھے......آپؒ نے نیا انداز اختیار کیا اور تابڑتوڑ حملوں کے ساتھ دشمن کے خلاف کارروائیاں تیز کردیں۔

ملا شہیدؒ نے افغان عوام کی ذہنی تربیت کرتے ہوئے ایسے فدائیانِ اسلام تیار کیے جنھوں نے اپنی کارروائیوں سے دشمن کو ہلا کر رکھ دیا......اور بالآخر بھاگنے پر مجبور کردیا......عوامی حلقوں میں دشمن پر استشہادی حملوں کی صورت میں آپؒ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی، جس کی بدولت دشمن پر ہمیشہ ملا داد اللہ شہیدؒ کا خوف طاری رہتا تھا......ملا شہیدؒ کے خلاف دشمن نے اپنے اجسوسوں کا جال پھیلا دیا تاکہ کسی بھی طریقے سے ملا صاحبؒ کو شہید کر کے سکھ کا سانس لے سکیں...... ۱۴ مئی ۲۰۰۷ء کو ملا شہیدؒ اپنے ساتھیوں سمیت' جب میں ملا نعیم بھی شامل تھے' صوبہ ہلمند ضلع گرمسیر میں موجود تھے......سب نے مغرب کی نماز ادا کی اور کھانا کھا کر جنگی حکمت عملی کے تحت دوسری جگہ درویشاں گاؤں گلے گئے...... جہاں ایک خالی مکان میں رات گزارنے کی غرض سے قیام کیا۔ ساتھیوں سمیت رات سونے سے پہلے پہرہ داری کی ترتیب مجاہدین کے حوالہ کی اور سو گئے......رات اچانک اس مکان پر امریکیوں نے چھاپہ مارا اور زبردست لڑائی شروع ہوگئی......بعد میں معلوم ہوا کہ اس لڑائی میں ملا صاحب شہید ہوگئے ہیں۔ حضرت کی تدفین ان کی وصیّت

کے مطابق وہی کرنا تھی، مجاہدین اسی تیاری میں مصروف تھے کہ امریکیوں نے بم باری کر کے دوبارہ چھاپہ مارا اور ملا داداللہ شہیدؒ کی نعش مبارک اپنے ساتھ لے گئے......نعش لے جانے کا مقصد امریکیوں اور اتحادیوں کے دلوں پر طاری ہیبت اور خوف دور کرنا اور ان کی شہادت کی تصدیق کرنا تھا......

چونکہ ماضی میں متعدد مرتبہ امریکہ ملا داداللہ صاحب کو گرفتار اور شہید کرنے کے دعوے کر چکا تھا، جس کے جواب میں ملا داداللہ شہید کر بار فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ امریکی ہر لنگڑے معذور آدمی کو گرفتار یا شہید کر کے میرا نام لیتے ہیں''......لیکن اس بار امریکی مکمل تصدیق کے ساتھ اعلان کرنا چاہتے تھے تا کہ اس مرتبہ بھی ماضی کی طرح رسوائی اور ذلت کا طوق گلے نہ پڑ جائے......چنانچہ امریکیوں نے آپؒ کا DNA ٹیسٹ کرنے کے بعد تصدیق ہونے پر شہید کی میت واپس کر دی......بعد ازاں شہید ملا داداللہؒ کے جسدِ خاکی کو قندھار میں سپردِ خاک کر دیا گیا......

شہادت کے مطلوب و مقصود مومن

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

تذکرہ استاذی واستاذالاساتذہ،ابوتراب شیخ الحدیث مولانا دوست محمد شہید رحمۃ اللّٰہ علیہ:

اس مقدس جہاد کے ایک ممتاز اور نامور شہید، میرے محترم اور مکرم استاذ، شیخ الحدیث ابوتراب مولانا دوست محمد شہیدؒ ہیں......جن کی شخصیت کے زریں پہلو خطہ خراسان میں موجود جہادی تحریک میں روز روشن کی طرح واضح ہیں......حضرت شیخ رحمہ اللہ امریکی جارحیت کے خلاف جہاد کے اوائل سے لے کر اپنی شہادت کے سال ۲۰۱۳ء تک صوبہ نورستان میں امارت اسلامیہ کی طرف سے جہادی امیر اور سربراہ تھے......

آپؒ افغانستان کے ۱۳۷۷ھ میں صوبہ نورستان کے علاقہ کانتوا میں حاجی سفر محمد بن لعل محمد کے گھر پیدا ہوئے۔حضرت شیخ نہایت ذہن وفطین تھے، سات سال کی عمر میں والدِ محترم نے علم دین سے آراستہ ہونے کے لیے علاقے کے ایک عالمِ دین مولانا اختر محمد صاحب کے ساتھ پاکستان روانہ کیا......آپؒ نے باجوڑ کے قبائلی علاقے میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، جس میں فقہ، اصولِ فقہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، معانی اور عربی ادب جیسے علوم شامل تھے......بقیہ ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ علوم دیگر مختلف مدارس میں جید علما سے حاصل کیں۔احادیث کی کتابیں صحاح ستہ ۱۴۰۱ھ میں پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ میں مشہور دینی ادارے دارالعلوم نعمانیہ چارسدہ میں اپنے زمانہ کے معروف محدث مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ سے پڑھیں اور سالانہ امتحان میں ممتاز نمبروں سے کامیاب ہوئے اور اسی مدرسے میں دستار فضیلت باندھا......چونکہ انہیں احادیث نبوی سے بے انتہا محبت تھی اس لیے احادیث کی کتابیں دوبارہ دارالقرآن صوابی میں معروف عالم دین شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد یار بادشاہ رحمہ اللہ سے پڑھیں ......احادیث کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر بھی صوابی ہی میں انہی شیوخ کرام سے پڑھیں اور ایک مرتبہ قرآن کریم کی تفسیر مولانا عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ سے بھی پڑھی۔

حضرت شیخ بلند پایہ محدث اور تمام فنون پر مہارت تامہ رکھنے والے انسان تھے......باجوڑ ایجنسی کے علاقے 'ترخو' میں بائیس سال تک احادیث نبوی اور دیگر فنون پڑھانے میں مصروف رہے......حضرت شیخ در کتب حدیث میں کتاب ''المغازی'' اپنے مخصوص انداز میں پڑھاتے تھے اور اہل ذوق دور دراز کے علاقوں سے آکر اس بابرکت محفل میں جوق در جوق شریک ہوتے......

حضرت شیخ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف بھی تھے......آپؒ نے مختلف موضوعات پر تصانیف تحریر کیں جن میں العقد الفرید اثبات الفرد الشرعی من التقلید، الدار السنیہ، الترجمان لعقائد الشبان، البرھان الساطع علی عدم الاعتبار اختلاف المطالع، تنبیہ الانام عن حقیقۃ الدین والاسلام، ھدیۃ الکتوی فی مقدمۃ الترمذی، نداء البراء والجہاد، المسدسات فی مباحث الجہاد، خطبات مجاہد، نداء الفرسان لاھل البصیرۃ والایمان، دروس الجہاد، تحفۃ الاحرار شامل ہیں۔

امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد حضرت شیخ باقاعدگی سے جہاد افغانستان میں شرکت کے لیے متحرک ہوئے اور جوق در جوق اس مبارک جہاد کے لیے تشکیلات کرتے رہے......شیخ چونکہ پاکستانی کرایہ دار مرتد افواج کو سرزمین خراسان میں نفاذ شریعت کے لیے بہت بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے......لہٰذا اُنہوں نے غیرت مند قبائل کی سرزمین کے لوگوں کی ذہنی تربیت شروع کر رکھی تھی......مرتد پاکستانی فوج شیخ کی سرگرمیوں سے خوب واقف تھی، جب مرتدین نے باجوڑ ایجنسی میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا تو شیخ وہاں سے ہجرت کر کے ضلع دیر کے دور دراز علاقے شیر نگل چلے گئے اور وہاں اپنی مصروفیات جاری رکھیں......

پاکستانی انٹیلی جنس کی طرف سے شیخ کی گرفتاری کا منصوبہ بنایا گیا، بروقت معلومات کی بنا پر شیخ نے وہاں سے بھی ہجرت کی اور ضلع سوات کی تحصیل خوازہ خیلہ کے گاؤں مشکومی جو کہ دور افتادہ پہاڑی علاقہ ہے، وہاں جا کر رہنے لگے......اس دوران میں راقم بھی ان کی فیوضات علمیہ سے مستفید ہوتا رہا......راقم نے حضرت شیخ س جو فنون پڑھے ان میں حدیث کی مشہور کتاب موطا امام محمدؒ، سراجی، حماسہ اور دوران درس بخاری شریف اور مسلم شریف کی سماعت بھی ہوتی......اس دورانیہ میں راقم نے حضرت شیخ سے بیعت علی الجہاد بھی کی......

نورستان ہجرت:

ایک دن ہم نے نماز عصر ادا کی، عصر کے بعد شیخ کا معمول تھا کہ وہ جنگل کی طرف نکل جاتے تھے......ہم نے سوچا کہ شیخ جنگل کی طرف نکلے ہوئے ہیں بعد ازاں ہمیں حکم ہوا کہ جلد یہ علاقہ چھوڑ دیں، ہم نے وجہ دریافت کی تو میزبان کی طرف سے بتایا

گیا کہ شیخ کے بارے میں خفیہ ایجنسیوں کو شبہ ہوا ہے کہ وہ یہاں موجود ہیں......اور اب کسی بھی وقت وہ یہاں چھاپہ مار سکتے ہیں......میں نے شیخ کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ محفوظ مقام کی طرف منتقل کر چکے ہیں،ہم بھی جلدی جلدی وہاں سے نکل گئے......بعدازاں ضلع دیر کے ایک مقام پر شیخ سے ملاقات ہوئی، کچھ عرصہ وہاں شیخ نے قیام کیا اور بعدازاں شیخ افغانستان کے صوبہ نورستان منتقل ہو گئے......

حضرت شیخ الحدیثؒ کی شہادت:

شیخ الحدیثؒ اپنا فریضہ منصبی سمجھتے ہوئے اپنی زیرنگرانی علاقوں کا گشت کرتے اور وہاں کے احوال سے آگاہی فرماتے تھے۔ ہر محاذ پر جا کر مجاہدین سے ملاقات کرتے،ان کو ہدایات دیتے اور ان کے مسائل سنتے،انہیں وعظ ونصیحت کرتے اور قرآن وحدیث سے روشناس فرماتے، جہادی مسائل کے جوابات بتاتے......حضرت شیخ نے شہادت سے قبل خواب دیکھا جس کی تعبیر آپؒ نے شہادت کی بشارت سے نکالی......اور آخر کار آپؒ ضلع غازی آباد کے علاقے 'ایلگل' میں ایک گاؤں کے چھپر کے نیچے بیٹھے شرعی مسئلے کے حوالے سے اپنے لیپ ٹاپ (کمپیوٹر) پر متعلقہ مواد کو پرکھ رہے تھے کہ امریکی ڈرونز نے حملہ کر دیا اور آپؒ اپنے دوساتھیوں کے ہمراہ شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہو گئے......

مولانا محمد مجاہد رحمہ اللّٰہ:

مولوی محمد مجاہد صوبہ لغمان کے ضلع بادپش کے گاؤں ''گلیانو'' میں سید حسین کے گھر پیدا ہوئے......شمالی اتحاد سے جنگ کے دوران میں شبرغان جیال میں قید کیے گئے، رہائی کے بعد امریکیوں کے خلاف جہاد کو دوام بخشا اور دشمن پر بڑے منظّم حملوں کو ترتیب دیا......مولانا شہید رحمہ اللّٰہ کو لغمان کے علاقے قلمنی میں صلیبی درندوں نے شوال ۱۴۳۳ھ میں فضائی حملے میں شہید کر دیا......اناللّٰہ واناالیہ راجعون

مولوی عبدالشکور کی شہادت:

مولوی عبدالشکور شہید المعروف ملا ناصر امارت اسلامیہ کے غیور اور باہمت کمان دانوں میں سے ایک تھے...... ۴۰ سالہ ملا ناصر شہیدؒ نے امریکی جارحیت کے خلاف جہاد میں بھرپور حصّہ لیا اور اپنی تمام سرگرمیوں کا مرکز ومحور صلیبی اور کٹھ پتلی افواج کے خلاف جہاد کو بنا لیا......آپ گوانتانامو کے قید خانے میں اسیر بھی رہے اور وہاں سے رہائی کے بعد پھر سے جہادی کارروائیوں میں مگن ہو گئے......یہ مبارک ہستی صلیبی افواج کی ایک فضائی بم باری میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئی،اللّٰہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں،آمین۔

مولوی امین اللّٰہ کی شہادت:

شہید امین اللّٰہ امین' مولوی عبدالغفور کے بیٹے اور مولوی عبدالمجید شہید کے بھتیجے تھے،قندھار کے ضلع سپین بولدک کے گاؤں 'ملک سید محمد' میں ۱۹۶۸ء میں پیدا ہوئے......آپ جنگ کے دوران میں گرفتار ہو کر باگرام میں قید رہے اور وہاں سے گوانتانامو کے اذیت خانے پہنچائے گئے......قید سے رہائی کے بعد فریضہ جہاد کو تسلسل بخشتے ہوئے میدان کارزار کو دوبارہ آباد کیا اور دشمن کے خلاف گھمسان کی لڑائیوں میں شریک رہے......یہ عظیم مجاہد ایک عملیہ کے لیے بارود کی تیاری میں مصروف تھے کہ بارود پھٹنے سے آپ شدید زخمی ہو گئے، بعدازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

مولانا عبدالرب کی شہادت:

مولانا شہید ۱۹۴۵ء کو ضلع زرمت کے علاقے 'شملز' میں پیدا ہوئے......امارت اسلامیہ کے دور میں آپ شہید احسان اللّٰہ احسان کے نائب رہے......امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد مسلسل جہاد میں شریک رہے اور بالآخر یہ عظیم مجاہد ۸ رجب ۱۴۳۱ھ کو شہادت کی منزل سے ہم کنار ہوئے۔

مولانا عبدالسلام کی شہادت:

مولانا عبدالسلام صوبہ پکتیکا کے علاقہ گومل میں حاجی خان گل کے گھر ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے......مولانا کے بھائی کہتے ہیں کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور اس سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا......دورانِ طالب علمی کابل کے قلعہ جوار میں حضرت شیخ المشائخ محمد ابراہیم مجددی رحمہ اللّٰہ سے بیعت ہوئے اور علم حدیث کی تکمیل کے لیے پاکستان کی مشہور علمی درس گاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے......وہاں ۲۵ سال کی عمر میں مولانا عبدالحق رحمہ اللّٰہ [اکوڑہ خٹک والو] سے سندِ فراغت حاصل کی۔

شیخ رحمہ اللّٰہ مختلف مدارس میں تدریسی امور سرانجام دیتے رہے،جن میں دارالعلوم قاسمیہ شاہو، مدرسہ خیرالمدارس کوئٹہ اور بحرالعلوم کوئٹہ وغیرہ شامل ہیں......حضرت شیخ رحمہ اللّٰہ جید علم دین اور بے باک ونڈر مجاہد تھے......وہ جہاد کے ایسے بے لوث داعی تھے کہ ہر تقریب،محفل اور جہادی جلسوں میں بڑے ہی جرات مندانہ انداز سے جہادی خطابات کیا کرتے تھے اور مجاہدین کی ذہن سازی اور تربیت کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو بھی قابض افواج کے خلاف جانی و مالی جہاد کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کی شب کوئٹہ میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کر دی، جس میں مولوی صاحب شدید زخمی ہوئے، بعدازاں انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ ۳۰ محرم الحرام کو رات گیارہ بجے اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے،اناللّٰہ واناالیہ راجعون

مولانا اکبر خان کی شہادت:

مولانا اکبر خان شہید صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے ''درہ ایلگل'' میں ۱۹۷۰ کو پیدا ہوئے۔ آپ شیخ دوست محمد شہیدؒ کے شاگرد خاص تھے اور انہی کی زیرقیادت

صلیبی افواج کے خلاف مصروف عمل رہے......انتہائی سادگی اور کامل تقویٰ کے پیکر تھے،آپ ہی کی کمان میں غازی آباد کے علاقہ 'خونک' میں ۲۰۰۹ء میں ایک امریکی ایئر بیس پر حملہ کیا گیا،جس کے نتیجے میں صلیبی افواج کا یہ کیمپ مکمل طور پر مجاہدین کے قبضہ میں آ گیا اور کثیر مقدار میں مالِ غنیمت بھی مجاہدین نے سمیٹا......کارروائی سے واپسی پر صلیبی فضائیہ نے مجاہدین پر شدید بمباری کی جس میں آپ ۷ مجاہدین سمیت شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے،اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی نور قاسم حیدری کی شہادت:

مولوی نور قاسم حیدری افغانستان کے صوبہ خوست میں حاجی محسن کے گھر ۱۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے......ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے امام مسجد سے حاصل کی اور پھر حصول تعلیم کے لیے پاکستان کا رخ فرمایا، یہاں مختلف مدارس میں اپنے تعلیمی سفر کو طے کرتے ہوئے دورۂ حدیث ہنگو کے مضافاتی علاقہ زرگری میں واقع مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں مکمل کیا اور سند فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد اپنے علاقے میں ایک دینی درس گاہ قائم کی جو تا حال جاری وساری ہے......

جب سوویت یونین کے سرخ لشکروں کا ہجوم سرزمین افغان پر ٹوٹ پڑا تو ہزاروں کی تعداد میں روسی افواج خوست میں بھی تعینات کی گئیں......مولوی نور حیدری صاحب رحمہ اللہ نے صوبہ خوست میں روسی ملحدین کی یلغار کے خلاف جہاد کا آغاز کیا اور سوویت یونین کے پسپا ہونے تک مسلسل برسرپیکار رہے......بعد میں تحریک طالبان کا مسلسل حصّہ رہے، ملا بورجان شہیدؒ، ملا مشر شہیدؒ اور اسلامی تحریک کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ اس تحریک میں شانہ بشانہ چلتے رہے......

امارت اسلامیہ کے خلاف طاغوتی یلغار کے بعد صوبہ خوست میں کفریہ اتحادیوں اور نیٹو کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کرنے والوں میں آپ نمایاں کردار کے حامل تھے......خوست کے علاقے 'صبریؔ' میں جہادی امور کے ذمہ دار اور صوبائی گورنر بھی تھے......بذات خود کارروائیوں میں شریک رہتے اور عملیات کی کمان خود کرتے...... خوست کے اضلاع باک،علی شیر،صبری قلندر اور پکتیا کے مضافات میں انہوں نے دشمن کے خلاف متعدد کامیاب عملیات کیں......ان حملوں سے دشمن کو جانی و مالی نقصان ہوا اور طالبان فتوحات کے ساتھ ساتھ بھاری مال غنیمت بھی حاصل کرتے رہے......اس علاقے میں مولوی حیدری شہیدؒ کی بے پناہ کارروائیاں ہیں جن کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے......

۲۰۱۲ء کے اوائل میں امارت اسلامیہ کی قیادت کے حکم پر مولوی نور قاسم حیدریؒ صوبہ کنڑ کے جہادی ذمہ دار متعین کیے گئے......وہ خوست سے کنڑ منتقل ہو گئے اور ہو گئے اور وہاں مجاہدین کی قیادت کرنے لگے......امریکی آلہ کار جاسوسوں کے پھیلے ہوئے جال کو توڑنے کے لیے حیدری صاحبؒ نے اپنی بہترین صلاحیتوں سے کام لیا اور ذہین ترین ساتھیوں کا انتخاب کر کے انہیں مختلف مقامات پر تعینات کر دیا تا کہ امریکی جاسوسوں کا خاتمہ کیا جا سکے اور نئی حکمت عملی اور طریقوں سے دشمن پر حملوں کا آغاز کر دیا......اس سلسلہ میں انہوں نے کنڑ، دانگام، اسمار، غازی آباد، دامانوگی اور ناڑی میں دشمن پر کاری ضربیں لگائیں......

اسی دوران میں مولوی صاحبؒ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کنڑ کے ضلع شیگل کے مضافات میں دیگر محاذوں پر مجاہدین سے ملنے کے لیے جا رہے تھے کہ امریکی ڈرون طیارے کے میزائل حملے کا نشانہ بنے اور اپنے تین مجاہد ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی محمد خوشحال کی شہادت:

مولوی محمد خوشحال افغانستان کے صوبہ لوگر کے علاقہ سپیت کی پائندہ خیل قوم سے تعلّق رکھنے والے لعل محمد کے گھر پیدا ہوئے ......دینی تعلیم کے لیے پاکستانی کا رخ کیا، پشاور میں جامعہ محمدیہ اسلامیہ میں داخلہ لیا...... بعد ازاں دورہ حدیث اور سند فراغت جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے حاصل کی......

مولانا محمد خوشحالؒ روسی یلغار کے دوران میں ملکی اور غیر ملکی دشمنوں کے خلاف عملی حصّہ لیتے ہوئے گھمسان کی جنگوں میں شریک رہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کو مضبوط کیا......مولانا محمد خوشحالؒ روس کی شکست کے بعد تدریسی معمولات میں مشغول ہو گئے اور مدرسہ نعمانیہ [مانسہرہ، افغان مہاجر کیمپ] میں پڑھاتے رہے......ابھی تدریسی سال اختتام پذیر نہ ہوا تھا کہ طالبان کی اسلامی تحریک کا آغاز ہو گیا......مولوی صاحبؒ نے تحریک طالبان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے میدان کارزار میں قدم رکھ دیے اور امارت اسلامی کے قیام تک دشمنوں کے خلاف جنگ کرتے رہے......

امارت اسلامیہ کی فتوحات جاری وساری تھیں اور شمالی افغانستان کے اکثر صوبے جیسے مزار شریف، جوزجان، بغلان اور دیگر علاقے امارت اسلامی کے تسلط میں آ گئے......اسی حوالے سے طالبان کی مرکزی شوریٰ کی ہدایت پر مولوی صاحب نے اپنے بہت سے ساتھی کا پیسا کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے اور دیگر ساتھیوں کو شمال کے لیے مربوط ومنظّم کرنے لگے تا کہ وہاں سے بغلان اور اندراب کی جانب سے پنجشیر پر حملہ کیا جا سکے......حملہ شروع کرنے سے پہلے امارت اسلامی کے اعلیٰ اہل کاروں اور کمان دانوں نے آپ کو اطلاع دی کہ دشمن کا پیسا اور پروان پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے لہٰذا کا پیسا کی قوت کو اپنی جگہ رہنے دیا جائے......اسی دوران میں دشمن نے کا پیسا پر بڑا حملہ کر دیا، جس سے طالبان کے اگلے مورچوں میں کچھ تبدیلی آ گئی......مولوی صاحبؒ نے اپنا تازہ دم دستہ فوراً وہاں روانہ کر دیا، جس کے حملے کے نتیجے میں دشمن کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور پسپائی اختیار کرنا پڑی......

اسی دوران میں دشمن کے ایک گروپ نے ضلع گل بہادر پر حملہ کر کے اسے

محاصرے میں لے لیا.....مولوی صاحبؒ نے اس محاصرے کو توڑنے کی غرض سے اسی جانب پیش قدمی کی مگر دشمن پہلے سے گھات میں تھا.....علاقے میں اس کے جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا، جیسے ہی مولوی صاحبؒ کی گاڑی اس علاقے میں داخل ہوئی، دشمن نے ان کو نشانہ بنا، جس سے مولوی محمد خوشحال ملنگ صاحبؒ اپنے ایک ساتھی ملا خلیل احمد کے ہمراہ جام شہادت نوش فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا جمعہ خان کی شہادت:

مولانا جمعہ خان صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے درہ ایلگل میں پیدا ہوئے، دینی تعلیم پاکستان میں حاصل کی.....صوابی کے مدرسہ دارالقرآن سے سند فراغت حاصل کی اور اپنے علاقے میں شیخ دوست محمد کی قیادت میں درہ ایلگل کے عسکری مسئول مقرر ہوئے.....مولانا شہیدؒ ضلع غازی آباد میں صلیبی اور کٹھ پتلی افواج کے لیے دردِ سر بنے ہوئے تھے، بالآخر آپ ایک امریکہ حملے میں شہید ہوگئے، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائیں، آمین۔

مولانا عبدالجلال سنگر کی شہادت:

مولانا عبدالجلال شنگر ۱۹۷۲ کو صبہ کنڑ کے ضلع ناڑی کے گاؤں شیر گل میں حاجی محمد کریم کے گھر پیدا ہوئے.....تکمیل درس کے بعد پشاور کے ایک مدرسے المعہد الاسلامی میں بطور مدرس دینی خدمات سرانجام دیتے رہے.....امریکی جارحیت کے بعد جہادی صفوں میں شامل ہوئے.....مولانا شہیدؒ کے بھائی قاری غلام اللہ نے بتایا کہ آپ ایک دلیر اور بے باک مجاہد تھے اور ان کی شخصیت سے امریکی اتنے خائف تھے کہ علاقہ کے مختلف مقامات پر ان کی تصویریں لگا کر اُن کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی، مولاناؒ ۲۰۱۳ء کے اواخر میں امریکی فضائیہ کے حملے میں شہید ہوئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الحدیث مولوی عبدالحکیم کی شہادت:

شیخ الحدیث مولوی عبدالحکیمؒ، محمد رحیم کے صاحبزادے اور جلال الدین کے پوتے تھے۔ آپ کا تعلق پشتون قبیلے الکوزئی سے تھا، آپ ۱۳۸۱ھ میں قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے گاؤں شالیزاری میں پیدا ہوئے۔ دین دار گھرانے کا فرد ہونے کے ناطے انہیں دینی تعلیم سے آراستہ کیا گیا۔ کم عمری میں ہی روسی جارحیت کے خلاف جہاد میں مصروفِ عمل رہے.....افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحبؒ جو کہ علمی حلقوں میں بے پناہ شہرت کے حامل تھے، اپنی علمی و تدریسی خدمات چھوڑ کر صلیبیوں کے خلاف مسلح جہاد کے قافلہ میں شامل ہوگئے.....مولوی عبدالحکیم صاحبؒ کے قریبی ساتھی آغا جان کہتے ہیں کہ ''امریکیوں کو آئے ابھی ۶ ماہ کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ مولوی صاحب نے ان کے خلاف کارروائیوں کی منصوبہ بندی شروع کردی، ان کی پہلی کارروائی ایک بارودی سرنگ کی کارروائی تھی.....انہوں نے قندھار کے ضلع دامان میں مجاہدین کی قیادت کی اور دشمن کی افواج پر کاری ضربیں لگائیں.....آپ نے آس پاس کے علمائے کرام اور پرانے مجاہدین کو خفیہ طور پر جہادی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دی تو اکثر نے ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے میدان جنگ کا رخ کیا.....اس وقت گل آغا شیرزئی قندھار کا گورنر تھا، اسے مولوی صاحب کی سرگرمیوں کی اطلاعات مل چکی تھیں.....گورنر گل آغا نے قبائلی رہنماؤں کا جرگہ بلا کر دعوت کی، دعوت سے قبائلی عمائدین کو نقد رقوم تقسیم کر کے انہیں مولوی عبدالحکیم سے دور رہنے کا کہا۔ مولوی عبدالحکیم صاحبؒ کے خلاف دشمن کی طرف سے خفیہ چھاپوں کس سلسلہ جاری رہتا تھا لیکن وہ چھاپے سے پہلے ہی خفیہ مقام پر منتقل ہوجاتے.....اسی دوران میں وہ مختلف جہادی امراسے جن میں خاص کر ملا داداللہ شہیدؒ بھی شامل تھے، ملاقات کی اور جہادی امور پر تبادلۂ خیال بھی کیا.....مولوی صاحبؒ کے جہادی ساتھی ملا محمد اسلم کہتے ہیں کہ ''جب انہوں نے ملا داداللہ شہید رحمہ اللہ سے ملاقات کی تو ملا داداللہؒ نے مولوی صاحبؒ کو جہادی وسائل اور ضروریات مہیا کیں، مولوی صاحب اپنے گیارہ ساتھیوں سمیت علاقہ کوتل گئے جہاں انہوں نے دشمن پر حملہ کر کے دشمن کا ایک کمانڈر اپنے ۴ فوجیوں سمیت جہنّم واصل کیا۔ اس کے ساتھ ہی اتحادی فوجوں کا ایک بڑا افسر گاڑی سمیت زندہ گرفتار ہوا، جسے بعد ازاں قتل کردیا گیا''.....

۲۰۰۴ء میں مولوی صاحبؒ نے ملا شہزادہ اخند سے مل کر ضلع شاہ ولی کوٹ میں آپریشن کیا اور صلیبیوں کو شکست دے کر مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اسی جنگ میں ملا شہزادہ اخند بھی شہید ہوگئے.....۲۰۰۵ء میں 'مرغانو' کے علاقے میں ایک امریکی کانوائے کو گھیرا، گھمسان کی لڑائی ہوئی، جس میں دشمن کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا.....''ترین کوٹ'' کے قلب میں ''لدروج باغتو'' کے علاقے میں ایک غیر ملکی کمپنی ''ٹائیگر'' کے مرکز پر حملہ کیا، کئی فوجی اس کارروائی میں مارے گئے.....گمبٹ کی جنگ میں مولوی صاحب کو گردن میں زخم بھی آئے، ٹھیک ہوجانے کے بعد مجاہدین نے ضلع خاکریز پر حملہ کر کے دشمن کو فرار پر مجبور کردیا اور ضلعی جیل توڑ کر مجاہدین نے اپنے ۱۳ ساتھی رہا کروا لیے.....اس جنگ کے تین دن بعد مولوی صاحبؒ اپنے ساتھیوں سمیت ضلع نیش کے علاقے درہ نور گئے، وہاں دشمن کے ساتھ آمنے سامنے شدید جنگ ہوئی، اس جنگ میں مولوی صاحبؒ کو پیٹ کے پہلو میں شدید زخم آئے.....زخم اس قدر گہرے تھے کہ کچھ دیر بعد ہی مولوی صاحبؒ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ کو شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ملا عبیداللہ اخوند کی شہادت:

ملا عبیداللہ اخوند شہیدؒ، مولانا یار محمد کے فرزند تھے.....قندھار کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، درس نظامی مکمل کرنے کے بعد قندھار میں مولانا صادق اخند کی قیادت میں روس کے خلاف جہاد کا آغاز کیا.....امارت اسلامیہ کے وقت آپ مختلف مقامات پر جنگی قیادت کرتے رہے اور مختلف عہدوں پر فائز رہے، جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، امارت اسلامیہ کا کابل کے کنٹرول سنبھالنے کے بعد آپ کو وزارت دفاع

کا عہدہ دے دیا گیا، آپ امارت اسلامیہ کے سپہ سالار کی حیثیت سے بھی فرائض سرانجام دیتے رہے......جس وقت امریکی، سرزمینِ افغانستان پر حملہ آور ہوئے تو مجاہدین نے ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت کابل اور دیگر شہروں سے پسپائی اختیار کی تو اس وقت امیر المومنین نصرہ اللہ نے آپ کو افغانستان میں اپنا نائب منتخب کیا......ملا صاحبؒ افغانستان سے بلوچستان کی طرف رخت سفر ہوئے تاکہ یہاں سے جہادی وسائل کو جمع کیا جاسکے، کوئٹہ کے مقام پر پاکستانی مرتد سیکورٹی اہل کاروں نے آپ کو گرفتار کرلیا......گرفتاری کے بعد آپ کے متعلّق کچھ علم نہ ہوسکا کہ آپ کہاں ہیں، یہاں تک کہ ۲۰۱۲ء جو کہ امارت اسلامیہ کی فتوحات کا سال تھا، اسی سال پاکستانی مرتد افواج نے ملا صاحبؒ کو دورانِ حراست شہید کردیا...... پاکستانی مرتد افواج اور اداروں نے ملا صاحبؒ کے اہل خانہ کو ان کی شہادت کی اطلاع دی کہ وہ ۲۰۱۰ء کو دوران قید شہید ہوچکے ہیں...... یہ امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم سانحہ تھا، اللہ تعالیٰ آپ رحمہ اللہ کی شہادت کو قبول فرمائیں، آمین۔

قاری فیض اللّٰہ سجاد شہید رحمہ اللّٰہ:

قاری فیض اللہ سجاد شہید رحمہ اللہ جہادی شخصیات اور جہادی رہ نماؤں میں اعلیٰ کردار کے حامل انسان تھے......آپؒ کے تمام دوست احباب، رشتہ دار بلکہ مخالفین سب ہی آپ کے نیک برتاؤ اور اچھے اخلاق کے معترف ہیں......قاری فیض اللہ سجادؒ کے والد کا نام ایماندار اور دادا کا نام عبدالوہاب تھا......آپ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۵ء کو قندھار کے ضلع تختہ پل کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے......ابتدائی تعلیم کے بعد دینی تعلیم کے لیے پاکستان کے مدارس کا رُخ کیا اور یہاں مختلف مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی۔ جب تحریک اسلامی طالبان کا آغاز ہوا تو آپ بھی اس قافلۂ حق کے ہم سفر بن گئے، قاری فیض اللہ سجادؒ ان معدودے چند مجاہدین میں سے ایک تھے جنھوں نے اوائل میں ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت میں تحریک جہاد میں حصّہ لیا۔ قاری صاحبؒ ۸ ماہ تک صوبہ میدان وردگ کے ضلع حیدرآباد کے ضلعی گورنر کی حیثیت سے تعینات رہے، اس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ نے اُنہیں قندھار بلوالیا......آپ کے قندھار چلے جانے پر میدان وردگ کے مجاہدین مغموم اور آبدیدہ ہوگئے، یہ آپ کی مثالی قیادت کا ثبوت تھا......

جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر یلغار کی تو اس وقت قاری فیض اللہ سجادؒ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صوبہ تخار میں جہادی سرگرمیوں میں مشغول تھے......امریکی یلغار کے بعد قاری صاحب اپنے ساتھیوں سمیت وہاں محصور ہوکر رہ گئے......پھر جنرل دوستم کے ساتھ معاہدہ ہوا، جس میں طالبان کو قندھار تک رسائی کی ضمانت دی گئی لیکن جنرل دوستم نے تاریخی غداری کرتے ہوئے پہلے طالبان کو غیر مسلح کیا اور پھر کنٹینروں میں ٹھونس کر بلخ اور شبرغان کی جانب لے جایا گیا......اِنہی اسیران میں قاری فیض اللہ سجادؒ بھی تھے جنہیں ملتِ اسلامیہ کے غداروں نے بعدازاں امریکہ کو فروخت کردیا......اس طرح قاری صاحبؒ گوانتاناموبے کے عقوبت خانے میں پہنچ گئے......اڑھائی سال تک وہاں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے، بعد میں وہاں سے رہائی ملنے پر سرزمین خراسان پہنچ گئے اور اپنے پرانے جہادی ساتھیوں کے ہمراہ مکمل طور پر جہاد کے لیے وقف ہوگئے......آخر کار گیارہ رجب ۱۴۲۸ھ کی شام ایک فضائی حملے کے نتیجے میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر عبدالواسعؒ کی شہادت:

ڈاکٹر عبدالواسع عزام شہیدؒ جمادی الثانی ۱۳۸۶ہجری کو صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی کے علاقہ سفید روان میں ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے......نوجوانی کے دوران میں روس کی افغانستان پر یلغار کے بعد وہ روس کے خلاف برسرِ پیکار رہے......روس کی عبرت ناک شکست اور پسپائی کے بعد مختلف افغان گروپوں کی لڑائیوں کی وجہ سے جب اسلامی تحریک طالبان وجود میں آگئی تو ڈاکٹر صاحب شروع ہی سے اس کے پرجوش سپاہی رہے۔ ملا محمد اخوند شہیدؒ کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا اور ایک ''سیار کلینک'' بنایا جو دوران جنگ میں زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کا کام سرانجام دیتا تھا......

امریکی جارحیت کے بعد آپؒ نے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا اور قندھار کے مختلف اضلاع میں جنگی کارروائیوں میں حصّہ لیا......آپ مختصر عرصہ تک ضلع ارغستان میں قید بھی رہے...... بعدازاں ایک حملے کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے آپ کابل پہنچے ہی تھے کہ جاسوسوں نے آپ کے منصوبے کا راز فاش کردیا......کابل میں گرفتار کر لیے گئے اور کابل میں واقع ''خاد'' کے دفتر کے جائے گئے......آپ کو مختلف تفتیشی مراکز میں لے جا کر شدید ترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا......کسی قسم کے شواہد نہ ملنے پر آپ کو پل چرخی جیل میں قید کردیا گیا......ڈاکٹر عبدالواسعؒ نے ۵ سال ۸ ماہ قید میں گزارے......آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور طالبان قیادت کی کوششوں سے آپ کو رہائی نصیب ہوئی......رہائی کے بعد مختلف ذمہ داریوں پر اپنے فرائض کی بجا آوری کرتے رہے......جن میں قندھار کے صوبائی کمیشن کی ذمہ داری، قندھار کی عمومی نگرانی اور صوبائی گورنر قندھار کے طور پر بھی تعینات رہے......اسی دوران میں ایک دن جہادی امور کی انجام دہی کے لیے ایک کرایہ کی گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ محوِ سفر تھے کہ پولیس کی ایک گاڑی نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کو رکنے کا کہا۔ آپ نے ڈرائیور کو گاڑی بھگانے کا کہا لیکن پولیس کی گاڑی آپ کے برابر میں پہنچ چکی تھی......انہوں نے آپ کو گاڑی سے اترنے کا کہا، جواب میں ڈاکٹر صاحبؒ نے فائرنگ کرکے اُنہیں جہنّم واصل کردیا لیکن گاڑی کے پچھلے حصّے میں بیٹھے ۲ افغان مرتد فوجیوں نے ڈاکٹر صاحب پر فائرنگ کرکے شدید زخمی کردیا، بعدازاں آپ زخموں کی تاب نہ لاکر شہادت کے مقام پر فائز ہوئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ملا اختر محمد عثمانیؒ کی شہادت:

مولوی محمد اختر عثمانی شہید رحمہ اللہ صوبہ ہلمند کے رہنے والے مولوی نور محمد کے فرزند تھے......آپ کا سن پیدائش ۱۹۶۵ء ہے، ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والدِ گرامی

سے حاصل کی پھر مزید تحصیل علم کے لیے علاقہ سنگین کی معروف درس گاہ کا رخ کیا......اس کے بعد پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے دورہ حدیث مکمل کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث سے فراغت کے بعد تحریک اسلامی کی افغانستان میں ابتدا ہو چکی تھی، آپ نے تحریک اسلامی طالبان کا بھرپور ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر تادمِ حیات اس پر قائم رہے......آپ امریکی جارحیت کے خلاف کارروائیوں میں مسلسل شریک رہے اور اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے......مولوی صاحب کو جہاد کے راستے میں شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا......آپ امیر المومنین نصرہ اللہ کی جانب سے تشکیل دی گئی شوریٰ کے بھی رکن تھے......اور صوبہ ہلمند میں مجاہدین کے امور کے نگران بھی تھے......آپ امارت اسلامی کے مالی معاملات کے بھی سربراہ رہے اور آپ نے انتہائی خلوص اور امانت داری سے اپنی یہ ذمہ داری نبھائی......ملا اختر محمد عثمانیؒ کی شہادت امریکی فوج کے ایک ڈرون حملے کے نتیجے میں ہوئی، اس وقت آپ امیر المومنین نصرہ اللہ کی طرف سے صوبہ ہلمند میں تشکیلِ نو کے ذمہ دار تھے......ملا صاحبؒ کی جرات و بہادری کا اعتراف دوست دشمن سبھی کرتے ہیں......ان کی سیاسی اور جہادی حکمت عملی کا اسلامی جہادی تحریک میں بڑا کردار رہا ہے......بالآخر آپ اللہ کے راستے میں چلتے ہوئے ۲۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۸ دسمبر ۲۰۰۶ء کو ہلمند کے علاقے برامچہ میں امریکی ڈرون طیارے کے حملے میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی احسان اللہ احسانؒ کی شہادت:

مولوی احسان اللہ احسان جہادی خاندان سے تعلق رکھنے والے مولوی آغا محمد کے بیٹے تھے......آپ نے دینی تعلیم پاکستان کے مختلف علاقوں کے مدارس سے حاصل کی۔ روس کی یلغار کے بعد کمیونسٹوں کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا......روس کی شکست کے بعد تحریک اسلامی طالبان میں شمولیت اختیار کی......امارت اسلامیہ کی جانب سے آپ کو صوبہ ننگرہار کا گورنر مقرر کیا گیا......بعد ازاں کابل کے ''مرکزی بنک افغانستان'' کے گورنر بھی رہے......یہ عظیم جہادی کمان دان صوبہ بلخ چار کنت کے علاقے میں ۷ ۲ مئی ۱۹۹۷ء کو دشمن کے ہاتھوں شہید ہو کر رفعتوں کے لامحدود مقام پر فائز ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاری احمد اللہؒ کی شہادت:

قاری احمد اللہ شہیدؒ امارت اسلامی کی طرف سے انٹیلی جنس چیف اور وزارت داخلہ کے عہدوں پر فائز رہے......قاری صاحب امریکہ کو انتہائی مطلوب افراد میں شامل تھے......صلیبی اور افغان کٹھ پتلی افواج اس تگ ودو میں تھیں کہ کسی طریقے سے قاری احمد اللہ صاحب کو شہید کر دیا جائے......اس سلسلے میں مختلف مقامات اور اوقات میں ان پر بم باریاں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو محفوظ رکھا......

قاری صاحبؒ نے صلیبی افواج کے خلاف مجاہدین کو منظم کر کے کارروائیوں کے لیے تشکیلات کیں اور صلیبیوں کو اچانک اور تابڑ توڑ حملوں سے ہر وقت حیرت و پریشانی میں مبتلا رکھا......۲۰۰۱ء میں وہ پکتیکا میں مولوی طٰہ کے گھر میں مقیم تھے کہ اچانک وہاں امریکی جیٹ طیاروں نے بم باری کر دی، جس کے نتیجے میں مولوی احمد ۱۶ دیگر مجاہدین کے ہمراہ شہید ہو کر منزل مقصود کو پہنچ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملا سیف الرحمن منصور کی شہادت:

ملا سیف الرحمٰن منصور ابن شہید مولوی نصری اللہ ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے...... آپ کا تعلق صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے علاقہ بہاکو کے ایک گاؤں ہیبت خیل سے تھا......ابتدائی دینی تعلیم کے بعد مختلف مدارس میں درس نظامی کی تکمیل کی اور پھر ۱۶ سال کی عمر میں روسی جارحیت کے خلاف عملی طور پر جہادی میدان میں اترے......تحریک اسلامی طالبان کے وقت جہاد میں شامل رہے، جب امریکہ اور اس کی حلیف کفریہ افواج نے مل کر افغانستان پر دھاوا بولا تو مولوی سیف اللہ منصور شہیدؒ اُن کے خلاف جہادی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے......ملا صاحبؒ بے پناہ اعلیٰ صفات کے حامل تھے...... آپ ایک شجاع اور بہادر سپاہ سالار تھے......دشمن کی طرف سے کئی مرتبہ آپ پر حملے کیے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی......چونکہ آپ شروع ہی سے شہادت کے متلاشی تھے اور سچے طالب تھے، ۱۰ مارچ ۲۰۰۲ء کو شاہی کوٹ میں ہونے والے مشہور معرکہ میں امریکی و اتحادی افواج کے خلاف لڑتے ہوئے آپ کو گوہرِ متلاشی ہاتھ آ گیا اور آپ شہادت پا کر فوز مند ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی عبدالحنان جہادوال کی شہادت:

مولوی عبدالحنان کا تعلق پشتونوں کے قبیلے ''توخی'' سے تھا......آپ افغانستان کے صوبہ قندھار کے مرکز میں واقع ضلع خاکریز سے تعلق رکھنے والے محمد ابراہیم کے گھر ۱۹۶۴ء میں پیدا ہوئے......دینی تعلیم کے حصول کے بعد اولاً سوویت یونین کے خلاف جہاد میں حصّہ لیا اور ہلمند، قندھار، زابل اور ارغنداب میں کی جانے والی کارروائیوں میں شامل رہے......بعد میں ملا شرین اخوند کی قیادت میں جہادی امور سرانجام دیتے رہے......امیر المومنین نصرہ اللہ نے ہرات میں آپ کی تعیناتی کر دی...... مولوی صاحبؒ کی قرار گاہ مرکزی کیمپ باغ اسلامی کے علاقہ میں تھی......اس وقت آپ کی زیر قیادت بہت سے مہاجر مجاہدین بھی اپنا اپنا جہادی فریضہ سرانجام دے رہے تھے، ان میں سے شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ اور ابو محمد وغیرہ بھی شامل تھے......

مولوی صاحب نے امریکی جارحیت کے بعد قندھار میں دشمن کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کر دیا......اس دوران میں دو مرتبہ امریکیوں نے آپ کے گھر پر اچانک چھاپہ بھی مارا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی......

مولوی عبدالحنان جہادوال نے کئی عشروں سے جاری اس جہادی سفر میں تنگی محسوس نہیں کی بلکہ اس سفر میں راضی بالرضا اور خوش وخرم آگے بڑھتے رہے......ان کی بے قرار روح کو اس وقت چین اور راحت نصیب ہوئی جب ۱۵ فروری ۲۰۰۷ء کو آپ

کے خفیہ ٹھکانے پر امریکیوں نے میزائل داغ کر آپ کو شہید کر دیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ ابو اللیث اللیبی رحمہ اللہ:

شیخ عبداللہ سعید شہیدؒ مجاہدین کو تربیت دینے والوں میں سے ایک تھے، وہ ہمیں شیخ ابو اللیث کی زندگی کے حوالے سے چند باتیں بتاتے ہیں:''بے شک میرے یہ الفاظ ایک جاں نثار بطل، اسلام کے شیروں میں سے ایک شیر، اس امت کے قائدین میں سے ایک قائد کے بارے میں ہیں، جن کا نام شیخ ابو اللیث رحمہ اللہ ہے۔ میں اپنے اندر غم محسوس کرتا ہوں اور بہت سی خوب صورت یادیں میرے دماغ میں آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا اور مجھے یہ موقع دے کر شرف بخشا کہ میں نے ان کے ساتھ سترہ برس گزارے۔ میں نے یہ عرصہ ہجرت، رباط اور سرزمینِ جہاد میں نے ان کے ساتھ ساتھ گزارا ہے۔ وہ ۱۳۹۲ھ میں طرابلس میں پیدا ہوئے اور یہی پلے بڑھے......اپنی نوجوانی میں ہی اُنہوں نے یہ حقیقت جان لی کہ امت کے پاس ہجرت اور اعداد جیسے اہم ہتھیار ہیں جن کے بل بوتے پر وہ کفار کے غلبے کا توڑ کر سکتی ہے اور افغانستان کی زمین اس طرزِ عبادت کے لیے ضروری ہوگئی۔ شیخ ابو اللیث افغانستان طرف ہجرت کر گئے تاکہ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں۔ شیخ عبداللہ سعید شہیدؒ کہتے ہیں:''وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے اور یہ ۱۴۰۱ھ کی بات ہے۔ ہم نے شیخ ابولیث کی تربیت کی اور انہوں نے اپنی ابتدائی تیاری میں عمدہ کارکردگی دکھائی۔ راست روی اور شجاعت، سخاوت اور فیاضی، شرافت اور بہادری' اُن کے نمایاں اوصاف تھے''......افغانستان پہنچنے کے فوراً بعد ہی انہوں نے اعداد کے بعد شریعت کے اگلے فریضے یعنی قابض کفار کے خلاف لڑائی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنے کی خاطر تربیت میں لگا دیا۔ لہٰذا، وہ الفاروق تربیتی مرکز میں داخل ہوئے۔ تربیت مکمل کرنے کے بعد، وہ اپنے بھائیوں کے ہمراہ محاذوں پر چلے گئے جہاں ان کے اندر مردانگی کے اصل جوہر پیدا ہونے لگے۔ خوست افغانستان کا وہ پہلا شہر ہے جس کی طرف انہوں نے سفر کیا۔ وہاں وہ جہاد کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اور وہیں لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خراسان کے شیر مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں مجاہدین کو فتح عطا کر دی۔ شیخ ابو اللیث اللیبیؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ سوویت یونین کی کمیونسٹ روسی افواج اور ان کے افغان حمایتیوں کے خلاف لڑنے افغانستان آئے، اللہ نے انہیں اور ان کے برادران کو دنیا کی دوسری بڑی سپر پاور، باطل اور الحاد کی ریاست سوویت یونین کے خلاف فتح یاب کیا۔ ایسے میں امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں بھی مسلم دنیا کے منافقین کی مدد سے معاملات میں دخل انداز ہونے لگیں، خصوصاً پاکستان اور سعودیہ کی ایجنسیوں کے لوگ مجاہدین کے درمیان گھسنے لگے، اور مجاہدین کے فتح یاب حلقوں کے قائدین میں بھی طاقت کی ایک چاہت نظر آ رہی تھی، نتیجتاً مختلف حلقوں کے درمیان ایک خوں ریز جنگ شروع ہوگئی اور یوں افغان جہاد کا ثمر ملنے میں تاخیر ہوگئی۔

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:''جب بہت سے جہادی حلقوں نے اندرونی خلفشار کے فتنے کے خوف سے افغانستان چھوڑا، تو انہی میں شیخ ابو اللیث بھی شامل ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ۱۹۹۳ء میں سوڈان چلے گئے۔ سوڈان میں رہ کر وہ اپنے آپ کو اس جہادی مہم کے لیے کر رہے تھے کہ لیبیا میں داخل ہو کر وہاں دوبارہ سے جہادی تحریکوں کا آغاز کیا جائے اور ارتداد پر مبنی موجودہ حکومتوں کو ہٹانے کا عمل شروع کیا جائے۔ انہیں لیبیا میں جہاد کو زندہ کرنے میں امید نظر آئی، حالانکہ مجاہدین کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور ان پر دباؤ بہت زیادہ۔ ان کے مخالفین کی قوت کے باوجود، اور اس سارے جنگی سامان کے باوجود جو وہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ میں استعمال کرتے ہیں، اس سب کے باوجود انہوں نے محسوس کیا اور انہیں معلوم تھا کہ فتح صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے''۔

سوڈان کی حکومت نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور اُن کے ساتھیوں کو پناہ دینے سے معذرت کی تو شیخ اسامہؒ مہاجرین سمیت افغانستان آ گئے، انہی مہاجرین میں شیخ ابو اللیثؒ بھی شامل تھے......افغانستان پر صلیبی حملے کے بعد آپ نے وزیرستان کو اپنا مستقر بنایا اور صلیبی افواج اور اُن کے صف اول کے اتحادیوں کے خلاف جنگ کے لیے مجاہدین کو تربیت دینے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں......بالآ کر دسمبر ۲۰۰۷ء کو امریکی ڈرون حملے میں آپ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے، اناللہ وانا الیہ راجعون......

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ آپ کے متعلّق فرماتے ہیں:''ابو اللیث اللیبیؒ امریکیوں کو موت کے گھونٹ پلانے اور پرویز کے شکاری کتوں کو اپنے حملوں اور گھاتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ہی رخصت ہوئے، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں ان کے ہمراہ ہوں اور وہ بار بار اس قول کا تکرار کر رہے ہیں' کہ اگر میں قتل کر دیا گیا تو وہ مجھے بہادر کی حیثیت سے پہچانیں گے اور اگر میں بچ گیا تو انہیں موت کا جام پلاؤں گا' اس شیر نے اپنا رختِ سفر باندھ لیا، وہ شیر جو اسلام کی سرزمینوں پر مشرق سے مغرب تک ہجرت کر گیا۔ اس نے اللہ کی راہ میں آنے والی ہر مشکل کو جھیلا۔ وہ ایک مہاجر، مرابط، اور مجاہد کی حیثیت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے، اللہ کے فضل سے انہوں نے اپنا عہد تبدیل نہیں کیا اور اپنا وعدہ پورا کیا، انہوں نے تعلقات بنانے کے لیے باطل کے تلوے نہیں چاٹے اور نہ ہی دیگر رہنماؤں کی طرح طاغوتی حکمران کی چاپلوسی کی''......

شیخ مصطفی ابوالیزیدرحمہ اللہ:

شیخ مصطفیٰ رحمہ اللہ کا تعلّق ارضِ کنانہ' مصر سے تھا......آپ ۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے......آپ کی مبارک زندگی کے مختلف گوشوں کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''شیخ سعید رحمہ اللہ نے قریباً ربع صدی، یعنی اپنی آدھی سے زائد عمر ہجرت و جہاد میں گزاری۔ اس دوران مجاہد امت کی بے داری کے لیے جاری تحریکِ جہاد نے کئی منازل طے کیں۔ شیخؒ کی ساری جوانی قرآن کی صحبت میں گزری۔ انتہائی رقیق القلب تھے جن کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے۔ وہ شریعت کی اتباع اور قرآن کی

پیروی کے بہت حریص تھے۔ جوانی میں وہ مصر کی جماعت الجہاد سے منسلک تھے۔ سادات کے قتل کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انہیں طواغیت کی قید سے نجات دلائی۔ وہ مصر سے خوف کی حالت میں نکلے جب ان کا تعاقب جاری تھا۔ حجاز پہنچ کر حج وعمرہ ادا کیا اور افغانستان کی طرف سفر کی ترتیب کا انتظار کرنے لگے۔ پھر وہاں سے تبلیغی جماعت کے ساتھ بنگلہ دیش آئے اور یہاں گشت کرتے رہے۔

بالآخر شیخؒ ۱۹۸۶ء میں افغانستان پہنچ گئے۔ اولاً میں آپ سے شیخؒ کے جن اخلاقِ حمیدہ کو بیان کرنا چاہوں گا ان میں سب سے بڑھ کر ان کے قلب کی پاکیزگی تھی جو ان کے چہرے کی بشاشت سے عیاں تھی۔ انتہائی خوش گفتار، سادہ اور کریم النفس تھے۔ حیاو انکساری کے پیکر تھے، ان کا دل ساری امتِ مسلمہ کی محبت سے لبریز تھا، ہمیشہ مساکین وضعفا کی قربت میں رہتے۔ جو کوئی ان سے ملتا اسے ان کے حلقہ احباب میں شامل ہونے کے لیے کوئی خاص محنت یا زیادہ انتظار نہ کرنا پڑتا، بلکہ بہت جلد وہ یوں محسوس کرتا جیسے وہ اسے عرصہ دراز سے جانتے ہیں۔ اجتماعیت میں اتنی مشغولیت اور بھائیوں کے ساتھ اتنا انس ومحبت ذرا بھی ان کے یومیہ معمول یعنی قیام اللیل، تلاوت واذکار اور کسی نہ کسی نماز کے بعد درس کی ترتیب میں خلل نہیں ڈالتا تھا۔

ان کی شخصیت کا ظاہر وباطن مجسم دعوت الی اللہ تھا۔ ہمیشہ ساتھیوں کے ساتھ، مرکز، مسجد یا مہمان خانے میں کتاب کی تعلیم اور مطالعے کا اہتمام کرتے اور اگر خود نہ ہوتے تو کسی اور بھائی کو آگے کر کے اس کی حوصلہ افزائی کرتے۔ اپنے اس شدید روحانی میلان کی وجہ سے وہ تبلیغی جماعت سے محبت رکھتے تھے اور ان پر ہونے والی ساری تنقید اور اعتراضات سے واقف ہونے کے باوجود، ان کی رقت، دعوتی اخلاق اور تذکیر کی مجالس کی وجہ سے ان سے رغبت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ پہلے افغان جہاد کے دور میں انہوں نے بعض دفعہ مختصر وقت کے لیے پنجاب میں سالانہ تبلیغی اجتماع میں بھی شرکت کی۔ ایک مرتبہ انہوں نے خود مجھ سے کہا کہ تبلیغی جماعت میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو انہیں بہت پسند ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی اپنے قلب کی حفاظت اور نفس کے تزکیہ کی شدید حرص کا نتیجہ تھا۔ ہم کبھی کبھار باہم گفتگو میں انہیں تبلیغی کہہ کر پکارتے تھے اور بعض اوقات عام خفیہ پیغامات میں ان کے لیے 'تبلیغی' کا نام استعمال کرتے تھے۔

جو کوئی ان سے ملا، ان کے ساتھ رہا یا ان کو قریب سے جانتا تھا وہ ان کی شخصیت کے بہت سے دیگر فضائل اور اعلیٰ اخلاق سے واقف ہے۔ میں ان کے اہم اخلاق واوصاف میں سے چند اور جو بیان کرنا چاہوں گا وہ: دل کو صاف رکھنا، حسن ظن، توجہ اور دلچسپی، حلم وانکساری، قوتِ صبر، شجاعت، کریم النفسی، عالی ہمتی، اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یقین وتوکل، دیانت اور تقویٰ تھیں۔ انہوں نے کبھی کسی مسلمان بھائی پر غصہ نہیں کیا، نہ کسی کا برا تذکرہ کیا۔ حالانکہ افغانستان پر صلیبی یلغار کے بعد اپنی زندگی کے آخری سالوں میں، اپنی مسؤلیت کی ذمہ داری کی وجہ سے انہیں بہت سے جھگڑوں اور تنازعات میں سے گزرنا پڑا، جن سے انہیں بہت کراہت اور تکلیف ہوتی تھی لیکن انہوں نے کبھی ان جھگڑوں کی وجہ سے کسی بھائی سے بغض یا کینہ نہیں رکھا۔

کئی دفعہ ان کو لوگوں کی طرف سے اپنے اوپر بہتانوں اور الزامات کا پتہ چلتا، وہ بہت غمگین اور افسردہ ہو جاتے اور اللہ کا ذکر شروع کر دیتے، تھوڑی ہی دیر گزرتی وہ واپس آتے اور اس الزام لگانے والے شخص کی تعریف وستائش شروع کر دیتے، اس کو اپنا بھائی کہہ کر پکارتے، اس کے لیے جزائے خیر کی دعا کرتے یہاں تک کہ گمان بھی نہ ہوتا کہ اس شخص نے شیخؒ کو برا بلا کہا ہے اور لگتا کہ ان کو اس کے نام میں غلط فہمی ہو گئی ہے۔

توجہ اور یادداشت ان کی فطرت کا حصّہ تھی۔ اپنے کاموں اور معاملات کو بروقت مکمل کرنے یا یاد رکھنے کے لیے ان کو اہتمام نہیں کرنا پڑتا تھا، یہ صفت ان کے افعال وسیرت سے چھلکتی تھی۔ ان کی شخصیت ایسی معتدل تھی کہ بہت چست مزاج لوگ بھی ان کی ہم راہی میں پیچھے رہ جاتے اور بہت مستقل اور ثابت قدم بھی ان کے پرسکون مزاج سے لبریز ہو جاتے۔ یہ ظاہری کیفیت ہے لیکن درحقیقت یہ ایک انتہائی عمدہ صفت اور نافع خاصیّت ہے کیونکہ اصل مطلوب اخلاق وفضائل میں اعتدال ہے۔ اصل چیز تو تکمیل اور خاتمہ ہے اور اس کی توفیق اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ رحمہ اللہ اہلِ توفیق میں سے تھے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ صالحین کی سرپرستی فرماتا ہے۔ ان کی جس چیز نے مجھے ہمیشہ تعجب میں ڈالا کہ اپنے چلنے پھرنے میں وہ بہت آہستہ اور تحمّل مزاج تھے لیکن کاموں کو بروقت اور جلدی ختم کرنے میں بہت زیادہ توجہ اور شدت کرتے تھے۔ ان کی یہ سب صفات حلم سے مزیّن تھیں اور صبر ان کا خاصہ تھا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انہیں صبر کی تمام اقسام اطاعت ومعصیت اور قدر پر صبر سے حصّہ عطا کیا تھا (**نحسبه كذالك**)۔

انہوں نے ہمیشہ راہِ ہجرت وجہاد کی ضروریات اور اپنے نفس کی اس راہ پر استقامت کے لیے صبر کو زادِ راہ بنایا، انہوں نے ہر قسم کی اذیتوں، اسباب کی قلت، اہلِ ایمان اور مجاہدین کے مسائل کی اصلاح کی محنتِ شاقہ کو ہمیشہ صبر سے برداشت کیا۔ بلاشبہ صبر ان کا حقیقی شعار تھا۔ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے اس فرمان '' **يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُـواْ اسْتَعِيـنُـواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ** '' کی عملی تصویر تھے۔ وہ اکثر اس آیت کی تلاوت کرتے رہتے اور اکثر ان دونوں چیزوں کی تذکیر کراتے۔ نماز کی باقاعدگی میں بہت محتاط تھے اور تہجد کی بہت شدت سے حفاظت کرتے۔ اسی طرح کثرت سے روزے رکھتے، میں نے کبھی ان کا روزوں کا مستقل معمول نہیں دیکھا لیکن وہ متفرق روزے رکھا کرتے تھے۔ صبر ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، وہ صابرین سے بہت محبت کرتے تھے، جب کسی بندے کا جائزہ لیتے تو اس میں صبر کی صفت پر توجہ کرتے۔ اسی طرح جب کسی کی مدح کرتے تو اس کے صبر ودیانت اور عبادت کو زیادہ بیان کرتے''۔

شیخ ابویحییٰ اللیبی رحمہ اللہ:

شیخ ابویحییٰ اللیبی رحمہ اللہ کا اصل نام محمد حسن القائد تھا......آپ ۱۹۶۳ء میں

لیبیا میں پیدا ہوئے......شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ آپ کے کردار و عمل، اوصاف حمیدہ اور جہادی کردار کے متعلّق فرماتے ہیں: ''وہ مجاہد و مہاجر شیر اپنی ساری عمر تعلیم و تعلم، ہجرت و جہاد، اسیری پر صبر، ذلت سے انکار اور امت کو تحریض دلانے کے بعد ان کے لیے اپنے قول و عمل سے گواہی دے کر شہادت کی منزل کو پا گیا۔ وہ علما کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں عملی شرکت اور مجاہدین کے لیے تعلیم و تعلم سے محبت کی شاندار عملی مثال قائم کر کے اپنے رب کے حضور پیش ہو گیا۔ وہ اُن سب کے لیے عمدہ اخلاق، شجاعت و جواں مردی، صدق و عمل اور زہد و تواضع کا بہترین نمونہ چھوڑ گیا۔ اس مجاہد داعی نے امتِ اسلام کے دفاع کے لیے اس پر حملہ آور ہونے والی دونوں غاصب عالمی قوتوں کے خلاف جہاد کیا۔ اس نے سوویت روس کے حملے کے خلاف اور پھر امریکہ کے اسلام اور مسلمانوں پر صلیبی حملے کے خلاف جہاد میں شرکت کی۔ بے شک یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ وہ ایک باعمل عالم تھے، دشمنانِ دین کے بارے میں انتہائی شدید ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لیے انتہائی مہربان اور رقیق تھے۔ بالخصوص بیواؤں اور یتیموں کا بہت خیال رکھتے اور ان کے مسائل و مشکلات کسی اور کے ذمے لگانے کی بجائے بذاتِ خود حل کرنے کے لیے سرگرم رہتے۔ وہ جید عالمِ دین ہونے کے باوجود انتہائی منکسر اور متواضع تھے اور ان کی شخصیت میں ذرہ برابر عُجب یا غرور نہیں تھا۔ اُنہیں یہ صفات موریطانیہ میں اپنے شیوخ سے ورثے میں ملیں۔ ان کے شیوخ اپنے علمی تبحّر اور مرتبے کے باوجود اپنے طلاب کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آتے تھے۔ ان کی تعلیم اور افادہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے تھے اور اگر کسی سوال یا مسئلے کے بارے میں انہیں علم نہ ہوتا تو اس کے اعتراف سے بالکل نہیں شرماتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے شیوخ نے ان کا اور ان کے ساتھیوں کا بہت اکرام کیا، ان کے لیے اپنے علوم کے دروازے کھول دیے، بہت زیادہ قربت فراہم کی، اپنے گھروں کے دروازے ان کے لیے وا کیے، حتیٰ کہ اپنی بیٹیاں ان کے نکاح میں دیں۔ اب بھی اتنی مسافت اور دوری کے باوجود ہمارے اور ان کے درمیان انتہائی قوی روحانی تعلّق قائم و دائم ہے۔ اسی وجہ سے شیخ ابو یحییٰؒ اور ان کے علم و جہاد کے ساتھی شیخ عطیہؒ نے اپنے شیوخ شیخ بداہؒ اور شیخ سالم کو ان کی وفات پر زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ تعلیم اور تربیت کے ساتھ گہرے تعلّق کو قائم رکھتے ہوئے شیخ ابو یحییٰؒ اپنے ہاتھ اور قلم سے قتال فی سبیل اللہ کی اگلی صفوں میں رہے۔ انہوں نے روس کے خلاف افغان جہاد میں بھی شرکت کی اور اس کے بعد راہِ جہاد میں اپنے رفیق شیخ ابو اللیث اللیبیؒ کے ہمراہ ان اوّلین لوگوں میں شمار ہوئے جنہوں نے امریکہ کے صلیبی حملے اور اس کے پاکستانی اور افغانی حواریوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ شیخؒ نے ان کے خلاف اپنے اسلحہ، قلم اور زبان سے بھرپور جہاد کیا۔ ان کی مشہور تصانیف میں ''شمشیر بے نیام''، ''کرزئی کے نظام کا کفر اور اس کے خلاف قتال کا وجوب'' اور ''افغانستان پر امریکی صلیبی حملے کے بارے میں تفصیلی فتویٰ'' شامل ہیں۔ ان تحریروں نے افغانستان اور پاکستان میں جہادی دعوت کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

شیخؒ نے نہ صرف امریکہ اور اس کے خائن اتحادیوں کے خلاف جہاد کا شرعی حکم بیان کیا بلکہ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی اور اُن پر ان کے مظالم سے بھی پردہ اٹھایا اور دنیا کے سامنے اِن کے دجل و نفاق کو بے نقاب کیا۔ شیخؒ پاکستان میں خائن امریکی غلاموں کی قید کی آزمائش سے گزرے اور پھر امریکیوں کے حوالے کر دیے گئے۔ پھر افغانستان میں ان کے مختلف قید خانوں میں قید رہے، لیکن ثابت قدمی سے ڈٹے رہے یہاں تک کہ اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ بگرام کی جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جب اللہ نے اپنے فضل سے آپ کو رہائی نصیب کی تو انہوں نے امریکیوں کے ظلم و زیادتی کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا اور اس پر ایک مخصوص مضمون بھی لکھا۔ انہوں نے ہماری مظلوم بہن عافیہ صدیقی کے ساتھ امریکی مظالم کو بھی بیان کیا اور ان کی دھوکہ دہی کو عیاں کیا کہ وہ ذرائع ابلاغ میں آنے والی گرفتاری کی تاریخ سے کتنا عرصہ پہلے سے ہمارے ساتھ قید تھیں۔ شیخ ابو یحییٰ رحمہ اللہ کی شہادت ان شاء اللہ عامۃ المسلمین میں ان کی دعوت اور تحریر کی قبولیت میں اور بھی اضافہ کرے گی، جیسا کہ دورِ حاضر کے دو عظیم شہدا سید قطب اور عبداللہ عزام رحمہما اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ''بے شک انسان کی شہادت اس کے الفاظ کو زندگی بخش دیتی ہے''۔

شیخ عطیۃ اللّٰہ عبدالرحمن رحمہ اللّٰہ:

آپ کا اصل نام جمال ابراہیم الشتوی المصراتی تھا......آپ ۱۹۶۹ء میں لیبیا میں پیدا ہوئے......۱۹۸۸ء کے اواخر میں شیخؒ جہاد میں شرکت کے لیے افغانستان آ گئے۔ وہاں انہوں نے جاجی کے معسکر میں شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی قیادت میں جماعۃ القاعدہ میں شرکت کی۔ شیخؒ ان چند لوگوں میں سے تھے جو جماعۃ القاعدہ کی تاسیس کے وقت سے ہی شامل ہوئے۔ اس دور میں شیخؒ نے افغانستان میں کئی بڑی کارروائیوں میں شرکت کی، ان میں سے قابلِ ذکر خوست کی فتح کی کارروائی ہے۔ شیخؒ نے ہاون میں تخصص کیا، انہوں نے مجھ سے تذکرہ کیا کہ اکثر کارروائیوں میں وہ ہاون چلاتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ متفجرات (بارود) میں بھی ماہر تھے۔ شیخ رحمہ اللہ اپنی ذمہ داریوں اور مسؤلیت کی ادائیگی میں بھی بہت مہارت اور تجربہ رکھتے تھے۔ دوسرے محاذوں کے ذمہ دار اور مختلف مجموعات کے مجاہد ساتھی شیخؒ کے اس وصف سے بخوبی واقف ہیں۔ اسی طرح اللہ عزوجل نے اس مردِ مجاہد کو ایسی فراست سے نوازا تھا کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا۔ میدانِ جہاد میں ایک لمبا عرصہ گزارنے کی وجہ سے کئی محاذوں کے تجربات نے شیخؒ کی ان صلاحیتوں کو بہت نکھار دیا تھا۔ اس کے علاوہ شیخؒ علمِ شریعت کے ایک جید عالم تھے۔ انہوں نے شیخ عبد اللہ الفقیہ حفظہ اللہ اور موریطانیہ کے کئی دیگر شیوخ سے لمبے عرصے تک شرعی علوم کی تعلیم حاصل کی تھی۔

افغانستان سے روس کے انخلا کے بعد جب تنظیموں کی لڑائی شروع ہو گئی تو شیخ

عطیہؒ، شیخ اسامہ بن لادنؒ اور جماعۃ کی دیگر قیادت سے ملنے سوڈان چلے گئے۔ پھر ۱۹۹۵ء میں شیخ اسامہؒ کی ہدایت پر شیخ عطیۃ اللہؒ جہاد میں شرکت کے لیے الجزائر چلے گئے۔لیکن وہاں عنتر زوابری اور جمال زیتونی وغیرہ تکفیری لوگوں کے جہادی تحریک پر قبضے کے سبب شیخؒ کو وہاں سے جان بچا کر نکلنا پڑا۔شیخؒ نے خود بتاتے تھے کہ اس تکفیری گروہ کے کچھ اقدامات کو انہوں نے اوران کے دواور طالب علم ساتھیوں نے رد کر دیا تھا، اس وجہ سے وہ لوگ شیخؒ کو قتل کرنا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے شیخؒ کو ایک جگہ ٹھہرایا اور کہا کہ تھوڑی دیر میں جمال زیتونی آپ سے ملاقات کرے گا۔لیکن شیخؒ اپنی بصیرت اور چھٹی حس کی وجہ سے ان کے عزائم کو بھانپ گئے اور وہاں سے نکل گئے۔

پھر ایک لمبے عرصے کی مسافت طے کر کے دوبارہ افغانستان میں مجاہدین سے آملے۔پھر گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد وہ امارتِ اسلامی کے مجاہدین کے ہمراہ افغانستان کے ہمسایہ ممالک میں چلے گئے، پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ افغانستان کے نسبتاً محفوظ علاقوں میں آگئے۔پھر جب طاغوتِ اکبر (امریکہ) نے عراق پر غاصبانہ حملہ کیا تو شیخ اسامہ بن لادنؒ نے شیخ عطیۃ کو شیرِ عراق شیخ ابو مصعب الزرقاویؒ کے شانہ بشانہ وہاں جہاد کی قیادت کے لیے بھیجا،لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ کی کسی حکمت کی وجہ سے شیخؒ عراق نہ پہنچ سکے اور اپنی زندگی کے آخری پانچ سال جماعۃ القاعدہ کی قیادت میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے واپس آگئے اور شیخ مصطفیٰ ابو یزیدؒ کے نائب مقرر ہوئے۔پھر دو عظیم شیخینؒ، شیخ اسامہ بن لادنؒ اور شیخ مصطفیٰ ابو یزیدؒ کی شہادت کے بعد تنظیم کی قیادت میں دوسرے نمبر پر آگئے۔اپنی حکمت اور وسیع سیاسی اور تنظیمی تجربے کی وجہ سے تنظیم میں کئی اپنے سے عمر میں بڑے اور ہجرت و جہاد میں پرانے لوگوں کی موجودگی کے باوجود انہیں قیادت کی ذمہ داری سونپی گئی۔بالآخر اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جان قربان کر کے تقریباً تینتالیس سال کی عمر میں شہادت پائی (نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ)۔اسی طرح شیخؒ کے دو بیٹے، پہلا ابراہیم جو پندرہ سال کی عمر میں شیخؒ سے دو سال قبل شہید ہوا اور دوسرا چودہ سالہ عصام جو شیخؒ کے ساتھ شہید ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون......

ان شہدا کے خون کا ثمر ہمیں کفار کی شکست کی صورت میں ملا...... یہ وہ قابل تکریم اور قابل فخر شخصیات ہیں جن پر امت مسلمہ بجا طور پر نازاں ہے...... بلاشبہ انہوں نے اپنی عزیز ترین شے ''متاع'' اللہ کے حضور پیش کر دی اور امت مسلمہ بلاشبہ یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ

اے شہیدو! تمہارا یہ احسان ہے
آج ہم سر اٹھانے کے قابل ہوئے

☆☆☆☆☆

عرب خاندان کے عظیم سپوت

''سعودی عرب کے ایک خاندان کا قصہ کچھ یوں ہے کہ میاں بیوی ہیں اور سات بیٹے، میاں متمول تاجر ہیں حکومت میں اثر ورسوخ ہے، معاشرے میں عزت ووقار ہے، بیوی اونچے خاندان کی ہے اور صاحب حیثیت اور مال دار، طالبان نے مثالی اسلامی حکومت قائم کی تو پانچ بیٹے بنگلوں، کاروں اور دیگر تمام آسائشوں کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ کی قربت چھوڑ کر افغانستان جا بسے۔سال چھ مہینے بعد ایک شہید ہو گیا۔دوسرے بیٹے نے نہایت مسرت کے ساتھ ماں کو فون پر خبر سنائی، ماں خبر سن کر نہال ہو گئی، کچھ عرصے بعد دوسرا بھی شہید ہو گیا تو ماں باپ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا پھر امریکہ آ پہنچا اور دو کو پکڑ کر کیوبا لے گیا۔تحقیق وتفتیش میں نشانِ جرم باپ تک پہنچ گیا۔سعودی حکومت کو گرفتاری میں ہچکچاہٹ تھی، امریکی دباؤ نے مجبور کر دیا، تو جیل میں پہنچا دیا گیا۔تفتیشی افسر نے ایک لکھا ہوا کاغذ سامنے رکھا اور لجاجت سے درخواست کی کہ آپ صرف اس پر دستخط کر دیں تو جان چھوٹ جائے گی کاغذ میں اس بات کا حلف تھا کہ میرا اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے مجاہدین کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں اور بیٹے اپنی مرضی سے افغانستان گئے تھے۔باپ نے ایک نگاہِ غلط حلف نامے پر ڈالی اور دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔تفتیشی افسر نے تعجب سے انکار کی وجہ پوچھی تو بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ ''میرے دامن میں نیک اعمال کا یہی توذخیرہ ہے، میں مجاہدین کے ساتھ اس تعلّق کو اپنی بخشش کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔اگر آج آزمائش کی گھڑی میں، میں نے اللہ کے ان محبوب بندوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا تو خدشہ ہے کہ کل قیامت میں مجھے ان کے ساتھ جنت میں جانے سے یہ کہہ کر روک نہ دیا جائے کہ تمہارا توان سے کوئی تعلّق نہیں''۔

ہے نا اللہ کے لیے قربانی!!! ماں گھر میں اکیلی ہے، اہل خاندان میل جول سے ڈرتے ہیں کہ کہیں دھر نہ لیے جائیں۔دو بیٹے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔جودو گوانتانامو کے پنجروں میں اسیر ہیں ان میں سے ایک کی ٹانگ بارود سے اڑ چکی ہے ایک بھائی یمن میں گرفتار ہے۔باپ جیل میں ہے اس کے باوجود سارا گھرانہ مطمئن ہے۔ماں کو پریشانی ہے نہ باپ کو پشیمانی، کیوبا والے تنگ دل ہوئے ہیں نہ یمن والے کو کوئی پچھتاوا ہے۔اس قسم کے واقعات سے ایمان والوں کو مزید اپنے اندر دبی ہوئی چنگاریوں کو آگ کے شعلوں میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور یہی وقت کا مقتضیٰ ہے اور یہی وقت اصل قربانی کا ہے۔میں نے تو شبرغان جیل میں اپنی آنکھوں سے کئی قربانیوں کا مشاہدہ کیا اور تقریباً چار پانچ کے قریب سگے بھائیوں کی جوڑیوں سے میں اچھی طرح آشنا تھا۔اور دیگر اسیران بھی اس پر فخر کرتے کہ واقعی امارتِ اسلامی پر قربانیوں کی داستان نے صحابہ کرام کے دور کی یاد تازہ کر دی تھی''۔

[شبرغان جیل کے ایک قیدی کی یادیں]

(آخری قسط)

معرکۂ جی ایچ کیو کی سنسنی خیز ایمان افروز سچّی کہانی

فیصل آباد جیل سے نوائے افغان کے لیے بھیجی گئی نایاب وقیمتی ایمان افروز داستان......

امیر المجاہدین، جبل استقامت، پیکر حریت، سرمایۂ اہل سنت، نمونہ اسلاف حضرت جناب ڈاکٹر محمد عقیل عرف ڈاکٹر عثمان رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، کی زبانی

اب اندر دو افراد ڈاکٹر حیدر اور میں یعنی ڈاکٹر عثمان باقی رہ گئے تھے...... میں اندر کمرے میں تھا اور حیدر بھائی باہر والے کمرے میں تھے...... وہ اندر میری طرف ہی آ رہے تھے کہ باہر سے آنے والے ایک فائر نے انہیں بھی منزل مقصود تک پہنچا دیا...... وہ گرے اور گرتے ہی اس طرح جان جانِ آفرین کے سپرد کی جیسے بہت تھکا ہوا آدمی نرم وگرم بستر پر گرتے ہی نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے...... میں تیزی سے حیدر کے پاس پہنچا تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ رخصت ہو چکے تھے اور اُن کی روح پرواز کر چکی تھی۔

گورا رنگ، سرو قد، خاموش طبع، متمول پٹھان فیملی سے تعلق رکھنے والا میرا عزیز دوست، علی عرف ڈاکٹر حیدر اُس دن نظر کا چشمہ لگانے کے بجائے لینز لگائے ہوئے تھا اور اس کے قریب پھٹنے والے گرنیڈ سے نکلنے والا کاربن اُس کے خوبصورت چہرے پر غازے کا کام دے رہا تھا...... میں نے اُن کی آنکھیں بند کیں اور چہرے سے کاربن صاف کر کے اُن کو ان کے استقبال کے لیے آنے والی حوروں کے سپرد کر دیا۔ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اُن کی شہادت گولی لگنے سے واقع ہوئی یا گرنیڈ کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔

اس موقع پر بھی سورۃ والنّٰزعات کی آیت نمبر ۲ والنّٰشطٰت نشطا میرے پردۂ خیال پر گھوم گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی روح نکلنے کا وہ منظر پیش کیا ہے جس کا مشاہدہ میں اپنی آنکھوں سے کر رہا تھا...... اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ان فرشتوں کی قسم کھائی ہے جو مومن کی روح کو اس طرح آسانی سے نکالتے ہیں جیسے پانی سے بھری ہوئی مشک کا منہ کھول دیا جائے تو ایک دم تیزی اور آسانی سے سارا پانی نکل جاتا ہے...... اسی طرح مومن کی روح آسانی سے نکال لی جاتی ہے...... اور حیدر بھائی کا یہ جملہ مجھے یاد آیا جو اُنہوں نے کچھ دیر پہلے ہی بڑی امید ورجا کی کیفیت میں مجھے مخاطب کر کے کہا تھا: ''ڈاکٹر صاحب! اب تو بس شہادت کے لیے لڑنا ہے''۔

حیدر تو اپنی منزل پا گیا لیکن میرا کام ابھی باقی تھا...... فجر کی اذانوں سے کچھ دیر پہلے شروع کیا گیا یہ سلسلہ جسے ''آپریشن'' کا نام دیا گیا تھا اب اپنے آخری مراحل میں تھا...... اب مدھم مدھم روشنی ہو چکی تھی اور SSG کے ۶ کمانڈوز مجھے اکیلا دیکھ کر اندر آنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ ہم پانچ نوجوانوں کا صلیب کے ان حواریوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ فوج نے اس موقع پر اپنی بے بسی کا اقرار واظہار کر کے یہ جنگ کمانڈوز کے حوالے کر دی تھی...... بحمد للہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اللہ تعالیٰ نے رُعب سے نصرت فرمائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی بھی اسی طرح نصرت کی جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

میں نے اپنے ہاتھ میں موجود گرنیڈ کی پن نکال لی اور اپنی کلاشن سیدھی کر لی...... میرا خیال تھا کہ میں اب کمانڈوز کا مقابلہ کرتے کرتے تھوڑی دیر میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں گا...... اس خیال نے میرے اندر شہادت کی تڑپ اور تیز کر دی اور لیلائے موت سے معانقہ کے لیے بے تاب ہو کر یہ شعر بزبان حال پڑھنے لگا

قدم اُٹھنے لگے ہیں خود بخود اب جانبِ مقتل
محبت آج کچھ مہرباں معلوم ہوتی ہے
وصالِ یار کا پھر سے یہ کس نے تذکرہ چھیڑا
شہادت کی تمنا پھر جواں معلوم ہوتی ہے

اُدھر سے وہ ۶ میری طرف بڑھے اور اِدھر سے میں ان کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ میں نے ان کو دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا کہ وہ میری طرف آ رہے تھے کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا...... دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اُس کی گونج سے کانوں کے پردے پھٹتے تھے...... دھماکے کی شدت سے کمرے کا دروازہ اُکھڑ کر میرے اوپر آ گرا اور میں نیچے گر پڑا...... اور جب میں نے اپنے اوپر سے دروازہ ہٹایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میری نظر کھلے آسمان پر تھی اور MI کی آدھی سے زائد عمارت زمین بوس ہو چکی تھی۔ اور SSG کے وہ چھ گیدڑ جو مجھے پکڑنے کے لیے ابھی ابھی دروازے سے اندر داخل ہوئے تھے وہ ملک الموت کے ہاتھوں گرفتار ہو کر مردار ہو چکے تھے اور خدا کی شان میں پھر زندہ سلامت تھا، بلکہ مجھے خراش تک نہ آئی تھی۔

صلیبی اتحادیوں نے اس مضبوط قلعہ جی ایچ کیو کو محفوظ بنانے کے ساتھ ساتھ جس درجہ نا قابل تسخیر بنایا ہو گا وہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے...... پھر جی ایچ کیو میں یہ علاقہ ہائی سیکورٹی زون ہے جس میں MI اور چیف کے دفاتر ہیں...... اس کی عمارتوں کی مضبوطی تو نا قابل بیان ہے...... اور اس گری ہوئی عمارت کو دیکھنے والا اس بات کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسے گرانے کے لیے بہت غیر معمولی بارود کی ضرورت ہے۔

میں خود بھی اس بات پر غور کرتا رہا کہ ہم دس میں سے کسی کے پاس اتنا بارود

نہیں تھا جس سے یہ عمارت منہدم ہو سکے......پھر پانچ تو اس جگہ تک پہنچ ہی نہ سکے تھے اور جو پہنچے تھے ان میں سے تین فدائی تھے جو کچھ دیر پہلے استشہادی حملوں میں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے......اور میرے اور حیدر رحمہ اللہ کے پاس تو فدائی بیلٹ تک نہ تھی اور حیدر بھی شہید ہو چکا تھا۔ بالفرض میرے پاس بیلٹ ہوتی بھی تو ایک بیلٹ میں اتنا بارود نہیں ہوتا کہ وہ اتنی بڑی عمارت اور اسکی چھتیں تک گرا دے۔

ناپاک فوج نے عوام کے سامنے یہ جھوٹ بولا ہے کہ میں نے دوسرے کمرے میں جا کر اپنی بیلٹ کو آگ لگائی تھی اور شاید یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ دھماکہ اس بیلٹ کی بلاسٹنگ کے نتیجے میں ہوا تھا، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے...... مادی اعتبار سے سوچا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس ہینڈ گرنیڈ کو اس دھماکے کا سبب سمجھا جا سکتا ہے جو بروقت پھٹنے سے رہ گیا تھا۔ لیکن گرنیڈ جتنا بڑا بھی ہو اُس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ یہ کام کر سکے جو یہاں ہو چکا تھا......فوج کو خود بھی معلوم ہے کہ یہ دھماکہ مجاہدین کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا......اس لیے فوج نے اس دھماکے کی یہ وضاحت پیش کی ہے کہ ہم عمارت میں داخل ہونے کے لیے راستہ بنانے کی غرض سے دیوار میں چارج لگا رہے تھے جو غلطی سے بلاسٹ ہو گیا تھا، اس لیے یہ نقصان ہوا......فوج کے اس موقف میں ایسا لنگ اور کمزوری ہے کہ کوئی عقل کا اندھا ہی اس بات کو درست تسلیم کر سکتا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ

۱۔ یہ کام تو تمہیں اپنا مزعومہ آپریشن شروع کرنے سے پہلے کرنا چاہیے تھا۔ دورانِ آپریشن چارج لگانا تو تمہارے ہی عسکری اصولوں کی خلاف ورزی اور حد درجہ کی بے وقوفی ہے۔

۲۔ اگر ضرورت کے تحت یہ غلط قدم اُٹھایا ہی تھا تو چارج لگاتے ہوئے بلا ضرورت اپنے نہایت قیمتی افراد (SSG کے چھے کمانڈوز) کو کیوں قریب کھڑا کیا ہوا تھا؟......حماقت دیکھئے کہ ایک طرف دیوار میں سوراخ کرنے کے لیے راستہ بنایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی SSG کے کمانڈوز دروازے سے اندر داخل ہو رہے ہیں!!!

۳۔ اگر دیوار میں راستہ بنانے کے لیے بارود لگایا جا رہا تھا تو اُس کی مقدار اتنی ہونی چاہیے تھی جس سے بقدرِ ضرورت سوراخ نکل آئے۔ چند فٹ کا سوراخ بنانے کے لیے اتنا بارود کیوں لگایا جس سے آدھی عمارت ہی منہدم ہو گئی؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کا مادیت پرست صلیبی اتحادیوں کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہیں ہے......!!!اس اعتبار سے یہ ایک لاجواب معرکہ تھا **فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک!!!**

انہی کمزوریوں کی بنا پر مقدمہ کی سماعت کے دوران میں اس دھماکے کو زیرِ بحث ہی نہیں لایا گیا......اور نہ ہی بعد میں اس دھماکے پر کسی تحریر و تقریر میں روشنی ڈالی گئی......یا یوں کہہ لیں کہ یہ دھماکہ ایسا تھا جس پر یہ کُھل کر رو بھی نہ سکے......بلاشبہ اس دھماکے نے ان کے حوصلے کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی جس پر ان کو خوب واویلا کرنا چاہیے تھا لیکن یہ بے چارے مندرجہ بالا وضاحت سے زیادہ کوئی وضاحت پیش نہیں کر سکے اور مندرجہ بالا وضاحت پیش کرنے سے ذلت و رسوائی کے علاوہ اس فوج کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

حقیقت حال:

اب میں اس دھماکے کی وضاحت پیش کرتا ہوں جس سے اہل ایمان کے سینے ٹھنڈے ہوں گے......وہ یہ کہ تمام مادی پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد جو حقیقت میرے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دھماکہ اس معرکۂ جی ایچ کیو میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مجاہدین کے لیے خاص نصرت اور خاص تحفہ تھا، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اس معرکہ میں مجاہدین کے ہاتھ پر عنایت فرمایا تھا......درحقیقت حق و باطل کی جنگ میں حق تعالیٰ شانہ اہل حق کی طرف سے خود لڑتے ہیں اور بظاہر مسلمان (مجاہدین) کے ہاتھ استعمال ہوتے ہیں......اس بات کو اللہ جل شانہ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ (التوبة: ۱۴)

''لڑو ان سے تاکہ عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے''۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو عذاب دینے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، لیکن اس کا سبب مجاہدین کے ہاتھ بنیں گے۔ اور حق تعالیٰ اُن پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے ان مواقع میں اپنی قدرت قاہرہ کا اظہار فرماتے ہیں جن کو حق جل مجدہ نے جنگِ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے اتارا تھا۔ مسلمانوں کی تسکین وخوشی کے لیے جنگ بدر میں ان فرشتوں کے زمین پر اتارے جانے کا ذکر سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵ میں یوں آتا ہے۔

بَلَى إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَـٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلافٍ مِّنَ الْمَلآئِكَةِ مُسَوِّمِينَ

''ہاں کیوں نہیں! اگر مستقل رہو گے اور تقوے پر رہو گے تو تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے گا ان پانچ ہزار فرشتوں سے جو ایک خاص وضع کے بنائے ہوئے ہوں گے''۔

اپنے بعض علما سے سنا ہے کہ اس کی تفسیر میں امام قرطبیؒ اپنی تفسیر قرطبی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''یہ پانچ ہزار فرشتے قیامت تک مسلمانوں کے مددگار رہیں گے''۔

مجھے بھی اس نصرت خداوندی اور تائید ایزدی پر بہت اطمینان وخوشی محسوس ہوئی اور اقبال مرحوم کا یہ شعر بے ساختہ سامنے آ گیا

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اس صلیبی جنگ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بہت سے مظاہر دیکھنے میں آئے ہیں جن میں ایک واقعہ وہ ہے جس کا عینی گواہ حکیم امان اللہ شہید تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قندوز کے محاذ پر ان کے مورچے پر امریکی ٹینکوں نے یلغار کی تھی اور یہ لوگ مقابلے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے مورچہ چھوڑ کر پیچھے آ گئے تھے اور خالی مورچے سے BM میزائل فائر ہوئے تھے جنہوں نے امریکی ٹینکوں کو منہ موڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

MI کی عمارت کے منہدم ہونے سے ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا اور مرتدین یہ سمجھے کہ اب اس زبردست دھماکے کے بعد سب کچھ ختم ہو گیا ہوگا اور اندر کوئی ذی روح زندہ نہیں رہا ہوگا۔ چنانچہ امدادی کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا اور ملبہ ہٹانے اور لاشیں نکالنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ میں بھی کپڑے جھاڑ کر اُن کے ساتھ امدادی کاموں میں شریک ہو گیا۔ میں فوجی وردی میں ملبوس تو تھا ہی لہٰذا میرے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ ورنہ شاید دوبارہ ان کی دوڑیں لگ جاتیں۔

اب روشنی کافی پھیل چکی تھی اور میں امدادی کاروائیاں کرتے کرتے باہر کی جانب نکلتا جا رہا تھا۔ میں نکلتے نکلتے اندرونی جانب پہلی چیک پوسٹ پر پہنچا اور اپنا میڈیکل کارڈ دکھایا اور وہاں سے نکل گیا۔ دوسری پوسٹ پر بھی میڈیکل کارڈ دکھا کر عبور کر گیا۔ اب میرے ذہن میں خیال آیا کہ بس اب میں نکل ہی جاوں گا۔ کہ تیسری پوسٹ پر کارڈ دکھا کر نکلنے کو ہی تھا کہ وہاں مجھے ایک صلیبی مرتد نے پہچان لیا اور کہا یہی ڈاکٹر عثمان ہے اسے پکڑ لو۔ میں نے عجلت میں ایک فوجی سے پسٹل چھیننے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی، میں کامیاب نہ ہو سکا اور پکڑ لیا گیا۔

اس سارے معرکے میں عمارت میں موجود پانچ مجاہدین میں سے صرف میں ہی ہدف پر تھا۔ لیکن قدرت کی نیرنگی دیکھئے کہ پانچ میں سے صرف میں ہی بچ گیا اور باقی سب اپنی منزل کو پا گئے...... میں سوچتا ہوں کہ شاید میرے اندر اخلاص کی کوئی کمی تھی جس وجہ سے میں شہادت کی آرزو دل میں لیے رہ گیا اور باقی سب دوست شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازیں اور مجھے بھی شہادت کی موت نصیب فرمائیں۔ آمین

یقیناً زندگی و موت اس قادرِ مطلق کے ہاتھ میں ہے جس کے قبضہ میں تمام اسباب کی لگامیں اور تمام مخلوقات کی پیشانیاں ہیں...... اس معرکے سے قبل میں ایک تعویذ پہنے ہوئے تھا جس سے گولی و بارود سے حفاظت رہتی ہے اور آخری وقت تک وہ تعویذ میرے پاس تھا۔ چنانچہ میرے پیروں میں گرنیڈ پھٹے اور بے حساب راونڈ مجھ پر فائر ہوئے لیکن میرے اللہ کے حکم سے مجھے خراش تک نہ آئی...... مجھ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے بارود سے بچنے کا تعویذ تو لے لیا تھا، گرفتاری سے بچنے کا تعویذ بھی لے لیتے تو میں نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا ہے، اس صبح تو میں حفاظت کے لیے پڑھی جانے والی معمول کی دعائیں پڑھنا بھی بھول گیا تھا۔

عظیم الشان معرکۂ جی ایچ کیو کی اس ایمان افروز روداد کا میرے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہے...... اور میں یہ روداد جیل سے اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تا کہ میرے بھائیوں کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ

؎ کفر سے بڑھ کے ہلکی نہیں کوئی شے
کفر کا خوف کرنا نہیں چاہیے

فوج نے اس وقعہ کو چھپانے کی بہت کوشش کی حتی کہ چند سیکنڈ کی وہ فوٹیج جو CCTV کیمروں سے حاصل کی گئی تھی اور میڈیا نے اس کے عوض کروڑوں روپے کی آفر کی تھی، میڈیا کو نہیں دی گئی حالانکہ اس میں صرف اتنا عکس ہے کہ مجاہدین چیک پوسٹ پر کیری ڈبے سے اتر رہے ہیں اور فائر کر رہے ہیں، اس میں کسی کا چہرہ بھی واضح نہیں ہے۔

ملٹری کورٹ چکلالہ میں کیس کی سماعت کے دوران میں نہ معلوم کتنا دل گردہ نکال کر وہ فوٹیج دکھائی گئی اور بہت ہی احتیاط کے ساتھ وہ فوٹیج لانے والا اُسے واپس لے کر دفع ہو گیا تھا...... بہرکیف! میں گرفتار کر لیا گیا...... **ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن!**

گرفتاری کے بعد پہلے تو مجھے ڈنڈوں سے مارتے رہے اور پھر ایک نہایت تکلیف دہ عذاب میں مجھے مبتلا کیا وہ اس طرح کہ CMH سے ڈینٹل سرجن بلوایا گیا اور مجھے رسی سے کرسی کے ساتھ باندھ دیا...... اُس سرجن نے میرے نچلی کے دانت کے مسوڑھے میں سرجیکل بلیڈ سے کٹ لگایا جس سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور ایک رگ (وین) اوپر اُبھر آئی...... ڈاکٹر نے خون صاف کیا اور اس اُبھری ہوئی وین میں سرجیکل سوئی کے ذریعے کرنٹ لگایا جس سے میری ٹھوڑی، جبڑا اور سر شدید متاثر ہوا اور اس سے ایسا شدید جھٹکا لگا کہ میں رسی توڑ کر کرسی سے نیچے گر پڑا...... یہ بہت سخت تکلیف تھی اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو استقامت دینے والے ہیں...... یہ عمل دو مرتبہ مختلف وقفوں سے کیا گیا۔ پہلی مرتبہ اس کا دورانیہ ۷ منٹ اور دوسری مرتبہ ۵ منٹ تھا...... یہ بہت سخت تکلیف تھی لیکن اگر اس کے عوض قبر کے عذاب اور حشر کی رسوائیوں سے نجات مل جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے...... میں گرفتاری کے وقت کلین شیو تھا اس ٹارچر کا یہ اثر ہوا کہ جب میری داڑھی آئی تو میرے بال آڑھے ترچھے نکلے......

فوج کا غصہ بجا تھا اس لیے کہ ہم نصرتِ خداوندی سے جو کچھ جی ایچ کیو میں کر آئے تھے وہ ان کی ذلت ورسوائی کے لیے نہ صرف کافی تھا بلکہ انتہا تھا...... ناپاک امریکی غلام فوج کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ شرمناک مار تھی جس نے ان بزدلوں کے حوصلے کا پول پوری دنیا کے سامنے کھول دیا...... اور میں اس عظیم معرکہ کو اپنے رب کے فضل کی طرف ہی منسوب کرتا ہوں۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

ایک افسر نے دورانِ تفتیش مجھے بڑے غصّے سے کہنے لگا کہ ''تم باہر جتنے مرضی فوجی مار لیتے تم یہاں کیوں آئے؟ تم نے تو پاکستان کی ناک کٹوادی ہے''......اصل میں ان صلیبیوں نے اپنا نام 'پاکستان' رکھا ہوا ہے اور امریکہ کو معبُود بنا رکھا ہے......اس لیے اللہ جل شانہ کی نافرمانی سے ان کی ناک نہیں کٹتی بلکہ امریکہ کے سامنے ذلت اور رسوائی سے ان کو شرم آتی ہے اور ان کی ناک کٹتی ہے......اس واقعے کے بعد امریکہ نے ان سے کہا کہ تم سے اپنے جی ایچ کیو کی حفاظت نہیں ہوتی تم باقی چیزوں کی کیا حفاظت کرو گے؟ اشارہ ایٹمی تنصیبات کی طرف تھا!

تو اس سے ان کی ناک کٹ گئی۔عجیب بات ہے اپنے ملک کی مسلمان بیٹیاں کفار کے حوالے کرنے سے ان کی ناک نہیں کٹی، لال مسجد میں اپنی بیٹیاں قتل کرنے سے ان کی ناک نہیں کٹی، بلوچستان، وزیرستان وغیرہ علاقوں میں تباہی پھیلانے سے اور اپنے ہمسایہ مسلمان ملک پر امریکہ کے حملے میں مدد دینے سے، اپنے مسلمان ڈالروں کے عوض کفار کو بیچنے سے ان کی ناک نہیں کٹی اور اپنی بزدلی کی وجہ سے جی ایچ کیو میں ہمارا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ان کی ناک کٹ گئی۔

یہ دنیا میں پہلا دشمن دیکھا ہے جو اپنی شکست کا ذمہ دار اپنی بزدلی کو ٹھہرانے کے بجائے فریقِ مخالف کے عزم و حوصلے کو گالیاں دیتا اور کوستا ہے......دنیا نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ ان زانی، شرابی ڈالروں کے بھوکوں سے جنگ نہیں لڑی جاتی۔آپ خود سوچئے کہ زنا اور شراب انسان کو بزدل بناتے ہیں اور بزدل فوج بے چاری کب تک لڑ سکتی ہے؟

جنگیں تو حوصلے سے لڑی جاتی ہیں اور حوصلہ عطا کرنے والی چیز عقیدہ و ایمان ہے! جو اس فوج کے پاس نہیں ہے......اس فوج کے افسروں کا مذہب و عقیدہ صرف ڈالر اور دنیائے بے ثبات کا عارضی عیش ہے، اور قرآن و حدیث، حیا اور غیرت ان کے نزدیک بے معنی الفاظ ہیں......انہیں لاکھ بتاؤ کہ قرآن یہ کہتا ہے، حدیث رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا مقتضٰی یہ ہے یا حیا و غیرت کی بات کرو تو ایسا لگتا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجا رہے ہوں۔

ہمارے مطالبات میں سے ایک مطالبہ امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کی رہائی کا بھی تھا جس کے متعلّق اس فوج کے مرتد و کافر افسران مجھے کہتے تھے کہ ''اگر ہم نے عافیہ کو امریکہ کے حوالے کیا ہے تو تمہیں (مسلمانوں کو) کیا تکلیف ہے امریکہ اس کے عوض ہمیں ڈالر بھی تو دے رہا ہے نا!''۔

آپ ذہنی پستی کی انتہا دیکھئے۔......ان دختر فروشوں کو ساری قوم اپنا پیٹ کاٹ کر اس لیے پالتی ہے کہ یہ سرحدوں کی حفاظت کا نام لے کر بیٹیاں بیچیں اور ان کو کوئی بُرا نہ کہے؟......اور بعض افسر تو صاف یوں کہتے تھے کہ ''اب امریکہ ہی خدا ہے اور اسے ہی سجدہ کرنا ہے''......معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ......حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ

''تمہارا الہٰ اور معبُود ایک الہٰ (اللہ) ہے''۔

یہ ناپاک فوج اس قوم سے امریکہ کی خدائی منوانا چاہتی ہے لیکن یہ پاکستانی قوم توحید کی علم بردار تھی ہے اور رہے گی ان شاء اللہ......اس لیے درحقیقت ہماری فوج سے جنگ توحید و شرک کی جنگ ہے......اور مشرکین کی یہ فوج بس اب اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے اور ان کا خدا امریکہ عنقریب مجاہدین سے پٹ کر واپس جانے والا ہے......پھر یہ فوج ہوگی اور مجاہدین ہوں گے اور ان شاء اللہ ہم ان بزدل افسران سے اپنے مسلمان بچوں، بیٹیوں اور مجاہدین کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے......اور پھر یہ کہیں بھاگ بھی نہیں سکیں گے۔

جنگ عقیدے و نظریے کی بنیاد پر لڑی جاتی ہے جس فوج کے پیچھے مضبوط عقیدہ نہ ہو اس کے تمام وسائل اور طاقت اسے شکست و تباہی سے نہیں بچا سکتی......آپ امریکہ کے بعد اس ناپاک فوج کا حال دیکھ لیجئے یہ دنیا کی بہادر ترین فوج شمار ہوتی ہے اور امریکہ بہادر کو اِن کرائے کے فوجیوں کی بہادری پر بڑا ناز ہے......مگر یہ اپنے گھر جی ایچ کیو پر (جو کہ فوج کا دماغ تصور کیا جاتا ہے) حملہ آور ہونے والے گنتی کے دس مجاہدین کی تاب نہ لا سکی......میں ان کو بہانگ دھل کہتا ہوں کہ تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پندرہ، سولہ سال کے غیور مسلمان بچوں سے تمہارے گھر میں پٹوایا ہے......میں نے شروع میں بتایا تھا کہ ہم دس میں سے چھ ٦ فدائی تھے جن کی عمریں پندرہ سولہ سال کی درمیان تھیں......

ان غیور بچوں نے مجاہدین کا سر فخر سے بلند کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی جوانی کی قربانی کو قبول فرمائیں......انہوں نے آخرت کی دائمی زندگی کو دنیا کی حقیر زندگی پر ترجیح دی......ماشاء اللہ! کیا ہی عقل مندی کا کام کیا!

میں ایک فوجی ہوں اور اپنے فوجی بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ ان بچوں سے سبق سیکھیں اور حقیر دنیا کی خاطر اپنی آخرت نہ برباد کریں۔اس سے پہلے کہ تمہاری بہن یا بیٹی کو کفار کے حوالے کیا جائے، اپنے اسلحے کا رخ اپنے افسروں کی طرف کر کے اپنے ایمان کا تقاضا پورا کریں......بصورتِ دیگر دنیا میں مجاہدین کے ہاتھوں بربادی اور آخرت میں دردناک عذاب کے لیے تیار رہیں۔

مجاہدین نے بفضل اللہ یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ اپنے صلیبی دشمنوں کو کہیں بھی پکڑ سکتے ہیں اور صلیب کے اتحادی مجاہدین کے حملوں سے کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ہم ان شاء اللہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا یہ وطنِ عزیز صلیب کے پجاریوں کے لیے جہنّم بنا دیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۴ پر)

مدفن

وفا مجاہد

حاجرہ گل اپنی دادی کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی.....مگر وہ جانے کہاں چلی گئیں تھیں...... جب بہت آوازیں دینے پر بھی وہ نہ ملیں تو اچانک کچھ سوچ کر اس کے لبوں پر اداس مسکراہٹ پھیل گئی...... آہستہ آہستہ دبے قدموں سے چلتے ہوئے وہ باہر پچھواڑے میں بنے ہوئے چھوٹے سے قبرستان میں آ گئی......دادی کی عمر رسیدہ آنکھیں جانے صدی کے کس دور میں اپنا ماضی تلاش کر رہی تھیں......'اماں!' ......اماں وہاں ہوتیں تو جواب آتا......'اماں!'...... ایک اور کوشش ...... اب کہ گھبرا کر اس نے ان کا کندھا جھنجھوڑ ڈالا...... ہاں بیٹی کہو! خیال میں ڈوبی ہوئی آواز آئی......کہاں ہیں اتنی دیر سے؟......حاجرہ بچے! یہ قبرستان کتنا بڑا ہو گیا ہے ...... جب ہماری شادی ہوئی تھی تو یہاں چند قبریں تھیں......

حاجرہ کا دل اداسی میں ڈوب گیا، اس کا شوہر تو نہ جانے کس رزم گاہ میں ابدیت کی سیڑھی چڑھ چکا تھا......اس کے تو مدفن کا بھی پتہ نہیں تھا، دادی تو خوش نصیب تھیں ان کے پیارے تو ان کے پاس تھے......آہ!......دل میں ایک ہوک اٹھی ۱۰

کے دروازے کھولے ماضی میں جھانک رہی تھی ...... یہ درد ہر کوئی کہاں محسوس کر سکتا ہے......فضا میں مغرب کی اذان کی آواز آئی تو ہر طرف سکوت طاری ہو گیا،''اللہ اکبر'' کی صدا نے وادی کی ہر شے کو اپنے سحر میں جکڑ لیا......دادی کے قدم تیزی سے گھر کی طرف اٹھنے لگے، نماز کے وقت ان کی کیفیت عجیب سی ہو جاتی تھی ہر شے سے بے نیاز...... ہاں! رب کو وہ نہ پہچانے گا جو اپنے رب کے رستے پر قدم بقدم چل رہا ہو، جس نے رب کی باتوں کو اپنی زندگی میں سچّا ہوتا دیکھا ہو......حاجرہ جان گئی تھی کہ اب کھانے تک دادی کسی سے کوئی بات نہ کریں گی......نماز کے بعد دونوں کھانے کے لیے بیٹھ گئیں......دو ہی تھیں وہ گھر میں باقی سب تو باہر مٹی میں سو رہے تھے......کتنا آباد تھا گھر؟ اس کے تایا چچا کے گھروں میں دس بارہ بچے تھے مگر......اس کو نوالے حلق سے اتارنا دشوار ہو رہا تھا......تیرہ سال ہو گئے تھے لیکن وہ منظر آج بھی اس کے سامنے تھا......ظالموں نے ڈیزی کٹر برسا کر ان کا پورا گاؤں اجاڑ دیا تھا...... جب وہ دادی کے ساتھ دوسرے گاؤں سے واپس آئی تو وہاں خون اور انسانی چیتھڑوں کے سوا کچھ نہ تھا......کچھ بھی تو پتہ نہ چلتا تھا کون سا حصہ کس

قبریں دیکھ کر دادی اسے خود سے کہیں آگے نظر آئیں...... ''اماں چلو اندر چلیں شام ہو رہی کا ہے یہاں. ایک آنسو اس کے گال سے ڈھلک گیا جو دادی کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ

سردی بڑھ رہی ہے'' اس نے بوڑھے وجود کو سہارا دے کر اٹھانا چاہا...... بچے! ابھی چلتے ہیں وہ کسی خیال میں گویا ہوئیں......''تمہیں پتہ ہے حاجرہ جب میں چھوٹی تھی تو لوگ کہتے تھے برطانیہ والے بہت ظالم تھے......ہاں ظالم تو تھے میرے والد کے دو بھائی شہید ہوئے تھے اور گاؤں کے بہت سے لوگ......پھر اپنوں کے ظلم شروع ہوئے ...... کہنے کو آزاد تھے مگر لادینوں نے نیک روحوں کو چر کے لگائے......ظاہر شاہ جیسے حکمران کسی عذاب سے کم تو نہ تھے......جب ہم کفر و اسلام کی بات کرتے ہیں تو اپنے اندر کے لادین طبقے کو بھول جاتے ہیں جو کفر کے لیے راہ ہموار کرتا ہے......ہم کابل میں رہتے تھے، ہمارا گھرانہ دینی تعلیم سے مالا مال تھا......پھر سرخوں کی وجہ سے ہمیں گاؤں واپس آنا پڑا......دین ہر آسائش پر مقدم ہے......

پھر روس والے آئے تب تمہارا باپ چھوٹا تھا، تمہارے دادا ہمیں یہاں چھوڑ کر روس کے خلاف لڑنے شمال کی طرف چلے گئے ......چار سال بعد ایک آدمی ان کی شہادت کا پروانہ لے کر آیا''......حاجرہ دادی کی باتوں میں گم تھی اس کے لیے یہ کہانیاں نئی نہ تھیں......اس نے خود یہ ان ہونیاں آنکھوں سے دیکھی اور جان پر جھیلیں تھیں......دور کہیں کوئی کوچی اپنی بھیڑوں کو لیے واپس جا رہا تھا......اس کی پرسوز آواز وادی میں گونج رہی تھی......اس کے گیت میں جنگ کے بعد فتح کی خوش خبریاں تھیں......مگر دادی تو دل

سکا...... ''حاجرہ !!'' وہ اس کا دکھ پڑھ چکیں تھیں ......''شہدا کے وارث رویا نہیں کرتے''......وہ جان چکیں تھیں کہ ان کی باتوں نے اسے اداس کر دیا ہے......''کل گل جان آیا تھا'' اچانک ان کو یاد آیا......''وہ کہہ رہا تھا کہ وہ جا رہے ہیں''......''کون دادی؟'' ''وہ جو ہمیں فتح کرنے آئے تھے''......سچ! وہ اچانک پرجوش ہو گئی......''بہت باتیں بتا کر گیا تھا''......میری بیٹی وہ جو اپنے رب کے پاس اپنا خون گواہی کے طور پر لے گئے ان کا جشن تو ان شاء اللہ اسی دن سے جنت میں شروع ہو گیا تھا......اب تو ہماری خوشی کا وقت ہے......میں تو اپنے بچوں کو خوش خبری سنانے گئی تھی''......حیرت ہے دادی آپ مجھے بھول گئیں......اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ دادی سے ناراض ہو یا خوش......اس خبر کی ضرورت تو زندوں کو تھی جو اس دن کی آس پر زندہ تھے......مگر دادی؟ وہ خوشی میں ناراضی بھی بھول گئی......''اب پھر امارتِ اسلامیہ قائم ہو جائے گی؟'' دادی کو اس کی معصومیت پر پیار آیا......''بیٹی! تمہارا کیا خیال ہے دنیا میں جتنی برائی ہے وہ شیطان اکیلے کا کارنامہ ہے؟''......بے محل سوال حیرن کن تھا......ابھی وہ حیران تھی کہ دادی دوبارہ بولیں:''اس نے ایک فوج تیار کر رکھی ہے جو اس کے عزائم کی تکمیل کرتی ہے......ابھی ہمیں اس بڑے شر امریکہ کے ٹکڑوں پر پلنے والے سنپولیوں سے لڑنا ہے......''تو جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی؟'' ایک اور سوال......''حق و باطل کی جنگ تو جاری ہے بیٹا یہ تو آدم علیہ السلام اور

ابلیس کے زمین پر آنے کے دن سے جاری ہے...... یہ تو تب تک جاری رہے گی جب تک زمین کے گوشے گوشے پر اللہ کے دینِ اسلام کا نور غالب نہ آجائے ...... جو اپنے گھروں میں امن سے بیٹھے یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ جنگ ہمارے خلاف تھی اور یہ گننے میں مصروف ہیں کہ کس کا کتنا نقصان ہوا یہ ان کی بھول ہے...... یہ تو دنیا کہ پیمانے ہیں میرے بیٹے اور آنکھ بند ہوتے ہی ٹوٹ جائیں گے، فیصلے تو وہاں ہوں گے جہاں زخم گنے جائیں گے ،خون ماپے جائیں گے، وہاں ہمارے زخموں کا مول ملے گا، ہمارے غازیوں اور شہیدوں کے لیے اجر کے وعدے ہیں، ان کے جو مر بھی گئے وہ بھی جہنّم میں اور جو اپنی گمراہی میں رہے وہ بھی جہنّم میں...... یہ لوگ ہمیں جاہل اور جنگلی سمجھ کر مٹانے آئے تھے ہر کیل کانٹے سے لیس ہو کر!...... آج اپنے حواریوں سے دامن چھڑا کر بھاگ رہے ہیں...... کیا ایسا ہی بدر میں شیطان نے مشرکینِ مکہ کے ساتھ نہیں کیا تھا؟...... یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بچے! جو اللہ کے دین کو لے کر چلتا ہے وہ جاہل نہیں ہوتا...... ہاں مجھے فخر ہے اس دور میں جب لوگ اپنے دین پر شرمندہ ہیں ایسے دور میں اللہ نے ہمیں ایسی قوم اور قیادت دی ہے جو امتِ محمد یہ علی صاحبھا السلام میں سب سے زیادہ بیدار اور قربانی پیش کرنے والی ہے''......

دادی آج بہت خوش تھیں چند لمحوں کا فسوں ٹوٹ چکا تھا......'' جب دین اجنبی ہو تو اس پر چلنے والے کیسے مقبول ہو سکتے ہیں...... دنیا تو دیکھ چکی ہے کہ دنیا کا مالک کس کے ساتھ ہے، مگر ہم بھول جاتے ہیں...... ابھی قربانی کا سفر جاری ہے...... ہم اور ہم جیسی کتنی ہی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اس سفر میں اپنے مردوں کے ساتھ ہیں...... ہمارا ماضی حال اور آنے والا کل اس بات کی گواہی دے گا کہ اس قوم کی عورتوں نے صحابیات کی زندگی اپنا کر دکھایا ہے...... ہمارا نام شاید کسی تاریخ کی کتاب میں نہ آئے مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ کے علم میں تو ہر گرنے والا پتہ آجاتا ہے تو کیا وہ ہمارے احوال سے بے خبر ہے ہرگز نہیں!!''

'' اور ہاں رات بہت ہو گئی ہے سو جاؤ''...... مجھے کل کسی کام سے جانا ہے......

حاجرہ ایک دم چونکی ہو کر بیٹھ گئی...... گل جان کا آنا اسی بات کی علامت تھا...... گل جان دادی کے بھائی کا پوتا تھا...... جہاد کے ساتھ منسلک تھا...... وہ کچھ عرصہ سے دادی کو ساتھ لے جاتا تھا جانے یہ بوڑھی دادی مجاہدین کے کس کام کی تھی...... یہ راز نہ وہ کبھی جان پائی اور نہ دادی نے اس کو بتایا...... کئی بار حاجرہ نے اصرار کیا تو وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال جاتیں...... پہلے پہل تو وہ رہ جاتی مگر کچھ عرصہ سے گاؤں میں ملی والوں کے آئے دن چھاپوں کی وجہ سے وہ خوف زدہ ہو جاتی......'' دادی اس بار مجھے بھی ساتھ لے جاؤ'' اس نے اصرار کیا'' مجھے ڈر لگتا ہے'' ساتھ ہی وجہ بھی بتا دی......'' حاجرہ! تم اپنے نام سے ذرا بھی میل نہیں کھاتی''، انہوں نے جھڑک کر کہا......'' ہر مجاہد کے گھر کی عورت حاجرہ ہوتی ہے...... جو اگر بیابان میں بھی اکیلی چھوڑ دی جائے تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ اس کے ولی کی غیر موجودگی میں اس کی اعانت کا وعدہ اس کے رب نے کر رکھا ہے...... تمہارا بھائی تمہیں اللہ کے آسرے پر چھوڑ کر گیا ہے اس کے مقابلے میں میرا بوڑھا وجود کیا حیثیت رکھتا ہے؟''...... دادی نے بھائی کا حوالہ دیا تو بہادر حاجرہ شرمندہ ہو گئی کہ ایسے شیر دل بھائی کی بہن ہو کر وہ کم ہمتی دکھا رہی ہے، اسی ندامت میں وہ سو گئی...... اگلے دن دادی اپنا تھیلا لے کر چلی گئیں...... جاتے ہوئے ایک تیز دھار خنجر اسے دے گئیں...... اس نے بھائی سے بندوق چلانا سیکھی تو تھی لیکن اکلوتی بندوق بھائی لے کر چلا گیا تھا...... دادی کے جانے کے بعد وہ گھر کے کاموں میں لگ گئی کیوں کہ دادی نے رات کو دیر سے آنا تھا......

شام ہوئی تو اس کا دل گھبرانے لگا، وہ گھر کے پچھواڑے میں آ گئی یہاں اس کو رونق لگا کرتی تھی...... کچھ تھا ان قبروں میں جو اس کو زندگی کا احساس دلاتا تھا...... اچانک گلی میں بوٹوں کی آواز آئی، گھر کا دروازہ زور سے کھلا اور دو تین ملی فوجی گھر میں گھس آئے...... ملی جلی آوازوں سے وہ یہ صرف جان پائی کہ وہ لوگ گل جان کی باتیں کر رہے ہیں...... اچانک اس کا خیال اپنے ہمسائیوں کی طرف گیا جو پچھلے کچھ عرصے سے کافی مال دار ہو گئے تھے...... اکثر ان کے گھر کی ٹوہ میں رہتے اور دادی اسی وجہ سے ان سے زیادہ میل جول نہیں رکھتی تھیں...... ڈالروں کی چمک نے بہت سے نفس کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیا تھا...... اس نے خنجر کو مضبوطی سے پکڑا اور قبروں کے درمیان بنی ہوئی خندق میں اتر گئی جو کئی سال پہلے انہوں نے بم باریوں سے بچنے کے لیے بنائی تھی...... قدموں کی آواز قریب آ رہی تھی، ایک ٹارچ والا تھا اور باقی اس کے پیچھے...... اندھیرے میں ایک فوجی کا قدم خندق میں پڑا اور وہ دھڑام سے نیچے گر گیا...... ایک لمحے کو حاجرہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا مگر اگلے ہی لمحے فوراً سنبھل کر اس نے خنجر گرنے والے فوجی کے دل میں گھونپ دیا...... آواز سن کر باقی فوجی اس طرف بھاگے لیکن تب تک وہ فوجی کی بندوق سنبھال چکی تھی...... جیسے ہی وہ خندق کے قریب آئے اس نے فوجی کی آڑ لے کر فائرنگ شروع کر دی...... اپنی جان اور ناموس کی حفاظت کے لیے وہ یہی کر سکتی تھی...... اللہ پاک نے نصرت فرمائی ایک گولی ٹارچ پر لگی اور اندھیرا چھا گیا...... کچھ فائرنگ سے وہ زخمی بھی ہو گئے...... وہ سمجھے کہ شاید یہاں زیادہ مجاہدین ہیں اس لیے واپس بھاگ گئے...... ان کی جوابی فائرنگ سے حاجرہ بھی زخمی ہو گئی...... اس کے بازو اور ٹانگ پر زخم آیا تھا...... لیکن وہ چاہتی تھی کہ کسی صورت گل جان اور دادی کو یہاں آنے سے روک دیا جائے...... وہ اس راستے پر جا کر بیٹھ جانا چاہتی تھی جس طرف اس نے دادی کو جاتے دیکھا تھا...... وہ زندہ نہ بھی رہی تو اس کی لاش دیکھ کر وہ سمجھ جائیں گے کہ آگے کوئی خطرہ ہے...... کیوں کہ بھاگنے والے دوبارہ بڑے چھاپے کے ساتھ آ سکتے تھے...... وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے جہاں تک آ سکتی تھی نکل آئی...... خون بہہ رہا تھا لیکن اس نے اپنے ڈوپٹے سے ٹانگ کو کس کر باندھ رکھا تھا جس سے خون کافی تھم گیا تھا...... کافی دیر بعد اسے راستے پر قدموں کی آواز آئی...... نقاہت بہت زیادہ ہو گئی تھی، مشکل سے آنکھیں کھولیں...... آج اُسے حاجرہؑ کی طرح معجزے کا انتظار تھا جس کا یقین دادی اس کو دلا کر گئیں تھیں...... آوازیں قریب آئیں تو وہ دادی اور گل جان ہی تھے...... معجزہ ہو گیا تھا! اس نے سکون سے آنکھیں بند کر

لیں......اس کی آنکھ کھلی تو وہ کسی نامانوس جگہ پر تھی، ابھی اٹھنے ہی والی تھی کہ ایک بچی بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر گئی اور دادی کو لے آئی......دادی کی طرف دیکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے......کیسا امتحان تھا؟؟؟کیسی آزمائش تھی......صرف ''لا الہٰ الا اللہ'' کہنے کی پاداش میں!!! امریکہ کو رب نہ ماننے کے جرم میں!! آج کے دور کے اصحاب الاخدود ہم ہی تو ہیں جن کا تماشا ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور جو ہماری مدد کو آتا ہے اس کو بھی دہکتی خندقوں میں جھونک دیا جاتا ہے......سر درد سے پھٹ رہا تھا......''رونا کیسا؟'' دادی کی آواز آئی......تمہاری مدد نہیں کی گئی؟ تمہیں اکیلا چھوڑا گیا؟ بیٹے مدد ہمیشہ انسانوں سے نہیں ملتی حالات موافق بنا دیے جاتے ہیں......گرتے گرتے سنبھال لیا جاتا ہے......اس نے حیران ہو کر دادی کو دیکھا......وہ جانے کب کا اپنے حصّے کا رو چکی تھیں......اس نے آج تک شہیدوں کی لاشوں پر صبر تو کیا تھا مگر خود موت کی جھلک پہلی بار دیکھی تھی......دادی بڑی مہارت سے اس کی پٹی بدل رہی تھیں، اب اسے دادی کے خفیہ دوروں کی سمجھ آئی تھی......وہ دادی جو کبھی اسے خولہ لگتیں، کبھی خنساء اور کبھی حاجرہ اب دھیرے سے کہہ رہی تھیں:

''بیٹا جن قوموں نے عالمی قوتوں کے جنازے اٹھانے ہوتے ہیں ان کے بازوؤں میں ایمان کی حرارت زندہ رہنی چاہیے......جس دن یہ حرارت ختم ہوگئی اس دن یہ دھرتی کفر کا مدفن نہیں رہے گی......''

☆☆☆☆☆

بقیہ: معرکۂ جی ایچ کیو کی سنسنی خیز ایمان افروز سچّی کہانی

اور جس طرح ہم نے جی ایچ کیو میں ایک دن اور ایک رات مجاہدین کا جھنڈا لہرا کر دکھایا ہے ان شاء اللہ کراچی سے خیبر تک بلکہ دہلی کے لال قلعہ اور وائٹ ہاؤس تک ہم اسلام کا جھنڈا لہرائیں گے!

صلیب کے اتحادیوں کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ وہ صدی گزر چکی ہے جس میں خلافتِ عثمانیہ کا سقوط ہوا تھا! یہ صدی اسلام کے غلبہ کی صدی ہے، یہ صدی مسلمانوں کے عظیم قائد امام المجاہدین محمد بن عبداللہ المعروف امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی صدی ہے، یہ صدی سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی صدی ہے، یہ صدی دجالی قوتوں اور ان کے سرغنہ دجال کے پگھلنے کی صدی ہے ان شاء اللہ۔

اور صلیبی اتحادی یہ بھی مت بھولیں کہ اہلِ اسلام کی فتح مادی قوت کی محتاج نہیں ہے بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہے اور صلیبی اتحادی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مجاہدین دنیا کی ایسی فوج ہے جو ختم کرنے سے بڑھتی ہے اور روکنے سے طوفان بن جاتی ہے۔

آخر میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بالخصوص مجاہدین اسلام سے گزارش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے رہائی نصیب فرمائی تو ان شاء اللہ پھر میدان میں ملیں گے اور اگر ناپاک صلیبیوں کے ہاتھ سے میری شہادت مقدر ہوئی تو حوصلہ مت چھوڑنا، کام میں لگے رہنا، اختلاف سے بچنا اور تقویٰ کا اہتمام کرنا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت متقیوں کے ساتھ آتی ہے......ان شاء اللہ جنت الفردوس میں ملیں گے......اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچّا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائیں اور اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیں اور کفار کی قید میں ہمارے مجاہد بھائیوں اور بہنوں کو رہائی نصیب فرمائیں اور میرے ساتھ معرکۂ جی ایچ کیو میں شہید ہونے والے مجاہدین علی، ذاکر اللہ، عبد الرحمٰن، ثناء اللہ، نور حکیم، حبیب اللہ، عبد اللہ، عمیر اور بلال رحمھم اللہ اور جملہ دیگر مجاہدین کی شہادتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کے خون کی برکت سے اسلامی نظام کی بہاریں اس امت کو جلد دکھادیں۔

ہم دوبارہ پوری قوت سے آرہے ہیں!!! ان شاء اللہ تعالیٰ!!!

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیدنا ومولانا وامامنا محمد واله واصحابه

ومن تبعهم الی یوم الدین اجمعین

طالبان زندہ باد............اسلام زندہ باد

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

وہ سرحد پار طالبان اور القاعدہ کے محفوظ ٹھکانوں پر حملے کریں گے لیکن اس سے امریکہ کے لیے بدترین منظرنامہ جنم لے گا۔ امریکہ کے ان حملوں کے نتیجے میں جنوبی ایشیا کے لاکھوں مسلمانوں کو اس جنگ میں کودنے کی ترغیب ملے گی۔ پاکستان خانہ جنگی سے دوچار ہوسکتا ہے، اس کی فوج ٹوٹ سکتی ہے اور ایٹمی ہتھیار پھٹ سکتے ہیں''۔

بش نے کہا تھا: ''عراق، افغانستان اور پاکستان ایک ہی وسیع تر معرکے کے میدان ہیں۔'' یوں اُس نے اپنی انتظامیہ کی خارجہ پالیسی کی تین عظیم ترین تباہیوں کو ایک ہی ''ویژن'' میں منسلک کر دیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ تھا: ''ہمیں آزادی کی طاقت پر یقین رکھنا چاہیے''۔

لیکن طالبان کا اپنا ایمان ویقین ہے اور اس کے بل پر وہ جیت رہے ہیں۔ مجھے کابل میں آخری دن ایک مغربی امدادی افسر کی زبانی سنے ہوئے طالبان مجاہدین کے ایک سرکردہ کمانڈر کے یہ الفاظ نہیں بھول رہے:

''تم مغربیوں کے پاس گھڑیاں ہیں مگر وقت ہماری گرفت میں ہے''۔

☆☆☆☆☆

(آخری قسط)

ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

امریکہ کے معروف میگزین ''رولنگ سٹون'' میں ستمبر ۲۰۰۸ میں ممتاز امریکی مصنف نیر روزن کے شائع ہونے والے دلچسپ اور چشم کشا سفرنامے کا ترجمہ

ہم ایک گھنٹہ گاڑی میں بیٹھے رہے۔ اس کے شیشے بند تھے۔ آندھی زوروں پر تھی اور چند گز آگے دیکھنا ناممکن تھا۔ باہر مسلح آدمی گردوغبار میں ہیولے سے نظر آتے تھے۔ شفیق نے مجھ سے کہا کہ میں گاڑی سے باہر نکل سکتا ہوں۔ اب غصیلی طبیعت والے آدمی اور ان کے ساتھی راکٹ لانچر لیے روانہ ہو گئے۔ میں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا کہ میری نیت بُری نہیں۔ شفیق نے بتایا کہ پروگرام تبدیل ہو گیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ مجھے ایک کمانڈر کے پاس لے جائیں، جو ڈاکٹر خلیل کہلاتے ہیں۔ اور میرے بارے میں وہی فیصلہ کریں گے۔

جب ہم ڈاکٹر خلیل سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تو یوسف نے تسلی دی کہ اگر ڈاکٹر خلیل نے مجھے اپنی تحویل میں لینا چاہا تو وہ میری مدد کریں گے۔ یہ میرے لیے واحد یقین دہانی تھی۔ میں دیکھ چکا تھا کہ غزنی کا سارا صوبہ طالبان کے کنٹرول میں ہے اور اگر امریکی ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے تو وہ فضا ہی سے ہمیں نشانہ بنانے کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پریشانی میں میں نے اپنے ایک اور رابطہ کار سے موبائل پر بات کی۔ اس نے کہا: میں ڈاکٹر خلیل سے بات کر چکا ہوں۔ گھبراؤ نہیں، اگر وہ تم سے بُرا سلوک کریں گے تو یہ صرف تمہیں ڈرانے دھمکانے کے لیے ہوگا۔ شفیق نے بھی مجھ سے کہا کہ ''فکر مت کرو، اگر ضرورت پڑی تو میں تمہارے دفاع میں اپنی جان بھی دے دوں گا''۔ اب میری واحد امید پشتون مہمان نوازی تھی۔ جسے ''پشتون ولی'' کہا جاتا ہے۔ اور یہی روایت تھی جس نے ۱۱ ستمبر کے بعد طالبان کو اسامہ بن لادن کو، بش انتظامیہ کے حوالے کرنے سے روکا تھا۔ جب ہماری گاڑی لق و دق صحرا میں آگے بڑھ رہی تھی، میں نے شفیق سے پوچھا: ''کیا ڈاکٹر خلیل اچھے آدمی ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ''وہ بھی ہم جیسے ہیں۔ کوئی مسلمان بُرا نہیں ہوتا،'' مگر ان کے اسلامی اخوت پر یقین سے میری ڈھارس نہ بندھ سکی۔

دریں اثنا ابراہیم نے ایک کال ملا کر کہا کہ انہوں نے پاکستان میں ایک طالبان رہنما اور متحدہ عرب امارات میں کسی سے بات کی ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر خلیل سے رابطہ کر کے انہیں کہہ دیں گے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اس پر شفیق بولے: ''ڈاکٹر صاحب مجھ سے لڑیں گے، تم سے نہیں۔'' اتنے میں کابل میں میرے رابطہ کار کا پھر فون آ گیا، اس نے کہا: ممکن ہے وہ تمہیں تھپڑ ماریں مگر تمہیں ہلاک نہیں کریں گے۔ یہ سلوک صرف تمہارے بلا اجازت آنے پر تمہیں سزا دینے کے لیے ہوگا۔ وہ تمہیں بطور مہمان ایک رات اپنے پاس رکھیں گے۔ تم خوش قسمت ہو کہ تم نے مجھ سے رابطہ کر لیا۔'' بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے یقین دلایا ہے کہ وہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ ٹیپ ریکارڈر پر مجاہد کی شہادت کا ترانہ بدستور گونج رہا تھا۔

آخر کار ہم گیری اور شیر قلعہ نامی دیہات کے درمیان واقع ایک مسجد تک پہنچے۔ مجھے بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب مسجد کے اندر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ گندمی رنگت کے ایک صحت مند فرد تھے، اُن کی داڑھی گہری بھوری اور سر پر سفید ٹوپی تھی۔ انہوں نے ہر ایک کا غور سے جائزہ لیا اور میرا دل ڈوبنے لگا۔ جب سب نماز ادا کر چکے تو ڈاکٹر صاحب نے یوسف کے سوا سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ ہم فرش پر بیٹھ گئے۔ میں نے بلا اجازت ان کی عمل داری میں داخل ہونے پر معافی مانگی۔ انہوں نے کہا کہ تم افغان فوج کے جاسوس لگتے ہو، پھر پوچھا کہ تم نے افغانستان کا ویزا کس لیے حاصل کیا؟ میں نے کہا کہ میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ مجاہدین کے بارے میں لکھوں اور ان کی داستان دنیا کو سناؤں۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولے: اگر تم انہیں اتنا پسند کرتے ہو تو ان میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟ پھر انہوں نے میرے رابطہ کار کے متعلق استفسار کیا۔ میں نے بتایا کہ وہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین کے ساتھ معرکوں میں حصّہ لیتا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بُرا سا منہ بنا کر کہا کہ یہ شخص روسیوں کے خلاف کبھی نہیں لڑا تھا۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ''میں تمہاری چھان بین کرنے کے لیے پاکستان فون کرنے جا رہا ہوں۔ تمہیں رات مسجد میں گزارنی ہوگی۔'' میں نے احتجاج کرنا چاہا مگر وہ باہر نکل گئے۔

میں مہمان خانے میں فرش پر غم زدہ بیٹھا تھا۔ چند منٹ بعد شفیق نے سر اندر کر کے عربی میں کہا کہ ''یلا'' (چلو آؤ) میں نے سکھ کا سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پاس بیٹھے طالبان نے اصرار کیا کہ چائے تیار ہے، پی لیں۔ میں نے جلدی جلدی چائے کے گھونٹ بھرے اور شفیق کے ساتھ ہو لیا۔ انہوں نے بدتر خبر سنائی کہ صبح ہمیں پھر یہاں آنا ہوگا۔ شفیق مجھے گاڑی میں بٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ مجھے مہمان خانے میں بٹھا کر ایک ٹی وی اٹھا لائے اور جنریٹر چلا دیا۔ صبح ہوئی تو مجھے سر پر فوجی طیاروں کی گونج سنائی دی۔ میں باہر نکلا تو کوئی ایک میل دور امریکی بکتر بند گاڑیاں دکھائی دیں۔ میں ان کی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اگر امریکی مجھے طالبان سمجھ کر گولی مار دینے کی غلطی نہ بھی کرتے تو بھی ان سب کو جان کے لالے پڑ جاتے جنہوں نے میری مدد کی تھی۔

میں نے پھر کابل میں اپنے رابطہ کاروں کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر خلیل تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ ایک بازو والے ملا ناصر قندھاری جو طالبان کی طرف سے گورنر غزنی کے فرائض انجام دیتے ہیں وہ بھی میری رہائی کے لیے

کوشاں ہیں۔آخر کار مجھے طالبان کے انہی اعلیٰ اہل کار نے بچایا جنہوں نے میرے اس دورے کا بندوبست کیا تھا۔

چند گھنٹے بعد ڈاکٹر خلیل آ گئے۔انہوں نے میرے پاسپورٹ اور ڈائری کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے۔پھر تصویریں مانگیں جو میں نے اتاری تھیں۔انہوں نے بتایا: ''ذبیح اللہ مجاہد (ترجمان طالبان) کہتے ہیں کہ میں تمہاری ٹھکائی کروں، مگر میں یہ نہیں کروں گا''......اب ان کا لہجہ حیرت انگیز طور پر دوستانہ تھا۔وہ از راہ تلطف بولے: میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ پاکستان میں ایک مدرسے میں پڑھتے رہے تھے۔پھر انہوں نے افغانستان میں میڈیکل سکول میں داخلہ لے لیا۔پھر وہ طالبان میں شامل ہو گئے اور ایک شمالی ضلع میں کمانڈر رہے۔انہوں نے بتایا کہ وہ اسلامی شرعی حکومت بحال کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں۔

ہم کرولا میں بیٹھ گئے اور ابراہیم سے ملنے چل دیے۔ضرورتاً استعمال کے لیے ڈگی میں ایک RPG رکھی لی تھی۔ڈاکٹر خلیل گاڑی چلا رہے تھے اور شفیق نے PKM تھام رکھی تھی۔ڈاکٹر کے گاؤں سے گزرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یہ طالبان اور حکومت کے درمیان سرحد ہے۔قصبے کے دوسری طرف ڈاکٹر نے ایک پک اپ ٹرک کو روکا اور ڈرائیور سے کہا کہ ہمیں بازار پہنچا دے۔ہم گرمجوشی سے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ہم بازار پہنچے تو ابراہیم وہاں ہمارا انتظار کر رہے تھے۔انہوں نے میرے ساتھ نہ رہنے کی معذرت کی۔

کابل پہنچ کر ہم سب نے اپنے اس دوست کے دفتر میں کھانا کھایا جہاں میں سب سے پہلے ابراہیم سے ملا تھا۔مجھے ابراہیم کے منہ سے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ ''قومی آزادی کی جنگ میں شہریوں کو نقصان پہنچانا طالبان کے شایان شان نہیں۔یہ لوگ افغانی کردار کا مظاہرہ نہیں کر رہے''ادھر طالبان کابل کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں اور شہر پر بڑے حملے آئے دن قریب تر ہو رہے ہیں۔کابل آ کر مجھے پتہ چلا کہ طالبان نے ائیر پورٹ اور نیٹو بیس پر راکٹ داغے ہیں اور یو این او کے دفتر کے علاقے میں چار دن کرفیو لگا رہا جب کہ صدر کرزئی نے اپنی عوامی مصروفیات منسوخ کر دی ہیں۔ایک انٹیلی جنس آفیسر نے بتایا کہ کابل غزنی شاہراہ اتحادیوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور دیگر شاہراہیں بھی خطرے سے دوچار ہیں۔کابل کے شمال میں صوبہ پروان بھی خطرناک بن چکا ہے۔وہاں پولیس چیک پوسٹوں پر حملے ہو رہے ہیں اور یہ آخری بچی ہوئی شاہراہ ہے جو کابل کو باقی ملک سے ملاتی ہے۔

جنگ بالفعل ہاری جا چکی ہے۔ایک امدادی ادارے کے افسر نے کہا: ''طالبان کا کوئی عالمی دہشت گردی پر مبنی ایجنڈا نہیں۔ان کا ایجنڈا صرف افغانستان تک محدود ہے جس سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں۔لیکن اس پر ہمیں جنگ کرنے کا کوئی حق نہیں۔''سابق طالبان لیڈر اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ بات چیت ہی سے جنگ ختم ہوگی۔ایک افسر نے یہاں تک کہا کہ ''اگر امریکہ پاکستان سے ڈیل کر لے اور طالبان سے اعلیٰ سطحی مذاکرات کرے تو مفاہمت ہو سکتی ہے''۔

بش انتظامیہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ شفاخانوں اور سکولوں میں رقوم جھونک کر طالبان کو روک سکتی ہے۔مگر امدادی اداروں کے افسران اس سوچ کا مذاق اڑاتے ہیں۔وہ کہتے ہیں: ''اگر ویت نام میں گوریلوں کو ملازمتیں دے دی جاتیں تو کیا وہ لڑنا چھوڑ دیتے؟ دو سال پہلے افغانستان کے کسی گاؤں میں سڑک یا پل تعمیر کر کے دیہاتیوں سے کہہ سکتے تھے کہ طالبان کو ادھر نہ آنے دینا مگر اب ایسی توقع عبث ہے۔

افغانستان میں برسر پیکار فوجی افسران کہتے ہیں کہ: یہ سمجھنا حماقت ہے کہ جہاں روسی ناکام رہے وہاں امریکی کامیاب ہو سکتے ہیں۔روسی قبضے کے عروج پر افغانستان میں ان کے ایک لاکھ بیس ہزار فوجی افغانستان میں موجود تھے اور کم و بیش ۳ لاکھ افغانی فوجی ان کی معاونت کر رہے تھے۔اس کے برعکس امریکی اور ان کے اتحادی ۶۵ ہزار ہیں جن کے ساتھ ایک لاکھ ۳۷ ہزار افغان سیکورٹی فورسز میدان میں ہیں، اور انہیں ان طالبان کے خلاف لڑنا پڑ رہا ہے جنہیں خوب منظم اور مال و زر والے اسلامی جہادیوں کے نیٹ ورک کی حمایت حاصل ہے، چنانچہ طالبان حکومت کے سابق کمانڈر کا کہنا ہے: ''امریکیوں کا انجام وہی ہوگا جو روسیوں کا ہوا تھا۔امریکی اس جنگ کو کنٹرول کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے ان کا مزید خون بہے گا۔ان کے لیے وہی صورت حال پیدا ہو رہی ہے جیسی روسیوں کے لیے تھی، جو صوبائی دارالحکومتوں میں گھر کے رہ گئے تھے''۔

سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیجیے کہ بش کے خاموش تلاطم (Quiet Surge) حتی کہ اوباما کے مزید کمک بھیجنے کے منصوبے کو اتنی دیر ہو چکی ہے کہ ان کا مقدر ناکامی ہے۔مزید سپاہی بھیجنے کا مطلب یہ ہوگا کہ دشمن سے لڑائیاں زیادہ ہوں گی (اور زیادہ امریکی مریں گے) اور فوج کو مزید فضائی مدد دینے سے زیادہ شہری ہلاک ہوں گے اور یوں مزید افغانی اتحادیوں کی حمایت چھوڑیں گے۔جلد یا بدیر امریکی فوج مذاکرات کی میز سجانے پر مجبور ہوگی جیسے ان سے پہلے روسیوں نے کیا تھا۔

شرق اوسط کا سکالر اور Organization at war in Afghanistan and Beyond کا مصنف عبدالقادر سنو کہتا ہے'' طالبان کا اٹھ کھڑے ہونا ایسا معاملہ ہے جسے پلٹایا نہیں جا سکتا۔یہ تحریک مضبوط تر ہوتی جائے گی۔بہت سے سردار جو کنارے پہ بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں یا حکومت کے برائے نام اتحادی ہیں'' آنے والے برسوں میں ان کے طالبان سے جا ملنے کا امکان ہے۔مزید برآں افغانستان میں امریکی فوجی کارروائیوں کے اب پاکستان کے اندر تک وسیع ہونے کا امکان ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۴ پر)



تُو اور مجھ سے معرکہ؟

خیام قادری

تہذیبِ ناسپاس کے اے سرکشیدہ شاہ!
ہتھیار جوہری ترے، برقی سپاہ تری
جتنا جدید ہے ترا سامانِ جنگ لا
جو ڈھونڈ لے نشانہ وہ تیر و تفنگ لا

یہ بھی درست تیرا فضاؤں پہ راج ہے
نمرود کی خدائی، رعونت کا تاج ہے
لیکن نہ ہوگا کل وہ جو معمول آج ہے
ممکن ہو جتنی آگ تو برسا زمین پر
آتش میں کود جانا بھی میرا مزاج ہے

میں نے بھڑکتی آگ کو گلزار کر دیا
خوں سے زمین نُچی ہے، فصلوں کو سر دیا
تاریخ کو بھی اپنے لہو سے کیا رقم
اسباب روشنی کے بھی میں نے کیے بہم
بچ کر نہ جا سکے گا تُو اللہ کی قسم!

اسپین و شام و قیصر و کسریٰ بھی ہیں گواہ
پائی کہیں نہیں دشمنِ اسلام نے پناہ
میں نے لگائی خرمنِ بوجہل میں بھی آگ
قائم ہے میرے دم سے ہی تہذیب کا سہاگ
آئینِ نو کا راگ ترا بے سُرا ہے راگ
تو اور مجھ سے معرکہ؟ کچھ ہوش کر، تُو جاگ!

ہرکارہ ظلمتوں کا تو، میں آفتاب ہوں
صدیوں سے تیرے واسطے پا بہ رکاب ہوں
آیا ہوں میں نیا درِ خیبر اکھاڑنے
تیرا سیاہ قصرِ ابیض اجاڑنے
اجداد کی صفات کا میں بھی امین ہوں
ایماں میرا قبیلہ ہے، ابنِ یقین ہوں

شیخ اسامہ رحمہ اللّٰہ کی طرف سے امیر المومنین
ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللّٰہ کی اطاعت کا تحریری عہد نامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الى حضرة أمير المؤمنين المجاهد ملا/ محمد عمر مجاهد حفظه اللّٰه ورعاه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد:

حضرة أمير المؤمنين

إن الفتوحات والانتصارات الأخيرة التي منّ اللّٰه عليكم بها نعتبر مناسبة طيبة لنهنئكم بها، ونؤكد لكم من جديد وقوفنا معكم ووضع أيدينا بأيديكم نصرة للإسلام، وتمكينا لدولته، وإعلاء لكلمته، حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله للّٰه

كما ننتهز هذه المناسبة لنؤكد لكم مرة أخرى إقرارنا وتأييدنا واعترافنا بحكمكم، وإمرتكم الشرعية للإمارة الإسلامية في أفغانستان التي نرى أنكم حاكمها الشرعي الوحيد الذي يجب له من حقوق النصرة والمؤازرة وغيرها ما يجب للحاكم المسلم

كما ندعو جميع المسلمين لنصرتكم وتأييدكم والوقوف إلى جانبكم بكل ما يستطيعون من دعم ومساندة

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

١٤١٩/٥/٢٤هـ

١٩٩٨/٩/١٥م

أخوكم

اسامة بن محمد بن لادن

"حضرت امیر المومنین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کو شمال کی تازہ ترین فتوحات سے نوازا۔ یہ ہمارے لیے خوشگوار لمحہ ہے کہ ہم آپ کو ان فتوحات پر مبارک باد پیش کریں اور اپنے اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے، ہم اسلام کی نصرت، اسلامی حکومت کے استحکام اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیں یہاں تک کہ فساد ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کا ہو جائے۔ ہم اس موقع پر اس عہد کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ آپ ہمارے شرعی امیر ہیں۔ ہم پر آپ کی نصرت اور اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح شرعی حاکم کے لیے واجب ہوتی ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آپ کی نصرت و حمایت کریں اور آپ سے مل کر ہر وہ مدد کریں جو وہ کر سکتے ہیں۔"

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
آپ کا بھائی اسامہ بن لادن